پروفیسر احمد رفیق اختر

چراغِ سرِ راہ

چراغِ سرِ راہ

پروفیسر احمد رفیق اختر
تالیف: کلثوم اسماعیل

سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور

297.4 Ahmad Rafiq Akhtar, Prof.
Charaagh-i Sar-i Raah/ Prof. Ahmad Rafiq Akhtar.- Lahore : Sang-e-Meel Publications, 2008.
272pp.
1. Islam - Sufism. I. Title.

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ سنگ میل پبلی کیشنز/ مصنف سے با قاعدہ تحریری اجازت کے بغیر کہیں بھی شائع نہیں کیا جا سکتا اگر اس قسم کی کوئی بھی صورتحال ظہور پذیر ہوتی ہے تو قانونی کارروائی کا حق محفوظ ہے

2008
نیاز احمد نے
سنگ میل پبلی کیشنز لاہور
سے شائع کی۔

ISBN-10: 969-35-2133-1
ISBN-13: 978-969-35-2133-7

Sang-e-Meel Publications
25 Shahrah-e-Pakistan (Lower Mall), P.O. Box 997 Lahore-54000 PAKISTAN
Phones: 7220100-7228143 Fax: 7245101
http://www.sang-e-meel.com e-mail: smp@sang-e-meel.com

حاجی حنیف اینڈ سنز پرنٹرز، لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

فَسـئَلُوا اَھلَ الذِّکرِ اِن کُنتُم لَا تَعلَمُون (النحل ۱٦ : ۴۳)

پھر پوچھ لو اہلِ ذکر سے اگر تم نہیں جانتے۔

اُس ''محبتِ عبدیت'' کے نام......

جو وجہِ تخلیقِ کائنات ہے اور جس کے

دم سے سلسلہء زمان ومکاں ہے۔

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
☆ پیش لفظ	8
☆ مہدیٔ منتظر (لیکچر)	11
سوال و جواب	43
☆ Religion and Present Trends of Cultural Enlightenment (لیکچر)	75
سوال و جواب	101
☆ شبِ معراج (لیکچر)	124
سوال و جواب	142
☆ تصوّف عہدِ حاضر میں (لیکچر)	157
سوال و جواب	179
☆ سیرۃ النبی ﷺ (لیکچر)	194
سوال و جواب	217
☆ اجتہاد اور عصری تقاضے (لیکچر)	223
سوال و جواب	246

پیش لفظ

زمانے کے تیزی سے بدلتے ہوئے تقاضے، سائنس و ٹیکنالوجی کی روز افزوں ترقی اور تیزی سے بدلتی ہوئی نت نئی معلومات کے سیلاب کے دھارے میں انسان کے عقل و فہم تنکوں کی طرح بہہ رہے ہیں اور اسے اپنی عقل کی منزلِ حقیقی تک رسائی تو در کنار، اُس منزل کی آ گہی کا احساس بھی کسی اندھیرے راستے میں گم کردہ ہے۔

زمین پر اپنی زندگی کے مقصد سے ناآشنا دورِ حاضر کا انسان اپنے خالق کی موجودگی کے احساس سے عاری، اپنے قلب و نظر کے بے یقینی اور تشکیک کے اندھیروں میں گم نفس کی کیفیات ہی کو منزل و مقصودِ زندگی سمجھنے لگا ہے......مگر اپنا نام و نشان ڈھونڈنے والوں اور حقیقت تک رسائی کی خواہش رکھنے والے انسانوں کیلئے کچھ چراغ ہمیشہ منور رہتے ہیں۔

''پروفیسر احمد رفیق اختر'' کی زندگی کی تحقیق و جستجو اور علم کا ماحصل یہ ''چراغ'' بھی موجودہ دور کی چکاچوند روشنیوں کے پیدا کردہ بے یقینی اندھیروں میں اپنی روشنی بکھیرتا رہے گا کہ:

''عقل و جستجو کی واحد منزل خدا کی معرفت ہے''

پروفیسر احمد رفیق اختر ایک ایسے استاد ہیں جو دلوں کو فتح کرنے کا ہنر جانتے ہیں اور اس ہنر کی پہچان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ ان کے اخلاص و محبت کا وہ تعلق ہے جس کا اظہار ان کی گفتگو اور شخصیت کے ہر انداز میں جھلکتا ہے۔ پروفیسر

صاحب کی علمی معرفت کی ایک خاص بات ''اسمائے حسنہ'' کی وہ ''تسبیح'' ہے جو ان کی ذات سے ہوتی ہوئی ان کے شاگردوں تک پہنچتی ہے اور جس کے بارے میں پروفیسر صاحب فرماتے ہیں:

''یہ تسبیح ہاتھوں سے زبان پر آتی ہے۔ زبان سے دل میں اترتی ہے اور دل سے شریانوں میں موجود خون میں دوڑتی ہے اور پھر یہ cells میں موجود ڈی این اے (DNA) میں داخل ہو جاتی ہے اور وہاں انسان کی ترجیحات (priorities) کو متعین کرتی ہے...... مگر بشرطِ اخلاص''......

''چراغِ سرِ راہ'' ایک ایسی کتاب ہے جس میں پروفیسر صاحب نے جن موضوعات پر گفتگو کی ہے اس سے جدیدِ فکر انسان میں ابھرنے والے بے شمار سوالوں کے جواب موجود ہیں اور ان سے تحقیق و جستجو اور غور و فکر کرنے والے لوگوں کی رہنمائی کیلئے بھی بہت سے نکات موجود ہیں جو اپنے اندر ایک اچھوتا پن اور جدّت لئے ہوئے ہیں۔

اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کی محبت سے ضیاء پانے والے چراغوں کی روشنی اندھیروں کے وجود کو لرزاں رکھے (آمین)

محترم اور شفیق استاد پروفیسر احمد رفیق اختر کی درازیٔ عمر اور صحت و تندرستی کی دعاؤں کے ساتھ......

کلثوم اسماعیل

یکم مارچ 2008ء

مہدیٔ منتظر

اَعُوذُ بِااللّٰہِ السَّمِیعِ العَلِیمِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰناً نَّصِیْراً

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُونo وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرسَلِیْنَo وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنo

اَلَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْداً

خواتین وحضرات! میرا ہدیہء سلام قبول فرمایئے۔ مدتوں کے بعد لاہور آنا گھر کو پلٹنے کے مترادف ہے۔ تعلیم وتربیت کے تمام ابتدائی مراحل یہیں سے پورے ہوئے بلکہ بلوغتِ فکر اور عقل کچھ ہے تو اسی شہر کی وجہ سے ہے۔ اس میں بڑے استاد رہے، معزز اور مکرم رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں خلوص و وفا و محبت رکھی ہے اگرچہ بہت ''سُستی'' رکھی ہے اور سُستی کیلئے...... آج کا موضوع چونکہ مہدیٔ منتظر ہے اور جنابِ مہدی کی جو ایک تعریف آئی ہے وہ یہ ہے کہ وہ سوتوں کو جگائیں گے اسلیے آپ کی صبح کی نیندیں محو ہو سکتی ہیں۔

خواتین وحضرات! بہت عرصہ پہلے ''زبور'' نے کلام کیا اور کہا کہ:

''فاران'' اور ''شعیر'' کی گھاٹیوں سے خداوند خدا دس ہزار قدسیوں کے ساتھ طلوع فرمائے گا اور اس کے ایک ہاتھ میں ''آتشِ شریعت'' اور ایک ہاتھ میں ''تلوار'' ہوگی۔

جب حضور ﷺ فتح مکہ کے وقت ''فاران'' کی گھاٹیوں سے طلوع ہوئے تو ان کے لشکر کی تعداد دس ہزار تھی اور ان کے ہاتھ میں تلوار بھی تھی اور وہ قرآنِ حکیم کو پڑھ رہے تھے۔ یہ پہلی مرتبہ نہ تھا۔ ''مکاشفہء یوحنا'' نے انجیل میں پھر اسی معزز ہستی کا ایک ہلکا سا خاکہ پیش کیا۔ فرمایا:

''میں نے آسمان کو کھلا ہوا دیکھا''۔ (یہ اس وقت کی ''انجیلِ مقدس'' میں موجود ہے۔ انجیل وہ نہیں رہی مگر یہ سراپا موجود ہے) ''پھر میں نے آسمانوں کو کھلا ہوا دیکھا اور دیکھتا ہوں کہ ایک سفید گھوڑا ہے اور اس پر ایک سوار ہے جو سچا ہے اور برحق ہے''۔ (یہ دیکھیں کہ حق کو امانت کہتے ہیں جو صادق ہے اور امین ہے۔ صرف لفظوں کا ہلکا سا تردّد ہے۔) ''پھر میں نے آسمانوں کو کھلا ہوا دیکھا اور دیکھتا ہوں کہ ایک سفید گھوڑا ہے اور اس میں ایک سوار ہے اور سچا ہے اور برحق کہلاتا ہے اور وہ راستی کے ساتھ انصاف وعدل کرتا ہے۔ اس کی آنکھ، آگ کے شعلے ہیں۔ اسکے سر پر بہت سے تاج ہیں اور اس کا ایک نام لکھا ہوا ہے جسے اسکے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔ (خواتین وحضرات! یہ پرانی بات تھی۔ بعد میں اللہ نے قرآن میں اسی اسم کا ذکر کیا کہ ''اِسمُهٗ اَحمَد'' اس کا نام احمد ہے) اور وہ اون کی چھلکی ہوئی پوشاک پہنے ہوئے ہے اور اس کا نام کلامِ خدا ہے (یعنی قرآن ہے۔) آسمان کی فوجیں سفید گھوڑوں پر سوار سفید اور صاف، مہین، کتانی کپڑے پہنے ہوئے اسکے پیچھے پیچھے ہیں اور قوموں کے مارنے کیلئے اسکے منہ سے تیز تلوار نکلتی ہے۔ وہ لوہے کے عصا سے حکومت کرے گا اور قادرِ مطلق خدا کے سخت غضب کی مئے کے خوف میں انگور روندے گا اور اسکی پوشاک کے دامن پر یہ نام لکھا ہے کہ ''بادشاہوں کا بادشاہ''، ''خداوندوں کا خداوند''......

خواتین وحضرات! لفظ ''خدا'' پرانی زبان میں اللہ کیلئے استعمال نہیں ہوتا تھا بلکہ زیادہ تر مقدس

لوگوں کیلئے استعمال ہوتا تھا۔ یہ تھی آپ ﷺ کے نزول کی وہ شان جو بائبل میں ہے۔ اس پورے بیان میں اور اسکے مصداق کوئی ذات ایسی نہیں ہے جو کسی پیغمبر کی صورت میں اس بیان کے مصداق ہو۔ حضرت موسیٰؑ تو پہلے گزر چکے تھے اور جناب عیسیٰؑ تو عمر بھر غربت میں رہے اور یہ ایک مستقل بات تھی جو انہوں نے کہی اور اس میں بڑی وضاحت اور صاف ستھرے لہجے سے اللہ کے رسول ﷺ کا ذکر ہوا۔

خواتین وحضرات! ''صادق'' اور ''امین'' کے لفظ ہم کتابوں میں پڑھ کے گزر جاتے ہیں۔ ہمیں اسکی اہمیت کا پتہ نہیں چلتا مگر اس کی اہمیت اس پروردگارِ عالم کے پاس تھی جس نے ان کو قرآن عطا کرنا تھا۔ زمین و آسمان میں اللہ کے رسول ﷺ کے سوا ہمارے پاس کوئی ایسی شہادت نہیں تھی کہ ہم ''قرآن'' کو قرآن کہیں۔ ایک زبان سے دو لفظ نکلتے ہیں، ایک اُمّی شخص ہے جس کی زبان سے دو لفظ نکلتے ہیں، ایک لفظِ قرآن ہے اور دوسرا لفظ ان کا اپنا ہے۔ اس میں قطعاً کسی دوسری شہادت کی کوئی گنجائش موجود نہیں رہتی۔ چالیس برس تک صادق اور امین کہلوانے کا مقصد صرف یہی تھا کہ جب ہم کتاب دیں، جب ہم اپنا کلام اس کی زبان میں رکھیں (جیسے حضرت یوحنا نے بہت پہلے ارشاد فرمایا کہ ''اسکا نام کلامِ خدا ہے''۔) جب ان کی زبان میں کلامِ خدا اترے تو وہ لوگوں کو کہیں کہ یہ اللہ کی بات ہے، یہ اللہ کا کلام ہے۔ یہ میرا نہیں ہے۔ صادق اور امین ہونے کے توسط سے جو لوگ اپنے اندر تک ان کی سچائی کا پورا پورا شعور حاصل کر لیتے ہیں وہ یقیناً اسے قرآن مانیں گے اور اس طرح خدواند کریم نے قرآن کا نزول فرمایا اور صادق اور امین پر فرمایا۔

خواتین وحضرات! دوسرا حصہ ان احادیث کا وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کے متعلق ہیں۔ ان کی authenticity قرآن جتنی نہیں ہے۔ حضور ﷺ کی باتیں لوگوں نے ہمیں بتائیں، ان کے اصحاب نے سنائیں، سچے لوگوں نے سنائیں۔ آج بہت سے لوگ احادیث کا انکار کر جاتے ہیں، آج بہت سے لوگ اپنی رضا و رغبت کے تحت کسی حدیث کو قوی، کسی کو کمزور کہتے ہیں۔ ایک Armchair intellectual بھی ایک حدیث سنتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ تو ہو نہیں سکتا، میں نہیں اسے مناسب سمجھتا، یہ حدیث کیسے ہو سکتی ہے۔ خواتین وحضرات! اللہ بھی انسانی نفس کے خلاف عمل کرتا ہے اور اس کا رسول ﷺ بھی اپنی تعلیمات میں ہمارے نفس پر کچھ نہ کچھ شدتیں تو چھوڑیں گے ہی اور اگر ہم اپنے نفس کے اشکال کے پیچھے آج سے ہی پرکھنا شروع کر دیں تو بہت ساری ایسی احادیث ہیں جو شاید ہمیں مناسب نہ لگیں کہ وہ ہمارے دل و دماغ کو پسند نہیں ہیں کہ

انسانی جسم کدورت کا بنا ہے اور کدورت میں صفا صرف اللہ کی طرف سے آتی ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ ہمیں خدا اور رسول کی ساری باتیں پسند ہوں، یہ نہیں ہو سکتا کہ باوجود ایک اچھے اعتقاد کے ہم کبھی نہ کبھی وہ غفلت نہ کھا جائیں جس کے بارے میں قرآنِ حکیم نے لکھا:

"وَاِن تَجتَنِبُوا اَکبَآئِرَ مَا تُنھَونَ عَنہُ نُکَفِّرُ عَنکُم سَیِّاٰتِکُم"

(اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے پرہیز کرو تو چھوٹوں پر تم قائم رہو گے ہی......)

چھوٹے چھوٹے وقفے خطاؤں کے تم پر ضرور آئیں گے مگر خواتین وحضرات! احادیث، پیشین گوئیاں نہیں ہیں اور جب آپ حضور ﷺ کے یہ اقوال دیکھتے ہیں تو یہ وہ حقائق ہیں جو زمانوں پر محیط ہیں، جو صرف انکی اپنی زندگی کے نہیں ہیں۔ نہ ہمارا پیغمبر local تھا، نہ قرآن کی کوئی آیت local ہے اور نہ ہی انکی بتائی ہوئی باتیں local ہیں۔ وہ پیغمبر کیسے local ہو سکتا ہے جو ہمیں عجیب وغریب باتوں کی خبر دیتا ہو کہ ہو سکتا ہے کہ اللہ دنیا کی عمر بڑھا دے، ہو سکتا ہے کہ اللہ دنیا کی عمر پانچ سو برس اور بڑھا دے۔ آدھا دن اور بڑھا دے۔ پوچھا گیا: "یا رسول اللہ ﷺ! آدھا دن کتنا؟" فرمایا: "پانچ سو برس"۔ یعنی ایک دن ایک ہزار برس کا ہوا۔

جس پیغمبر کو یہ پتہ ہے اور جو آپ کو خبر دیتا ہے کہ جب جنت میں سب لوگ داخل کر دیئے جائیں گے تو پھر بھی جنت میں بے پناہ جگہ بچ جائیگی، پھر اللہ نئے لوگ پیدا کرے گا، پھر وہ لوگ بھی امتحان سے گزر کر جنت میں جگہ پائیں گے۔ کبھی آپ نے غور کیا کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ہر "سائنس" سے بڑھ کر، ہر "ادائے خیال" سے آگے ایک خیال پیش کیا ہے کہ نہ یہ دنیا پہلی ہے، نہ آخری ہے، لوگ پہلے بھی جنت میں تھے۔ لوگ ہمارے بعد بھی جنت میں جائیں گے۔ یہ دنیائیں سات ہیں اور یہ دنیائیں بدلتی رہیں گی۔ اب اگر اسکے مقابلے میں دورِ حاضر کا کوئی مفکر، کوئی اور دانشور جس کے پاس نہ علم وہنر کی کوئی غایت موجود ہے، جس نے نہ خدا پر وقت صَرف کیا ہے، نہ رسول اللہ ﷺ کے فیض وبرکت سے کچھ فائدہ اٹھایا ہے۔ وہ اگر آج حدیث کا انکار کرتے ہیں تو کیسا مضحکہ خیز لگتا ہے۔ ایک رسم سی چل نکلی ہے زمانے میں کہ بہت سے لوگوں نے بہت ساری احادیث پر اعتراض کیا۔ ان میں صرف ایک آپ کی نذر کرتا ہوں کہ بڑے بڑے دانشوروں نے ان میں غلام جیلانی برق بھی تھے، مرزا احمد پرویز بھی تھے اور آج کے "عجائبات" میں سے کچھ دینی عالم بھی ایسے ہو سکتے ہیں جو حضور ﷺ کی احادیث پر معترض تھے۔ ابوذرؓ نے یہ حدیث کہی، اللہ کے رسول ﷺ نے پوچھا: "اے ابوذر! تجھے پتہ ہے کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟" کہا کہ "اللہ اور اسکا

رسول بہتر جانتے ہیں۔" فرمایا: "یہ عرش تک جاتا ہے اور رُک کر اجازت طلب کرتا ہے کہ مجھے واپسی کی اجازت ہو، پھر اسے اجازت ملتی ہے اور یہ واپس پلٹتا ہے"۔

خواتین و حضرات! بہت سارے دانشوروں نے اعتراض کیا کہ Diagonal movement of the sun تو وہی ہے جو ہم دیکھ رہے ہیں۔ بھلا یہ عرش کو کہاں جائیگا؟ اس لیے یہ حدیث خلاف واقعہ ہے اور پیغمبر خلاف واقعہ بات کرتے ہیں۔ اگر تھوڑی سی دانش رکھتے، تھوڑی سی زیادہ تعلیم کا رجحان رکھتے، research رکھتے تو ان دانش وروں کو پتہ چلتا کہ سورج کی ایک نہیں تین movements ہیں۔ ایک movement اُس کی ہزار ہا سال میں outer galaxies میں پوری ہوتی ہے اور ایک movement میں وہ ایک سو پچاس میل فی سیکنڈ کی رفتار سے inner galaxy کا رُخ کرتا ہے اور اُس جگہ پہنچتا ہے جس کا نام سائنسدانوں نے solar apex رکھا ہے۔ آج solar apex کے معنوں میں کوئی فرق نہیں...... بہت جلدی میں، کم علمی میں، یہ دانشورانِ عصر اپنی رائے پیش کر دیتے ہیں۔ یہ صرف ٹیلی ویژن کے قابل ہیں۔ یہ اس قابل نہیں ہیں کہ ان کو علم و معرفت میں کوئی مقام دیا جائے۔ از خود یہ "شیخ الاسلام" بنتے ہیں، از خود یہ "دانشورانِ وقت" بنتے ہیں، از خود "علامہء عصر" بنتے ہیں۔ یہ ایک رسمِ جاہلانہ جو چل پڑی ہے اسی پر حضور ﷺ کی ایک حدیثِ مبارکہ ہے کہ "ایک زمانہ آئے گا کہ دین لونڈوں کھونڈوں کے ہاتھ آجائے گا"

کسی بھی چیز کو جو خدا اور رسول ﷺ کی طرف سے آتی ہو یا آئے سب سے پہلی احتیاط اس کے deny میں ہوتی ہے۔ سب سے پہلی احتیاط یہ ہے کہ ایسی چیز کا انکار نہ کیا جائے جب تک کہ اسکے بارے میں ہماری تعلیم مکمل نہ ہو جائے اور ہم اس بات کا کیسے انکار کر سکتے ہیں۔ ایک ڈاکٹر صاحب ہیں جو شاید، غالباً اپنے آقائے دجال کو خوش کرنے کیلئے تمام احادیث امامت کو غلط کئے بیٹھے ہیں اور بڑی خوبصورت بات یہ ہے کہ پندرہ سو برس بعد فرما رہے ہیں کہ یہ احادیث کمزور ہیں۔ حضراتِ گرامی! یہ Speciality انہی لوگوں کی تھی جنہوں نے اس پر جان دی، جان ماری۔ کسی نے سیدنا امام محمد بن اسماعیل البخاریؒ سے پوچھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک لاکھ چھبیس ہزار احادیث حافظے میں محفوظ ہیں تو پھر پہلا مقابلہ تو حافظے سے ہوگا نا...... "امام بخاری" جیسا حافظہ ہوگا تو ان کو challenge کرنے کی نوبت آئے گی تو پوچھا "امام! یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ آپ کے حافظے میں اتنی ساری احادیث روایت بہ روایت تمام سلسلوں

سمیت موجود ہوتی ہیں"۔ تو انہوں نے فرمایا: "میں نظر کرتا رہتا ہوں۔" آج بھی خواتین و حضرات! یادداشت کا یہی اصول ہے کہ اگر آپ کسی چیز پر مسلسل نظر کرتے رہو تو وہ آپ کو یاد رہتی ہے ورنہ وہ آپکے حافظے سے محو ہو جاتی ہے۔

خواتین وحضرات! یہ (موجودہ) وہ لوگ ہیں جنہوں نے حدیثیں رٹ لی ہیں اور اگر ہم حدیث کی روایت ودرایت کے اصول دیکھ لیں تو پسینہ آجاتا ہے کہ لوگ اتنی محنت کر کے ایک ایک حدیث تک پہنچتے ہیں کہ اگر کسی کی تیسری پشت میں بھی کوئی جھوٹ بولنے والا ہوا اور وہ ایک ذہنی کمزور نکلا اور کسی نے زندگی میں کبھی بازار کے ایک سودے میں بھی خیانت کی تو اُسکی حدیث قبول نہیں کی جائے گی۔ قبول کا ایک یقین یہ تھا کہ جو لوگوں کے ساتھ انصاف نہیں کرتا وہ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ کیسے انصاف کرے گا۔ حدیث کی collection اتنی محتاط ہوتی ہے کہ آج کے Most sophisticated system of intelligence (ذہانت کے اعلیٰ تر نفیس نظام) بھی اس کے برابر نہیں آسکتے...... پھر آج اُن لوگوں کو کہا جائے کہ ان کی حدیث ناقص ہے......؟ بلکہ انہوں نے خود ہی حدیث کی طرزیں بُھلا دیں۔ حدیث "حسن" ہے، "صحیح" ہے، "متوازن" ہے، "فرد" ہے، "غریب" ہے، "عجیب" ہے۔ یہ تمام سلسلے ان لوگوں نے مکمل کیئے۔ آج تک کوئی دانشور اپنی مرضی سے ان میں کسی قسم کی کوئی چیز add نہیں کرسکا، کم نہیں کرسکا۔

خواتین وحضرات! حیرت کی بات ہے کہ جن لوگوں سے احادیث اکٹھی کی گئیں ان کی پوری تعداد دس لاکھ ہے جنہیں "اسماء الرجال" کہتے ہیں۔ احادیث میں جو لوگ involved ہیں اور جن لوگوں کے نام ہیں ان کے اسماء کی فہرست دس لاکھ کے برابر ہے اور دس لاکھ لوگوں کی پوری پوری آزمائش کرنا، جانچ پرکھ کرنا یہ اُسی شخص کا کام ہوسکتا تھا کہ جس کے بارے میں کہا گیا کہ یہ "پیغمبر فی الحدیث" ہیں۔ امام بخاری اُس وقت انیس بیس برس کے تھے جب دمشق کی جامع مسجد میں آئے اور دس لوگوں کو ان کے امتحان کیلئے جمع کیا گیا۔ دس کو دس۔ دس حدیثیں دی گئیں اور پھر یہ کہا گیا کہ ایک ایک کر کے ان سے پوچھنے کیلئے جاؤ اور امام کی ذہانت کا test لو اور جب پہلے شخص نے ایک حدیث بیان کی اور پوچھا کہ: "اسکے بارے میں آپ کیا کہتے ہو" تو امام نے کہا: "آگے بڑھو۔" پھر اس نے پوری دس احادیث ختم کیں۔ پھر کہا: "اب دوسرے آدمی سے کہو کہ وہ شروع کرے۔" اس طرح دس آدمیوں نے سو حدیثیں سنائیں، امام واپس پلٹے اور کہا کہ پہلے تم

نے یہ دس حدیثیں پڑھیں اور پہلی یہ پڑھی اور اس میں یہ بات غلط اور باقی حدیث درست ہے...... جب لوگوں نے حافظے کا یہ عالم دیکھا تو قسم کھائی کہ یہ حدیث کے پیغمبر ہیں۔ خواتین و حضرات! اُن لوگوں کی جانچ پرکھ کیلئے آج ہم schizophrenic قسم کے چند مولوی جمع کر لیتے ہیں کہ جن کو اپنے عُجب اور اپنی حیرت سے نجات نہیں، جن کو اپنی نفسیاتِ ذہنی سے باخبری نہیں، وہ اٹھ کر اُن "اہلِ مقدس" پر اعتراض کرتے ہیں۔

خواتین و حضرات! پوری کی پوری احادیث میں ایک علیحدہ باب ہے جس کو "باب الفتن" کہتے ہیں۔ تمام احادیث میں یہ عام باب پائے گئے ہیں۔ یہ احادیث زوال کے زمانے کی پیداوار نہیں ہیں۔ یہ بات یاد رکھیے گا کہ جب کوئی قوم مغلوب ہو، مقہور ہو، مجبور ہو تو تصور سے کسی مسیحا کا عکس نکالتی ہے۔ اپنے تصور سے کسی ایسے مسیحا کا نام ڈھونڈتی ہے جو اسے غربت و افلاس کی زندگی سے فرار دے۔ یہی حال اُس وقت پیش آیا جب غرناطہ کی حکومت کا زوال ہوا تو مدتوں لوگوں میں "موسیٰ بن ابی غسان" کا نام مشہور رہا۔ یہ وہ "موسیٰ" ہیں جو واحد ایسا مجاہد مسلمان تھا جو Ferdinand کے لشکر کے خلاف لڑ رہا تھا اور اسکی زندگی اور موت پر صرف ایک شہادت موجود ہے کہ دریائے "وادیٔ الکبیر" کے کنارے "موسیٰ بن ابی غسان" چار عیسائی knights کے خلاف لڑتے ہوئے جب مجبور ہو گئے تو انہوں نے اپنے آپ کو دریائے "وادیٔ الکبیر" میں گرا دیا۔ اسکے علاوہ ان کی موت کی اور کوئی نظری شہادت موجود نہیں تھی تو غرناطہ اور سپین کے مسلمان مدتوں یہ آرزو لگائے رہے کہ یہ کبھی مہدی بن کر واپس لوٹیں گے اور یہ کبھی ہمیں Spanish حکومت سے نجات دلائیں گے۔ اسی طرح آپ بھی آرزوئے مہدی میں اکیلے نہیں ہیں۔ لوگ جب گھبرائے ہوئے ہوں اور پریشان ہوں تو اس زوال کے اثر میں کوئی نہ کوئی آرزو ایسی ضرور پنپتی ہے، کوئی نہ کوئی افواہ ایسی ضرور اڑتی ہے اور کوئی نہ کوئی خواہش ایسی ضرور سر اٹھاتی ہے کہ اے کاش پروردگار کی طرف سے ہمیں آسرا ملے، کوئی ایسا شخص ملے جو ہمیں اس بحران سے نکال کر، زندگی کے بہتر اور safe مقام تک پہنچائے۔

خواتین و حضرات! مگر یہ احادیث اس زمانے کی نہیں ہیں۔ حضور ﷺ کی کوئی حدیث زوال کے زمانے کی نہیں ہے۔ یہ تو عروج کے زمانے کی ہیں کہ مذہب ڈھل چکا تھا، جب مسلمانوں کا جزیرۃ العرب پر قبضہ ہو چکا تھا۔ یہ رسالت کے اختتام کے دن ہیں اور "حذیفہ بن ابی یمانؓ" کے قول کے مطابق اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں قیامت تک تمام باتیں بتا دیں اور تین سو یا

تین سو سے زیادہ گروہوں پر مشتمل تمام باتیں اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں بتا دیں پس فرق یہ ہے کہ کبھی ہماری یادداشت ساتھ دیتی ہے اور جب ہم کسی happening کو دیکھیں، کسی واقعے کو ہوتا ہوا دیکھتے ہیں تو ہمیں یاد آ جاتا ہے کہ ہمیں ہمارے رسول ﷺ نے یہ بات بتائی تھی۔ جب ایک دفعہ حضور ﷺ ''سراقہ بن جعشم'' سے ملے، جب وہ اسلام قبول کر کے آیا تو فرمایا کہ سراقہ تیرا اس وقت کیا حال ہوگا جب تو کسریٰ کے کنگن پہنے گا۔ اُس وقت کسریٰ کا نام ونشان بھی نہیں تھا۔ زمانہء رسول ﷺ تھا، ہجرت کا زمانہ تھا، بھلا کہاں ہجرت کے صحرا، بے آب و گیاہ، بے یار و مددگار اور کہاں کسریٰ کے محلات اور اس بادشاہ کے کنگن کی باتیں...... پھر جلد ہی حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں جب کسریٰ کے کنگن آئے، وہ مدائن کے محل سے ملے تھے تو حضرت عمرؓ نے دیکھا اور اصحاب نے دیکھا اور سب رو دیئے اور کہا کہ سراقہ کو بلاؤ۔ سراقہ اُس وقت تک زندہ تھے۔ سراقہ کو بلایا گیا اور اُس کے ہاتھ میں وہ کنگن پہنائے گئے اور لوگ چیخ چیخ کر روئے کہ رسول اللہ ﷺ کی بات کیسے پوری ہوئی ہے۔

خواتین و حضرات! ''باب الفتن'' میں اللہ کے رسول ﷺ نے بہت سارے خطرات جو ان کی امت کو آنے والے تھے وہ گنوائے، بہت سارے زمانے گنوائے۔ بہت سارے فتنے گنوائے۔ ایک بات یاد رکھئے گا کہ یہ ''نوسٹرڈیمس'' کی پیشین گوئیاں نہیں ہیں، یہ ''جین ڈکسن'' کی پیشین گوئیاں نہیں ہیں، یہ وہ حقائق ہیں، یہ وہ خبر ہے جو مخبر صادقؐ نے آپ کے حوالے کی ہے۔ چاہے تو مانو، چاہے تو نہ مانو: ''اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا''

خواتین و حضرات! اس سے پیشتر کہ میں احادیث کا ذکر شروع کروں زمانہء قدیم میں کچھ معلومات ایسی ملتی ہیں جو حضرت دانیالؑ کے مکاشفے میں ہیں۔ حضرت دانیالؑ نے بڑے عجیب و غریب وقتوں کی نشاندہی کی ہے۔ اس نے ہمارے زمانے کی بھی نشان دہی کی ہے اور ذرا غور کیجئے گا کہ ان میں وہ وقت شاید آپ پر بہت قریب ہے۔ وہ لکھے بڑے قریب ہیں کہ:

> ''وہ مغرب کا بادشاہ، اہلِ مقدس میں اُس کا غضب بھڑکے گا۔ اُس کے مطابق عمل کرے گا بلکہ جو اہلِ مقدس کو ترک کریں گے اُن سے اتفاق کرے گا۔ افواج اُسکی مدد کریں گی، وہ محکم مقدس کو ناپاک کرے گا، وہ دائمی قربانی کو موقوف کرے گا۔ اجاڑنے والی مکروہ چیزیں نصب کی جائیں گی اور انسان اجرام فلکی میں دراندازی کرے گا۔''

یہ بہت پرانی بات ہے، حضرت دانیالؑ کا عصر بہت پرانا ہے۔ ''کونذر (بخت نصر)'' کے زمانے میں جب پوری قومِ یہود گرفتار ہوئی اور ان کو ذلت سے آشنائی ہوئی تو ان کو دوبارہ آباد کرنے کیلئے حضرت دانیالؑ کی خدمات اللہ نے ان کے سپرد کیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ دانیالؑ وہ ہیں کہ بادشاہ نے ایک خواب دیکھا...... جھوٹے اور سچے، پیشین گوئی کرنے والے اور نبی میں صرف ایک فرق ہوتا ہے کہ بادشاہ نے ایک خواب دیکھا اور بہت پریشان ہوا...... اُس نے کہا کہ کوئی ہے میرے عہدِ حکومت میں جو مجھے خواب بھی بتائے اور اسکی تعبیر بھی...... بڑے بڑے دانشور جو جھوٹے حساب کتاب والے لوگ تھے، گلی کوچے میں بیٹھے تھے، انہوں نے کہا کہ ہم تعبیر تو بتا سکتے ہیں، خواب کیسے بتائیں تو بالآخر اُس نے بہت لوگ اسی طرح مروا دیئے جنہوں نے غلط باتیں بتائیں، غلط تاویلیں دیں مگر اُس کو تسلی نہ ہوئی پھر اُس سے کسی نے کہا کہ اہلِ یہود میں ایک پیغمبر ہے جس کا نام دانیئل ہے یا دانیال ہے۔ اگر آپ اُسکو بلاؤ تو شاید وہ کچھ بتائے۔ حضرت دانیالؑ کو بلایا گیا، دانیالؑ گھبرائے، جبرئیلِ مقدس تشریف لائے، آپ نے ان سب باتوں کا بیان کیا اور کہا کہ تم نے خواب میں دیکھا ہے کہ ''مِنّی مِنّی تَکِیلُ'' کہ خواب میں تم نے دیواروں پر لکھا دیکھا ہے۔ ''مِنّی مِنّی تَکِیلُ'' کہ (تجھے دیکھا گیا، پڑھا گیا، تُو ناکام نکلا، تجھے اجاڑا جائے گا۔) خواتین و حضرات! یہ فرق ہے پیغمبر میں اور عام پیشین گوئی کرنے والے میں......

حضرت دانیالؑ نے فرمایا کہ:

> ''اہل مقدس کے خلاف شرارت کرنے والوں سے مشاورت کر کے تُو انہیں برگشتہ کرے گا لیکن اپنے خدا کو پہچاننے والے تقویت پا کر کچھ کر دکھائیں گے۔'' (وہ شاید اب بھی ہوگا، صبح کی خبروں میں وہ جو لوگوں میں اہلِ دانش ہیں، لوگوں کو تعلیم دیتے ہیں) ''مگر کچھ مدت تک تلوار اور آگ، اصیل اور لوٹ مار سے تباہ حال رہیں گے۔'' (اور exactly یہ ایک ایک لفظ آج کے تمام علماء پر پورے اترتے نظر آتے ہیں۔ آپ کی نظر کے سامنے ہیں کہ اہلِ علم اور اہلِ عقل اور وہ لوگ جو اپنے مقدس عہد کو پہچانتے ہیں۔ وہ کچھ مدت تک تلوار اور آگ اور اصیل اور لوٹ مار سے تباہ حال رہیں گے، جب تباہی میں پڑیں گے تو تھوڑی سی تقویت پہنچے گی) ''لیکن بہتیرے خوشامد گوئی سے ان میں آ بیٹھیں گے۔'' (یعنی کچھ

لوگوں کو اللہ کی طرف سے تقویت ملے گی۔ مگر ان میں سے کافی سارے secularsان کے ساتھ جا ملیں گے۔)

''کیونکہ ان کو خدائی قدرت نظر آئے گی بعض اہل بیت بہت تباہ حال ہونگے تاکہ پاک وصاف اور براق ہو جائیں، جب تک کہ وہ آخری وقت نہ آ جائے کیونکہ مقررہ مدت تک یہ بادشاہ اپنی مرضی کے مطابق چلے گا، تکبر کرے گا، سب معبودوں سے بڑا بنے گا۔ الٰھوں کے الٰہ کے خلاف بہت سی حیرت انگیز باتیں کرے گا حتیٰ کہ قہر کی تسکین ہو جائے کیونکہ جو کچھ مقرر ہو چکا ہے وہ واقع ہوگا۔ وہ بے گانہ معبود کی مدد سے محکم قلعوں پر حملہ کرے گا۔ جو اُسے قبول کریں گے، ان کو عزت بخشے گا اور بہتوں کو حاکم بنائے گا اور رشوت میں ملک تقسیم کرے گا۔''

(اور اصل میں ایک interestingبات ہے خواتین و حضرات! کہ آخر میں اس معرکے کا ذکر ہے جو آخری زمانے میں ہوگا)

''وہ شاندار مقدس پہاڑوں اور چشموں کے قریب اپنی فوجیں ڈالے گا اور ایسی تکلیف کا وقت ہوگا کہ ابتدائی ایام سے ابھی تک کبھی نہ ہوا ہوگا۔ اُس وقت تیرے لوگوں میں جس کا نام کتاب میں لکھا ہوا ہے رہائی پائے گا۔ جو کچھ خاک میں سو رہے ہیں ان میں سے بہتیرے جاگ اٹھیں گے، بعض حیاتِ ابدی کیلئے اور بعض رسوائی و ذلتِ ابدی کیلئے...... اہل دانش نور فلک کی مانند چمکیں گے۔ ان کی کوشش سے بہتیرے صادق ہونگے۔ اسنے پوچھا اس کا انجام کتنی مدت تک ہوگا۔ اُس شخص نے جو کتانی لباس پہنے ہوئے تھا اور دریا کے اوپر کھڑا تھا اور دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر حَـــیُّ قَیُّـــوم کی قسم کھائی اور کہا: ایک دور اور دو دور اور تین دور''......

(ایک دن دو دن اور تین دن''۔)

خواتین و حضرات! چھ سو چالیس اور پانچ سو چار تک حضرت دانیالؑ کا زمانہ ہے۔ پانچ سو چار قبل مسیح میں ''بنوحنر'' کے زمانے تک حضرت دانیالؑ زندہ تھے۔ بعد میں اپنی قوم کو لے کر آئے تو آپ کا پورا وقت جو بنتا ہے وہ ایک دن، دو دن اور آدھا دن (ایک دن کا مطلب ہے ہزار

سال) یہ ہوئے اڑھائی ہزار سال......اس وقت 2006ء ہے، اس میں آپ زیادہ سے زیادہ ساڑھے چار اور پونے پانچ سو سال اور add کر سکتے ہیں۔ اس سے حضرت دانیالؑ کی عمر کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ آپ یقین کرو کہ حضرت دانیالؑ کے مطابق یہ وقت بالکل قریب آ چکا ہے۔ یہ وقت کل بھی ہو سکتا ہے اور پرسوں بھی...... بلکہ میرے اندازے کے مطابق تو یہ وقت شروع ہو چکا ہے مگر بات یہ ہے کہ ہم لوگ شاید اس ostrich (شترمرغ) کی طرح ہیں جو ریت میں گردن دبا دیتا ہے۔ ہم ابھی بھی اسکی آمد کا انتظار کر رہے ہیں اور بہت لوگ یہ بات جانتے ہیں۔

......''اُس نے کہا ہم فرشتے نہیں ہیں۔ اے دانئیل: تُو اپنی راہ لے، (یہ واقعہ آخری وقت کا ہے) اور بہت لوگ پاک کئے جائیں گے اور وہ صاف براق ہونگے لیکن شریر شرارت کرتے رہیں گے اور شریروں میں سے کوئی نہ سمجھے گا۔ جو دانشور ہیں، مبارک ہیں وہ ایک ہزار تین سو بتیس روز تک انتظار کریں گے۔ تُو اپنی راہ لے، جب تک مدت پوری نہ ہو، تو آرام کرے گا اور ایام کے اختتام میں اپنی میراث تقسیم کرے گا''۔

آپ اندازہ لگائیں کہ یہ جو دن آپ کو حضرت دانیالؑ نے بتائے ہیں کہ ایک ہزار تین سو بتیس روز تک یہ دعوے جاری رہیں گے، اس کا کیا مطلب ہے؟

اسکے بعد حضرتِ دانیالؑ نے پوچھا کہ یہ کون ہے، دجال کون ہے؟ اسکی کیا نشانیاں ہیں۔ فرمایا:

''بحیرہ مملکت رُوس، بحیرہ بالٹک اور پانیوں کے گرد آباد قومیں دجال کی مملکت ہیں''۔

اگر آج آپ غور کریں تو قریباً قریباً یہ تمام لوگ انہی ممالک کے رہنے والے ہیں جو آج زیادہ سرکشی کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور خواتین و حضرات! قرآنِ حکیم میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر پھر بھی کوئی دجال کے بارے میں شبہ کرتا ہے تو سورۂ کہف کی پہلی دس آیات پڑھ لے۔ حیرت کی بات ہے کہ سورۂ کہف تو سب پڑھتے ہیں مگر شاید معنی تک کوئی نہیں پہنچتا۔ حضور ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ اگر اشتباہ رہ جائے، اگر کوئی شبہ ہو کہ یہ دجال کون ہے، کیسا ہے، کدھر سے آیا ہے تو پھر اس شبے کو دور کرنے کیلئے سورۂ کہف کی پہلی دس آیات پڑھ لینا، آج شاید پہلی مرتبہ دجال کے reference سے آپ کو میں اسکا ترجمہ سنا رہا ہوں۔ غور فرمایئے گا کہ یہ کیوں بار بار کہا گیا کہ سورۂ کہف آپکو دجال کے عرفان کیلئے کافی رہے گی۔ کیونکہ اسمیں صرف ایک ہی دوسری قوم کا ذکر

آیا ہے:

"وَیُنْذِرَ الَّذِینَ قَالُو اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا" اوران کوڈرائے جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے۔"مَالَھُم بِہٖ مِن عِلمٍ وَّلَا لِاٰ بَآئِھِم" نہ اس بات کی ان کے پاس کوئی سند ہے، نہ ان کے آباؤ اجداد کے پاس کوئی سند ہے۔"کَبُرَت کَلِمَۃً تَخرُجُ مِن اَفوَاھِھِم" بڑی سخت بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے کہ اللہ اولاد رکھتا ہے۔"

خواتین وحضرات! میرا خیال ہے کہ اب یہ بات کوئی شبے والی تو ہے نہیں کہ کون کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے۔ یہ اتنی واضح صورتحال ہے کہ اسکے بعد کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ دجال کن قوموں سے مل کر بنا ہے اور کون سی قومیں اسکے لئے ہیں اور یہ مجھے پتہ ہے کہ مسلمان "مہدیٔ مُنتَظَر" ہے مگر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم ایک بڑی غلط فہمی کا شکار ہو گئے ہیں کہ زمانہ ءمہدی اور زمانہءحضرت عیسیٰؑ ایک ہی ہے، "باب الفتن" کی یہ احادیث یقین کی ہیں۔ان میں جن سے استنباط کیا جاتا ہے کہ جناب مہدیؑ اور حضرت عیسیٰؑ کا زمانہ ایک ہی ہے لیکن ایسی کوئی شہادت ہمیں نہیں ملتی بلکہ زمانہءدجال اور حضرت عیسیٰؑ کی خصوصیت ہے اور حضرت عیسیٰؑ کی مدد کو آنے والے لوگوں کا حلیہ بھی لکھا ہے۔ان کے اندازِ زندگی بھی لکھے ہیں اور جنابِ مہدی کی زندگی اور اندازِ فکر کو جداگانہ بیان کیا گیا ہے اور اسی لئے میں کوشش کر رہا ہوں کہ آپکے سامنے یہ وضاحت کروں۔ عموماً جو آج کے دور میں یہ کہا جاتا ہے کہ مہدی آئیں گے......لیکن دجال کے زمانے میں مہدی نہیں آئیں گے۔

ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ:

"میری امت کے ستر ہزار آدمی دجال کی پیروی اختیار کریں گے اور ان پر سبز چادریں ہونگی"۔

اور یہ وہ لوگ ہیں جو عموماً علماء کی شکل میں ہونگے، جیسا کہ میں نے پہلے آیات پڑھی تھیں کہ لوگ یہ پوچھتے ہیں کہ کیا ان کا ذکر قرآن میں آیا ہے، کیا نزولِ مہدی کا ذکر قرآن میں آیا ہے، کیا عصرِ دجال کا ذکر قرآن میں آیا ہے تو یقیناً آیا ہے، دیکھئے! جب اللہ نے یہ کہا کہ میں اپنے دین کو غالب کروں گا تو "یاجوج ماجوج" کا سب سے پہلے ذکر کیا اور "یاجوج ماجوج" دنیا پر ہمیشہ موجود رہے، یہ پہلے بھی موجود تھے اور اب بھی موجود ہیں، صرف آپ کو ان کی شناخت کرنی ہے۔انہوں

٩١٦٥٨

نے پندرہ سال تک جنگ نہ کرنے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ یہ پہلے بھی موجود تھے، اب بھی موجود ہیں۔ یہ ''بنو یافث'' ہیں اور ان کے شکل و حلیے ایک ہی قسم کے ہیں اور جیسے رسول ﷺ کی حدیث ہے کہ یہ دنیا میں ہر چیز چٹ کر جائیں گے۔ نہ یہ کیکڑا چھوڑیں گے، نہ مکڑی چھوڑیں گے۔ نہ یہ کسی قسم کی زندگی کا نام و نشان چھوڑیں گے۔ جب یہ بھوک میں آتے ہیں تو ہر چیز کھا جاتے ہیں۔ آپ کے کتے انہی کو export ہوتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا:

''قَالُوا یٰذَا القَرنَینِ اِنَّ یَا جُوجَ وَمَا جُوجَ مُفسِدُونَ فِی الاَرضِ فَھَل نَجعَلُ لَکَ خَرجًا عَلٰی اَن تَجعَلَ بَینَنَا وَبَینَھُم سَدًا'' (کھف ۱۸ : ۹۴)

(انہوں نے کہا اے ذوالقرنین بے شک یا جوج ماجوج زمین میں فساد کرتے ہیں تو کیا ہم مقرر کر دیں تمہارے لئے مال کہ تم بنا دو ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار......)

یہ پہلا ذکر ہے جو یاجوج ماجوج کا آیا کہ جب ذوالقرنین جو ایران کے بادشاہ تھے سے کہا گیا کہ کچھ ایسا کرو کہ یہ جتنے بھی وحشی اور خونخوار لوگ ہیں (جو دیوارِ چین کے اُس پار رہتے ہیں،) یہ گروہوں کی شکل میں، کبھی تاتاریوں کی شکل میں، کبھی منگولوں کی شکل میں آتے ہیں اور ہماری civilization کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ تم کچھ ایسا کرو کہ یہ پہاڑوں کے درّے بند ہو جائیں اور ہماری تہذیب ان سے بچ جائے۔

ذوالقرنین جسے ''کورش کبیر'' کہتے ہیں وہ ایران کا بادشاہ ہے۔ اس کے علم پر دو سینگوں کا نشان بنا ہوا تھا۔ اس لیے اسکو ''دو سینگوں والا'' ذوالقرنین کہتے ہیں۔ اس کے جھنڈے کا یہ نشان تھا۔ اس نے پھر ان کی مدد کی مگر یہ زمانہ ءآخر میں دجال کے بعد آنے والے لوگ ہیں۔ یہ دجال سے پہلے نہیں آئیں گے۔ یہ دجال کے بعد آئیں گے اور فرمایا:

''حَتّٰی اِذَا فُتِحَت یَا جُوجُ وَمَا جُوجُ وَھُم مِّن کُلِّ حَدَبٍ یَّنسِلُونَ'' (الانبیاء ۲۱: ۹۶)

(یہاں تک کہ جب کھولے جائیں گے یاجوج اور ماجوج اور وہ ہر بلندی سے ڈھلکتے ہونگے)

یعنی زمانہءآخر میں ان کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ ابھی وہ اپنی معیشت کو طاقتور کر رہے ہیں۔ ساز و سامان بنا رہے ہیں۔ ایک billion کی آبادی ہے جو پانچ، سات سال کے بعد شاید اس سے بھی زیادہ بڑھ جائے۔ ان کے پاس ایٹم بم بھی ہے۔ سب کچھ ہے مگر شاید خوراک کے ذخائر کم ہیں اور جب دنیا لڑ لڑ کے اس بڑی جنگِ دجال میں ختم ہو جائے گی تو یہ بڑے اطمینان سے نکلیں گے اور بندوں سمیت ہر چیز کو کھا جائیں گے (ڈر۔ نے کی کوئی ضرورت نہیں)۔

عیسیٰؑ کو جب اٹھایا گیا تو آپکو یاد ہو گا کہ ایک چیز میں ہمارا اور حضرت عیسیٰؑ کے ماننے والے Christians کا faith یہی کہتا ہے۔ وہ بھی سمجھتے ہیں کہ وہ آئیں گے اور ہم بھی یہی سمجھتے ہیں کہ وہ آئیں گے مگر ہمارے ہاں ان کے آنے کی ایک خاص وجہ ہے یعنی ہمارے ہاں دجال کی وجہ سے آئیں گے مگر اسکے علاوہ بھی ایک بہت بڑی وجہ ہے۔ وہ میں ابھی آپ سے عرض کر دوں گا۔ اسکو سمجھنے کی بہت سخت ضرورت ہے مگر اللہ نے ان سے ایک وعدہ کیا کہ جب پہلی مرتبہ قومِ عیسیٰؑ نے اللہ سے معجزہ طلب کیا اور حضرت عیسیٰؑ نے دعا کی:

"اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا" (المائدہ ۵:۱۱۴)

(اے اللہ ہم سب کے پالنے والے اتار ہم پر خوان آسمان سے بن جائے ہم سب کیلئے خوشی کا دن ہمارے اگلوں کیلئے بھی اور پچھلوں کیلئے بھی اور ایک نشانی تیری طرف سے اور تو رزق دے ہمیں اور تُو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے)

تمام حواریوں نے request کی کہ اے نبی اللہ اگر آج آپ ہمیں آسمان سے اترا ہوا کھانا کھلا دو تو ہمارے دل مضبوط ہوں، ہمارے ایمان بہتر ہوں پھر ہم آپ کو ماننے میں بلکہ خدا کو ماننے میں کبھی کوتاہی نہیں کریں گے۔ اللہ نے کہا:

> "ٹھیک ہے۔ اے عیسیٰؑ! ہم ایسا کر دیں گے، کھانا ان پر اتاریں گے مگر پھر بھی یہ ہمارے ساتھ مکر و فریب کریں گے۔ پھر بھی ہماری ذات میں شریک کریں گے۔ پھر بھی یہ کفر و شرک کو پلٹیں گے تو ان کو ایک بات سنا دو کہ ہم زمین پر ان کے ہاتھوں انکو ایسا عذاب دیں گے کہ یہ مدتوں یاد رکھیں گے۔"

دو عذاب تو گزر گئے۔ خواتین و حضرات! ایک جنگِ عظیم اوّل کا اور ایک جنگِ عظیم دوم کا...... اگر آپ جنگوں کی تاریخ پر غور کرو تو پہلی جنگِ عظیم سے لے کر اب تک ہمیشہ جنگوں کی بنیاد، عالمی جنگوں کی بنیاد انہی کے ہاتھ سے شروع ہوئی ہے اور انہی کے ہاتھ پر ختم ہوئی ہے اور یہ تیسری مرتبہ مکمل تباہی کو بڑھ رہے ہیں اور خداوندِ کریم نے ان کا حساب لکھا ہے مگر حضرت عیسیٰؑ کو ایک بشارت دی۔ یہ یاد رکھیے کہ حضرت عیسیٰؑ کے زمانہ میں یہودی ان کو جادوگر کہتے تھے اور ان پر الزام ہی جادوگری کا تھا۔ اسی طرح چند ایک لوگوں کے سوا عیسیٰؑ کو کوئی بھی نہیں مانتا تھا۔ پھر یہودیوں نے دعویٰ کیا کہ ہم نے جنابِ عیسیٰؑ کو سولی پر چڑھا دیا ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو بچایا اور قرآن

میں اعلان کیا: "وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ " (نہ ان کو قتل کیا گیا، نہ صلیب دی گئی) یہاں ہمارا اور Christians کا بنیادی فرق ہے۔ Christians یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ نے کفارہ ادا کر کے ہم سب کو بخشوالیا ہے، صلیب پر چڑھ کے ہم سب کو بخشوالیا ہے۔ ان کا یہ مستند ترین عقیدہ ہے مگر قرآن یہ کہتا ہے کہ ہم نے اپنے پیغمبر کی توہین گوارا نہیں کی: "وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ" وہ دوبارہ کہتا ہے کہ نہ عیسیٰؑ کو قتل کیا گیا نہ انہیں صلیب دی گئی اور بالکل قتل نہیں کیا گیا۔ یہ بات سن رکھو کہ:

"وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ بَل رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيهِ ۝" (النساء ۴:۱۵۸)

(اور نہیں قتل کیا انہوں نے اسے یقیناً بلکہ اٹھایا ہے اسے اللہ نے اپنی طرف)

ہم نے انہیں اپنے پاس اٹھایا ایک حیرت انگیز معجزے کی طرح، ایک کمالِ فطرت کی طرح...... ہم نے پہلے بھی کئی لوگ اٹھالئے تھے آسمان پر، اب بھی کئی ان بسیط فضاؤں میں موجود ہیں جو کب سے زندہ ہیں مگر ہم نے عیسیٰؑ کو اسلیے اٹھالیا کہ ہمارا ان سے ایک وعدہ ہے اور وہ وعدہ کیا ہے؟...... یہ کہ:

"وَاِن مِّن اَهلِ الكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤمِنَنَّ بِهٖ قَبلَ مَوتِهٖ" (النساء ۴:۱۵۹)

(اور کوئی ایسا نہیں ہوگا اہل کتاب سے مگر وہ ضرور ایمان لائے گا مسیح پر ان کی موت سے پہلے)

ہمارا وعدہ ہے عیسیٰؑ سے کہ اے عیسیٰ کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں ہوگا جو تیری موت سے پہلے تجھ پر ایمان نہیں لے کے آئے گا۔ یہ وعدہ اللہ نے عیسیٰؑ سے فرمایا کہ کوئی بھی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں ہوگا جو تیری موت سے پہلے تجھ پر ایمان نہیں لائیگا اور وہ ان پر بڑا قیامت کا دن ہوگا اور ہم اُن پر اُن کے گواہ ہونگے کہ یہی وہ عیسیٰؑ ہیں نا، جن کو تم کہتے تھے کہ صلیب پر چڑھادیا، یہی عیسیٰؑ ہیں جن کو تم کہتے تھے کہ قتل کئے گئے۔ یہ زندہ ہیں......اور واپس آئے ہیں......اور ان پر ایمان لانا شرط ہوگا اور یہ زمانہ آخر میں، عصرِ دجال میں ہوگا۔

عیسیٰؑ نے دجال کے ظہور کا تذکرہ کیا اور فرمایا:

> "میں نازل ہو کر اُسے قتل کروں گا۔ لوگ جب اپنے شہر کو لوٹیں گے تو یاجوج اور ماجوج ہر طرف سے نکل آئیں گے اور وہ جس پانی سے گزریں گے اُسے پی جائیں گے، جس چیز کو دیکھیں گے اُسے تباہ کر دیں گے، خدا کے بندے اللہ سے دعا کرنے کی درخواست کریں گے۔ میں اللہ سے دعا

کروں گا اور وہ سب مر جائیں گے۔ ان کی گردنوں میں ایک ناسور نکلے
گا...... (Most probably one of the worst
virus) ان کی لاشوں سے تمام زمین بدبودار ہو جائے گی لوگ پھر مجھ
سے دعا کی استدعا کریں گے۔ میں دعا کروں گا۔ اللہ آسمانوں سے بارش
نازل فرمائے گا جس سے ان کی لاشیں بہہ کے سمندر میں چلی جائیں گی،
بدبو ختم ہو جائے گی۔ اس کے بعد پہاڑ اڑا دیئے جائیں گے۔ زمین کھینچ
کر چمڑے کی طرح دراز کر دی جائے گی، صاف، ہموار ہو کر ٹیلوں وغیرہ
کا کوئی نشان باقی نہیں رہے گا۔ پھر مجھے بتایا جائے گا کہ قیامت بہت
قریب اور اچانک آئے گی جس طرح حاملہ عورت کے حمل کا زمانہ پورا ہو
گیا ہو اور لوگ اسکے انتظار میں ہوں کہ کب ولادت کا وقت آئے گا اور
اسکا صحیح وقت کسی کو معلوم نہ ہو اور لوگ کہتے ہوں کہ اب ہوا، اب ہوا اور
اللہ اسکی تصدیق میں فرماتا ہے کہ "وَهُم مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ"

یہ حضرت عیسیٰؑ کی وہ حدیث ہے جو کم سننے میں آتی ہے۔ ابنِ ماجہ نے اسے جلد دوم میں روایت کیا ہے۔

خواتین و حضرات! پوری حدیثِ عیسیٰؑ اور حدیث دجال میں حضرت مہدی کا نام نہیں آیا بلکہ کسی اور شخص کا ذکر ہوا اور یہ "اور شخص" جو ہیں ان کی تعریف میں ایک حدیث موجود ہے۔ یہ آپ پڑھو گے تو شاید لگے گا، یہاں آ کے مجھے بھی ایسا لگا کہ تھوڑا بہت اس کا شاید مہدی کی طرف اشارہ ہو۔ حضرت ہشام بن عمارؓ، ولید بن مسلمؓ، عثمان بن ابی...... ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب جنگیں ہونے لگیں گی تو عجمی لوگوں میں سے ایک شخص اٹھے گا۔ عجمی
میں سے ایک ایسا ماہر شاہسوار اٹھے گا جس کے پاس ہتھیار بھی عمدہ ہونگے
اور اللہ اس کے ذریعے اپنے دین کی مدد فرمائے گا۔"

یہ وہ شخص ہے جو حضرت عیسیٰؑ کے زمانے میں اللہ کے رسول کے ساتھ ہو گا۔ یہ متفق علیہ حدیث ہے۔ متفق علیہ حدیث اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں دو ائمہ حدیث متفق ہوں۔ بخاری ہوں، مسلم ہوں۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ عیسیٰؑ ضرور تم پر غالب آئیں گے اور عادل حاکم ہونگے۔ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ معاف کریں گے۔ مال عام ہو جائے گا یہاں تک کہ کوئی اُسے قبول نہیں کرے گا، یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ اگر چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھو کہ اہلِ کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں جو مرنے سے پہلے عیسیٰؑ پر ایمان نہ لے آئے۔''

خواتین وحضرات! سب سے آخر میں میں آپ کو حضرت مہدیؑ کے بارے میں علیحدہ احادیث بھی سناؤں گا مگر پہلے اس غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش کروں گا جو ہمیشہ ہمارے ہاں شامل رہی کہ حضرت مہدی اور جناب عیسیٰؑ کا زمانہ ایک ہے۔ اسکے بارے میں کچھ احادیث سناتا ہوں۔ اب زمانہ آگے بڑھ رہا ہے۔ اسکے بارے میں ضرور آپ کو کچھ احادیث بتاؤں گا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ رومی نہیں نکلیں گے۔ یہ یاد رکھئے گا کہ رومی کا لفظ اس وقت، تباہ کن اقوام کیلئے استعمال ہوتا تھا۔ جن کی آنکھیں بھوری، کالی، پیلی اور رنگ گورے تھے..... کیونکہ مسلمانوں نے یورپی ممالک میں سے یہی لوگ دیکھے تھے، اہلِ روم دیکھے تھے، اٹلی کے لوگ دیکھے تھے تو سارے ہی یورپ کیلئے اس وقت ''رومی'' کا لفظ استعمال ہوتا تھا۔

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ رومی نہیں نکلیں گے۔ شہر سے ایک لشکر ان کے مقابلے کیلئے نکلے گا اور وہ زمین کے بہترین لوگ ہونگے۔ وہ صفیں باندھ لیں گے۔ رومی کہیں گے ہمارے ان لوگوں کو جنہوں نے ہم میں سے قیدی پکڑے ہیں چھوڑ دو۔ ہم ان سے جنگ کریں گے۔ مسلمان کہیں گے کہ اللہ کی قسم ہم اپنی اور اپنے بھائیوں کے درمیان جگہ خالی نہیں کریں گے یعنی ہم وہ قیدی تمہارے حوالے نہیں کریں گے'' (ذرا ملاحظہ فرمایئے کہ یہ تمام باتیں پوری ہوتی ہوئی نظر آ رہی ہیں۔) مسلمان جنگ کریں گے۔ ایک تہائی شکست کھا کے بھاگ جائیں گے۔ اللہ ان کی پھر کبھی توبہ قبول نہیں کرے گا۔ ایک تہائی قتل ہو جائیں گے۔ اللہ کے نزدیک وہ افضل ترین شہید ہونگے۔ ایک تہائی کو فتح

حاصل ہوگی۔ وہ فتنہ میں نہ ڈالے جائیں گے (مگر اسکا وقت کچھ لیٹ ہے۔ قسطنطنیہ پر بھی یورپ قبضہ کرے گا۔ مسلمان اسے دوبارہ حاصل کریں گے۔ ابھی وہ اس جنگ سے پلٹیں گے) زیتون کے درختوں کے سائے میں ابھی وہ آرام کر رہے ہونگے کہ آواز آئے گی، شیطان انہیں آواز دے گا کہ مسیح دجّال تمہارے گھروں تک آ پہنچا ہے۔ وہ نکل آئیں گے۔ یہ بات جھوٹی ہوگی۔"

ذرا حدیث کا سٹائل ملاحظہ فرمایئے کہ یہ بھی ان کو بتایا کہ جب یہ شعلہ پھیلے گا کہ دجال تمہاری طرف آرہا ہے تو وہ بات جھوٹی ہوگی۔ اصل میں وہ نہیں نکلا ہوا ہوگا۔

"وہ شام آئیں گے، (مسلمانوں کے لشکر پھر شام آئیں گے) کہ وہ نکل آئے گا، لڑائی کیلئے تیار ہونگے اور صفیں باندھ لیں گے۔ جب نماز کی اقامت کہی جارہی ہوگی تو عیسیٰؑ ابنِ مریم نازل ہونگے اور ان کی امامت کرائیں گے۔ جب اللہ کا دشمن آپ کو دیکھے گا تو پھر پگھلے گا، جس طرح نمک پانی میں گھلتا ہے۔ لیکن اللہ ان کے ہاتھوں اسے قتل کرائے گا۔ حضرت عیسیٰؑ اس کا خون دکھائیں گے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت بھی اُسی طرح کی ہے کہ:

"جب تک میراث تقسیم نہ کی جائے، غنیمت سے خوش نہ ہوا جائے۔ دشمن اہلِ شام کی طرف جنگ کرنے کیلئے نکلیں گے"۔

خواتین و حضرات! دیکھا آپ نے کہ شام کی جنگ کا بڑا حوالہ ہے۔ لوگ اس وقت ایران کی جنگ کا سوچتے ہیں مگر دراصل شام کی جنگ کا بڑا حوالہ ہے۔ دراصل عراق کی جنگ بھی فساد ہے۔ افغانستان کی جنگ بھی فساد ہے۔ یہ دونوں جنگیں فساد ہیں۔ عراق کی جنگ تو کبھی ختم نہیں ہوگی۔ حدیث کے مطابق ساری دنیا لڑلڑ کے ختم ہوجائے گی مگر عراق کی جنگ ختم نہیں ہوگی۔ چار سال تو ان کو ویسے بھی ہوگئے ہیں یہ جنگ کبھی ختم نہیں ہوئی مگر دراصل یہ دونوں فساد ہیں۔ ان دونوں جنگوں کا بہانہ بن کر اصل میں جو جنگ شروع ہونی ہے وہ شام اور اسکے رستے سعودی عرب پہنچنے کی جنگ ہے کیونکہ اب دجال اپنے تمام اختیارات اسرائیل کے حوالے کرے گا اور پرسوں ان کا بیان دیکھ کر میں چونکا کہ اسرائیل نے کہا کہ ہمیں اپنے borders کا ازسرِ نو تعین کرنا ہوگا

اور یہ جنگ شام ہی کے علاقے میں ہوگی اور اسرائیل کا اصل مقصد یثرب یا مدینہ پہنچنا ہے کہ اس جگہ سے وہ نکالے گئے تھے۔ ان کے دین کے مطابق نبی آخرالزمان نے یثرب سے نمودار ہونا ہے اور پہلے یہودی یثرب اور مدینہ میں آباد بھی اسی لئے تھے کہ وہ اُس ''مسیحائے وقت'' کا انتظار کر رہے تھے کہ وہ ان کو آ کے ساری دنیا کی بادشاہتیں دلوائے گا مگر جب رسول اکرم ﷺ پیدا ہوئے تو انہوں نے اپنی ذاتیت اور اپنے قومی تعصب کی وجہ سے ان کو پیغمبر ماننے سے انکار کر دیا اور اب وہ دوبارہ اسی مملکت کو پلٹیں گے اور ضرور مدینہ جانے کی کوشش کریں گے اور یہ جنگ کیسی ہوگی؟ حدیث کے الفاظ ہیں کہ:

> ''دشمن اہلِ شام کے ساتھ جنگ کیلئے اکٹھے ہوں گے۔ اہلِ اسلام اکٹھے ہوں گے۔ مسلمان اپنے لشکر میں سے فوج منتخب کریں گے جو مرنا قبول کریں گے اور غالب اور کامیاب ہو کر لوٹیں گے اور وہ جنگ کریں گے اور رات ان کے درمیان حائل ہو جائے گی۔''

کوئی ایسی detail دیتا ہے خواتین وحضرات! یہ پیشین گوئیاں نہیں ہیں۔ یہ تو خبریں ہیں، اصلی اور سچی:

> ''......رات ان کے درمیان حائل ہو جائے گی۔ مسلمان اور کافر ہر ایک غالب اپنے اپنے ڈیروں کو لوٹیں گے اور وہ جماعت ماری جائے گی اور ان میں سے کوئی نہیں بچے گا۔ پھر مسلمان اپنے لشکر سے ایک فوج موت کیلئے منتخب کریں گے، وہ غالب ہو کر لوٹیں گے یا مارے جائیں گے۔ وہ جنگ کریں گے یہاں تک کہ پھر رات آ جائے گی۔ مسلمان اور کافر اپنی اپنی جگہوں کو پلٹیں گے اور وہ جماعت بھی ماری جائے گی۔ پھر مسلمان موت کیلئے ایک جماعت نکالیں گے کہ وہ کامیاب ہو کے واپس آئیں۔ شام تک لڑتے رہیں گے اور جب وہ واپس پلٹیں گے تو مسلمانوں کی وہ جماعت بھی ختم ہو چکی ہوگی۔ جب چوتھا دن ہوگا تو سبھی مسلمان ان کی طرف نکل کھڑے ہونگے۔ اللہ تعالیٰ کفار کو شکست دے گا۔ وہ اسطرح لڑیں گے کہ اس جیسا لڑنا نہیں دیکھا گیا۔ پرندہ ان کی جانب سے اڑ کر گزرنا چاہے گا تو پیچھا چھوڑنے سے پہلے مر جائے گا۔ ایک باپ کے

بیٹوں کو گنا جائے گا تو سو میں سے ایک بچے گا...... غنیمت کے ساتھ کون خوش ہوگا اور کونسی میراث تقسیم کی جائے گی کہ یہ سعادت مند ہونگے اور وہ اس سے بھی بڑی جنگ کے متعلق سنیں گے۔ مسلمانوں کو آواز سنائی دے گی کہ اہل وعیال میں دجال آ چکا ہے''۔

خواتین و حضرات! The policy is very simple that the Muslims will conquer the Israil. اور اسرائیلیوں کے فنا کی خبر جب ان کے پرستاروں کو، سرپرستوں کو ملے گی تو وہ باہر نکلیں گے اور ان کے ہاتھ میں اتنی power ہوگی کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

''دجال کے حالات سے مطلع ہونے کیلئے دس سوار بھیجے جائیں گے۔ میں ان کے نام جانتا ہوں۔ ان کے باپ دادوں کے نام بھی اور ان کی سواریوں کے رنگ بھی جانتا ہوں۔ وہ روئے زمین کے بہترین سوار ہوں گے''۔ روایت کیا اس کو مسلم نے......''

حضرت مہدی کی حدیث تھوڑی دیر کے بعد میں آپ کو سناؤں گا کیونکہ سب سے پہلے ضروری ہے کہ ہم اس جنگ کو دیکھیں جو آنے والی ہے، جو بہت قریب ہے، جو ہمارے درِ دل پر دستک دے رہی ہے۔ ان ساری احادیث میں آپ ایک بات دیکھیں گے کہ مسلمانوں میں مہدی کا نام نہیں لیا گیا جبکہ دوسری احادیث میں مہدی کا نام لیا گیا ہے۔

حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''نوحؑ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں جس نے اپنی قوم کو دجال کے فتنے سے نہ ڈرایا ہو اور میں بھی تمہیں اس سے ڈراتا ہوں''۔

یہ جو باب الفتن ہے، یہ جو ذِکر دجال ہے یہ مفروضہ نہیں ہے بلکہ یہ انسانوں پر خدا کی طرف سے اتنی بڑی آزمائش ہے کہ انبیاء کو لازم تھا کہ اسکا ذکر اپنی امتوں سے کرتے ہوئے جائیں۔

حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ:

''میں تم لوگوں کو اس سے ڈراتا ہوں جس سے مجھ سے پہلے انبیاء ڈرایا کرتے تھے نوح کے زمانے سے...... مگر ایک بات تمہیں ایسی بتاؤں گا جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی۔ تم جانتے ہو کہ وہ کانا ہے'' (اس کیلئے

حدیث میں لفظ ''اعُور'' استعمال ہوا ہے۔ ''اعُور'' کے دوسرے معنی ہیں بد بخت، خبیث اور کمینہ کہ یہ جو دشمن ہے۔) یہ کانا ہے، اور تمہارا رب تو کانا نہیں ہو سکتا اور یہ دجال ضرور ایسا ہے''۔

عمر بن ثابت انصاریؓ نے بعض صحابہ سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا، آپ ﷺ نے لوگوں کو دجال کے فتنے سے ڈراتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ:

''تم جانتے ہو کہ اللہ کو اپنی زندگی میں کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ تو اس دجال کی پیشانی پر کفر لکھا ہوا ہوگا۔ لوگ جو اس سے بیزار ہونگے وہی یہ لفظ پڑھ سکیں گے''۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔ جو لوگ اس سے بیزار ہونگے وہی اسکو پہچان سکیں گے کہ یہ کیسا ہے۔ فرمایا ابو ہریرہؓ نے کہ:

''ایمان یمنی ہے''

یعنی نرم خُو لوگوں کا ایمان، ایمان ہوتا ہے اور کفر مثل سخت گیری کے ہے۔ یعنی سخت گیر لوگ انکار کرتے ہیں۔ صاحب تسکین نرم خُو ہوتے ہیں۔

''بکری والوں کیلئے سکون اور اطمینان ہے۔ اونٹ اور گھوڑے والوں میں تکبر، غرور اور سخت گیری پائی جاتی ہے۔ جب دجال احد کے پیچھے پہنچے گا تو فرشتے اسکا رُخ شام کی طرف موڑ دیں گے جہاں وہ ہلاک ہوگا''۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

پہلی رائے جو حضور ﷺ نے دی...... وہ انسانوں کی inner psyche کے بارے میں ہے اور ساتھ ہی ہمیں دجال کے بارے میں بتایا۔ حضرت مجمع بن جاریہ انصاریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''حضرت عیسیٰؑ دجال کو بابِ ''لُد'' کے پاس قتل کریں گے۔ حضرت ابرار بن حسین، جابر بن عقبہ، ابو بصلہ، حذیفہ، ابو ہریرہ، عثمان بن عمرو، شمرہ بن جندب، نماس بن سموان، عمرو بن عوف، حذیفہ بن یمان، سے یہ حدیث مروی ہے اور ''حسن صحیح'' ہے۔ اور یہ ایک خوشخبری اللہ تعالیٰ نے اپنے حضور ﷺ کے ذریعے ہم کو دی اور یہ ''معجزہ'' ہے۔ یہ حدیث ''معجزہ'' ہے۔ خواتین و حضرات! Frankly telling you اسلیے کہ اس حدیث میں چار چیزوں کا ذکر ہے۔ یہ حضور ﷺ کے زمانے کے بعد کی ہیں اور ان میں سے تین پوری

ہو چکی ہیں اور ایک رہتی ہے۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت نہ قائم ہوگی یہاں تک کہ نصاریٰ کا لشکر ''اعماق'' میں نہ اترے گا اور میں نے چار باتیں یاد کیں۔ آپ ﷺ نے میرے ہاتھ میں گنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے تم جزیرۂ عرب کے کافروں سے جہاد کرو گے، اللہ فتح دے گا۔ پھر ایران سے جہاد کرو گے، اللہ فتح دے گا۔ پھر نصاریٰ سے لڑو گے، کفر والوں سے، اللہ ان پر بھی فتح دے گا۔ پھر دجال سے لڑو گے اللہ اُس کو بھی فتح کر دے گا''۔

خواتین وحضرات! اس میں پہلی ساری باتیں پوری ہو چکی ہیں۔ مسلمانوں نے ایران فتح کیا۔ مسلمانوں نے روم فتح کیا اور Eastern Empires فتح ہوئیں۔ ایتھنز فتح ہوا، انطاکیہ فتح ہوا، اجنادین فتح ہوا، یرموک فتح ہوا۔ یہ تمام علاقے حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کے ہاتھوں، حضرت عمر فاروقؓ کے زمانوں میں فتح ہوئے۔ ایران حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں فتح ہوا۔ مدائن کی فتح کے ساتھ ساتھ ایرانیوں کا آخر بادشاہ ''یزدگرد'' گرفتار ہوا اور ساسانیوں کی حکومت ختم ہوئی اور تب سے لے کر اب تک ایران میں مسلمانوں کا غلبہ ہے اور وہاں مسلمان بستے ہیں اور اب صرف ایک بات رہ گئی ہے اور وہ دجال ہے اور ربّ کعبہ کی قسم! یہ ضرور پوری ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کو بھی فتح کر دے گا۔ نافع نے کہا ''اس وقت کے اصحاب...... جعفر بن صادق! ہم سمجھتے ہیں کہ دجال اس کے بعد نکلے گا جب روم کا ملک فتح ہوگا'' روم کی فتح کو تو اب ایک ہزار سال گزر گئے بلکہ اس سے بھی زیادہ...... اسلیے اصحاب کا خیال یہ تھا کہ دجال شاید روم کی فتح کے بعد نکلے گا۔ یہ وقت اللہ کے پاس محفوظ ہے۔

خواتین وحضرات! ساری زندگی میں ترجیحات کی بات کرتا رہا، یہ نیا فلسفہ، نئی بات نہیں۔ میرا خیال یہ تھا کہ میں پورے اسلام کو صرف اسکی ترجیحات کے فلسفہ کے نقطۂ نظر سے دیکھتا ہوں۔ جب مسلمان کی ترجیحِ اوّل اللہ نہ رہے گا، اسکے رسول ﷺ نہ رہیں گے تو اس کا دین بھی نہیں رہے گا۔ جب اسکی accountability خدا کو نہیں جائے گی تو پاکستان کو بھی نہیں جاسکتی۔ کسی چیز کو نہیں جاسکتی۔ جو مسلمان اپنی زندگیوں اور امور میں خدا کو جواب دہ نہیں ہیں۔ بڑی مدتوں کے بعد مجھے رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث نے سکون دیا۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم لوگ میرے بعد ناجائز ترجیحات اور ناپسندیدہ امور پاؤ گے''۔ تو
فرمایا: ''اس وقت ہمارے بارے میں کیا حکم ہے یارسول اللہ ﷺ!''۔
فرمایا: ''اطاعت کرنا اور اپنا حق اللہ تعالیٰ سے مانگنا''۔

یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے۔ اب دجال کے نکلنے کی ذرا جگہ دیکھ لیجئے۔ نصر بن خلیل، محمد بن بشار، محمد بن مثنیٰ، ابو بن عبادہ، سعید بن ابوعریبہ، ابوطیار، مغیرہ بن سلیم، عمرو بن حارث اور ابوبکر صدیقؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''دجال مشرق کے ایک ملک سے ظاہر ہوگا جس کا نام خراسان ہے''۔
(خواتین وحضرات! افغانستان، ایران کا وہ علاقہ ہے جسے پہلے خراسان کہتے تھے۔ یہ سارا علاقہ خراسان کا ہے اور سب سے پہلے دجال خراسان سے ہی نمودار ہوا ہے۔) ''اسکے ساتھ ایسے لوگ ہونگے''۔ (یہ بڑے پتے کی بات ہے) جن کے چہرے چپٹے ہونگے گویا وہ ڈھالے ہوئے ہیں''۔

اگر آپ Northern Alliance (شمالی اتحاد) کے زیادہ تر لوگ دیکھو تو آپ کو اس حدیث پر بالکل سو فیصد یقین ہو جائے گا کہ جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، particularly جو tribes ان کے ساتھ ہیں ان کے چہرے بالکل ایسے ہی ہیں گویا کہ وہ ڈھالیں ہیں، چپٹے ہوئے، گوشت سے پُر...... یہ حدیث بھی پوری ہوئی۔

خواتین وحضرات! اب ذرا تھوڑا سا میں آپ کو حضرت مہدی پر معلومات دوں۔ بعد میں پھر آخری وقت پر آئیں گے کہ حضرت مہدی کے بارے میں کیا ارشاد ہے، محمد بن یحیٰی، محمد بن یوسف، عبدالرزاق، خالد، ابوطلابہ ابواسماء اور ثوبان کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تمہارے ایک خزانے کے پاس تین خلفاء کے بیٹے قتل کر دیئے جائیں گے لیکن ان میں سے کسی کو بھی وہ خزانہ میسر نہ ہوگا۔ اسکے بعد مشرق سے سیاہ نشان نمودار ہونگے وہ انہیں ایسا قتل کریں گے کہ اس سے پہلے کسی کو نہ کیا ہوگا اسکے بعد اللہ کا خلیفہ مہدی ظاہر ہوگا۔ جب تم اسے ظاہر ہوتا دیکھو تو گھٹنوں کے بل برف پر گھسٹ کر بھی جانا ہو تو اس کی بیعت کر لینا کیونکہ وہ مہدی خدا کا خلیفہ ہے''۔

عثمان بن ابی شیبہ، ابوداؤدالعربی، یاسین ابراہیم ابنِ محمد اور حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''مہدی ہم میں سے یعنی اہلِ بیعت میں سے ہوگا۔ اللہ ایک ہی رات میں ان میں کفر کے خلاف مہدیت کی صلاحیت پیدا فرمادے گا''۔

ابوبکر احمد بن عبدالملک، ابنِ المسیبؒ سے بیان فرماتے ہیں کہ ہم امّ سلمہؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم میں مہدی کا تذکرہ شروع ہوا۔ امّ سلمہؓ نے فرمایا: ''نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ فاطمہؓ کی اولاد سے ہوں گے''۔ سعید بن عبدالولید، ابن جعفر بن علی بن زیاد بن یمامی، مکرمہ بن عباس، اسحاق بن عبداللہ انس کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

''ہم عبدالمطلب کی اولاد ہیں۔ یہ جنت کے سردار ہیں یعنی میں، حمزہ، علی، حسن، حسین، اور مہدی......''

یہ عبداللہ بن حارث کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''کچھ لوگ مشرق کی جانب سے ہونگے جو مہدی کی حکومت کو مستحکم کریں گے''۔

ابوبکر حسین ابن علی فرماتے ہیں، عقبہ بن ابی وقاص کا بیان ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، یہ پرانی حدیث کی repitition ہے کہ تم اہلِ عرب سے جنگ کرو گے، اللہ فتح عطا فرمائے گا۔ پھر تم رومیوں سے جنگ کرو گے۔ اس پر بھی تمہیں فتح ہوگی۔ پھر تم دجال سے جنگ کرو گے۔ اللہ اس جنگ میں بھی تمہیں فتح عنایت فرمائے گا۔ اگر آپ غور کرو تو تمام دجال کی احادیث میں کسی میں بھی مہدی کا ذکر نہیں ہے۔ حضرت مہدی کا ذکر بالکل جدا اسی ضمن میں آتا ہے کہ جو حضرت عیسیٰؑ سے منسلک ہو۔ یہ ان کے زمانے سے پہلے کی نہیں یہ ان کے زمانے کے بعد کی بات ہے، کیونکہ دجال کا ذکر اتنی کثرت سے آیا ہے اور حضرت عیسیٰؑ کا ذکر اتنی کثرت سے آیا ہے کہ ان تمام احادیث میں ایک مرتبہ یہ mention نہیں ہوا ہے کہ مسلمانوں کے امام اس وقت مہدی ہونگے۔

ثمار بن سعید، عبداللہ بن بشر کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بڑی لڑائی اور قسطنطنیہ کی فتح کے درمیان چھ برس کا وقفہ ہے اور دجال کا ظہور ساتویں سال میں ہوگا''

اگر آپ غور کرو تو آپ سال گن سکتے ہو۔ جب سے یہ جنگیں شروع ہوئی ہیں اور کتنا عرصہ مزید

لگے گا۔ جناب امیر مہدی کیلئے اگر آپ کو ان میں سے کوئی تھوڑی سی مطابقت نظر آئے تو آپ مجھے ضرور بتایئے گا کیونکہ مہدی کی حدیث میں حضرت عیسیٰؑ کا ذکر نہیں ہے اور نہ ہی حضرت عیسیٰؑ کی احادیث میں مہدی کا ذکر ہے۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ:

''ماوراء النہر سے ایک آدمی ظاہر ہوگا جس کو حارث الحراث کہیں گے جس کے مقدمہء لشکر پر ایک آدمی ہوگا جس کا نام منصور ہوگا۔ وہ اہل بیت کو اسی طرح ٹھکانہ دے گا جس طرح قریش نے رسول اللہ ﷺ کو ٹھکانہ دیا۔ تمام مسلمانوں کو اس کی مدد کرنا واجب ہوگا''۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تم ایسی قوم سے جنگ نہ لڑو گے جن کی جوتیاں بالوں کی ہونگی اور یہاں تک کہ تم ترکوں سے لڑو گے جن کی آنکھیں چھوٹی ہونگی اور چہرے سرخ ہونگے''۔

خواتین و حضرات! یہ پیشین گوئیاں تو ہیں نہیں، یہ ان واقعات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ جب تاتاریوں سے، منگولوں سے اور چنگیز خانیوں سے مسلمانوں کی جنگیں ہوئیں۔ مسلمان بہت برباد ہوئے حتیٰ کہ بالآخر عینِ جالوت میں یہ تمام منگول سلطان رکن الدین بیبرس، ابن تیمیہ اور سلطان علاؤالدین کے ہاتھوں مر گئے۔ اس جنگ کو Decisive battle of the history کہتے ہیں جس میں بالآخر مسلمانوں نے پورا منگول تسلط توڑ دیا اور اسکے بعد منگول مسلمان ہونا شروع ہو گئے اور اسی پر اقبال نے مصرعہ لکھا کہ:

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے میں

اور یہ وہ مصرعہ ہے جو اقبال نے اس معرکہء جالوت کے reference سے لکھا کہ جب منگولوں کو اس معرکے میں شکست ہوئی۔ اس میدان کو Eye of the life بھی کہتے ہیں۔ اسی میدان میں حضرت داؤدؑ نے جالوت کو مارا تھا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم عجمیوں سے کرد اور کرمان کے علاقوں میں جنگ نہ کرو گے جن کے چہرے سرخ، ناک چپٹے اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہونگی ان کی جوتیاں بالوں کی ہونگی، عمر بن تغلب

سے مروی ہے کہ ان کے چہرے چوڑے چکلے ہیں''۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:

''قیامت!اس وقت تک قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مسلمان یہودیوں سے جنگ نہ کریں گے اور مسلمان یہودیوں کو قتل کریں گے۔ اگر یہودی کسی پتھر یا درخت کے پیچھے چھپ جائے گا تو وہ درخت یا پتھر کہے گا کہ:''اے مسلمان، اللہ کے بندے! میرے پیچھے ایک یہودی چھپا ہے، اسے قتل کر دے، البتہ غرقد کا درخت یہ نہیں کہے گا کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے''۔

خواتین وحضرات! میرا خیال ہے کہ اگر یہودیوں کو یہ حدیث پتہ ہو تو وہ ''غرقد'' کے درخت کو ضرور اگائیں گے اور اسکے پیچھے چھپیں گے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

''میرے بعد ایک فتنہ ظاہر ہو گا جو عربوں کے ہر گھر میں داخل ہو گا۔ پھر تمہارے مسلمانوں اور ولائتوں اور یہودیوں کے درمیان ایک صلح ہو گی اور وہ پابندی نہیں کریں گے اور اسی جھنڈوں کا لشکر لے کے ان پر چڑھائی کریں گے۔ ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار عرب ہونگے''۔

عبداللہ بن مصعب نے فرمایا:

''جنگِ عظیم دوم اور قسطنطنیہ کی فتح کے درمیان چھ برس کا فاصلہ ہے۔ ساتویں سال دجال نکلے گا''

تھوڑا سا عرصہ رہ گیا ہے۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی کہ فرات سونے کے خزانے سے ڈھل جائے گا۔ جو شخص وہاں موجود ہو، وہ نہ رہے''۔

آپ کو پتہ ہے کہ وہ تیل black gold کہلواتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''قیامت نہ آئے گی کہ حجاز سے ایک آگ نکلے گی جس سے بصرہ کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہونگی۔'' یہ متفق علیہ ہے۔

شاید اس میں کچھ وقت باقی ہے۔ اب آپ دجال کی سنیے! یہ مہدی سے بالکل الگ ذکر ہے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے:

''مہدی مجھ سے روشن پیشانی، بلند بینی (ناک) والا ہوگا۔ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسے کہ اس سے پہلے وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔ سات برس تک زمین پر حکومت کریں گے (اور اسی پر روایت ہے) دو اور برس، نو برس ہوگی''۔

حضرت مہدی کی حکومت سات سے نو برس ہے۔ ان کی سخاوت کی عادت کے بارے میں حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ ''ایک آدمی اُس کے پاس آئے گا کہ اے مہدی مجھے دے، مجھے دے، اسکو وہ کپڑے میں سامان بھر کر دیں گے کہ وہ اسکو اٹھا نہیں سکے گا''۔ یہ مہدیؑ کی ایک صفت تھی جو بیان کی گئی۔ وہ انتہائی فیاض ہونگے حضور ﷺ کی طرح......اب یہ مہدی کا ذکر جو چل رہا ہے یہ بالکل علیحدہ ہے۔ اس کا ذکر جو ہے وہ دجال کے ذکر کے ساتھ نہیں آرہا۔ کہیں کسی حدیث میں بھی ایک ہلکی سی اس بات کی نشاندہی نہیں ہے کہ حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰؑ کا زمانہ ایک ہے۔ یہ غلط العوام ہے۔ ان کو اس analysis کا پتہ نہیں چلتا کہ یہ دو علیحدہ علیحدہ زمانے ہیں نہ کہ ایک۔ .They are two حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

''ایک خلیفہ کے مرنے پر اختلاف ہوگا۔ اہلِ مدینہ کا ایک شخص بھاگ کر مکہ جائے گا۔ اہل مکہ اسکے پاس آئیں گے، وہ اسکو نکالیں گے جبکہ اسکو مکروہ سمجھتا ہوگا۔ رکن اور مقام کے درمیان اسکے ہاتھ میں بیعت کریں گے۔ شام سے ایک لشکر اس کی طرف بھیجا جائے گا مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام بیضا میں اسکو دھنسا دیا جائے گا۔ جس وقت شام کے لوگ اس بات کو دیکھیں گے اور اہل ایلہ کے گروہ آس پاس آئیں گے اور ان کے ہاتھ میں بیعت کریں گے۔ پھر قریش کا ایک آدمی ظاہر ہوگا۔ وہ انکی طرف اپنا لشکر بھیجے گا۔ مہدی اس پر غالب آئیں گے۔ یہ مذکور لشکر قبیلہ بنو کلب کا فتنہ ہوگا۔ مہدی لوگوں میں سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق عمل کریں گے فتنہ اپنی گردن زمین پر ڈال دے گا۔ سات سال تک رہیں گے پھر فوت ہو جائیں گے مسلمان ان کی نمازِ جنازہ پڑھائیں گے''۔

خواتین و حضرات! اتنا exactitude حدیث میں ہی ہوسکتا ہے۔ دیکھنے والے کی

آنکھ میں ہی ہوسکتا ہے۔ مشاہدہ کرنے والے کے پاس ہی ہوسکتا ہے۔ یہ کوئی ''جین ڈکسن'' نہیں ہے، یہ کوئی ''نوسٹر ڈیمس'' نہیں ہے...... حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے:

''جب تم سیاہ جھنڈے دیکھو کہ خراسان سے نکل آئے ہیں تو ان کے پاس آؤ کیونکہ ان میں اللہ کا خلیفہ مہدی موجود ہوگا''۔

اب آپ خود غور کر لیجئے کہ دجال، حضرت عیسیٰؑ کی روایات اور مہدی کی روایات میں بہت فرق ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، فرمایا:

''میں تمہیں دجال کے متعلق ایسی خبر دوں جو کسی نبی نے اپنی اُمت کو نہیں دی۔ نہ صرف یہ کہ وہ کانا ہے، اسکے ساتھ جنت اور آگ کی مثالیں ہوں گی۔ جس کو وہ جنت کہے گا وہ آگ ہوگی اور میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں جس طرح حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا''۔

یعنی جو تاثر وہ دے گا، اگر غور کرو تو آج کوئی شخص ایسا نہیں جو یورپ کی زندگی جنت نہ قرار دے۔ جس بے چینی، بے قراری اور جس جلدی سے ہم لوگ ادھر بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں کم از کم میرا تجربہ یہ ہے کہ سو میں سے ننانوے بندے اس جنت کی آرزو کر رہے ہیں، اُدھر بھاگنے کو جا رہے ہیں مگر وہ جنت جو ہے وہ دراصل روشنی نہیں، آگ ہے اور جو اس میں پڑیں گے کبھی نہیں نکل سکیں گے اور یہ حالت جو آپ پر ہے بھوک کی، تشنگی کی، افلاس کی، یہ دراصل جنت ہے۔ اگر آپ اس کو برداشت کر لو تو اس کا انعام واکرام ملے گا۔

''دجال کے پاس پانی اور آگ ہوگی۔ جس کو لوگ پانی دیکھیں گے وہ آگ ہوگی اور جلائے گی اور جس کو آگ دیکھ رہے ہونگے وہ شیریں ٹھنڈا پانی ہوگا (یعنی جو اُس کے عذاب اور اس کے قہر اور اس کی مصیبت میں پڑے گا وہ نیک ہوگا اور جو اسکی حمایت کرے گا وہ اس سے محبت رکھے گا''۔ (یہ متفق علیہ حدیث ہے۔) ''دجال کے بال کثرت سے ہونگے''۔ (آج لگ بھی رہے ہیں بڑے بڑے لمبے بال) ''اس کے ساتھ جنت اور آگ ہوگی۔ آگ جنت ہے اور اس کی جنت آگ''......

فرمایا:

''دجال مشرق سے آئیگا۔ مدینہ میں داخل ہونے کا اراداہ کرے گا۔ اُحد

کے پیچھے اترے گا۔ فرشتے اس کا منہ شام کی طرف کر دیں گے۔ وہاں
ہلاک ہوگا۔ وہ کبھی مدینہ میں داخل نہیں ہوسکتا"۔

ان نجسیوں کے قدم مدینہ میں نہیں پڑ سکتے کیونکہ خدا جگہوں سے تو اتنی محبت نہیں کرتا مگر لوگوں سے بے حد محبت کرتا ہے۔ پھر اپنے رسول ﷺ سے بڑھ کر کس سے محبت کرتا ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے بیان فرمایا کہ:

"مدینہ میں مسیح دجال کا منہ داخل نہ ہو سکے گا۔ اس زمانے میں اس کے
سات دروازے ہونگے اور ہر دروازے پر فرشتے مقرر ہونگے۔ اس کا
رُخ شام کو پلٹائیں گے"۔

حضرت اسماء بنتِ یزید بن ثقن نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا (کیا آپ کو پتہ ہے کہ جب حضور ﷺ کسی گھر میں جاتے تھے تو اُس زمانے میں ان خواتین کو بھی شوق ہوتا تھا حضور ﷺ کی احادیث سننے کا) فرمایا:

"میں نے حضور ﷺ سے سنا کہ دجال زمین میں چالیس برس تک
ٹھہرے گا۔ سال مہینہ کا ہوگا۔ مہینہ جمعہ کے دن کی مانند ہوگا اور دن تنکوں
کی آگ میں جلنے کی مانند ہوں گے"۔

کیا خوبصورت استعارہ ہے! Time will be passing so rapidly اتنی جلدی وقت گزر رہا ہوگا...... پھر سنیے گا! ماشاء اللہ ایک عورت کا بیان ہے۔ ذرا اچھی طرح سنیے گا کہ دجال زمین میں چالیس برس تک ٹھہرے گا۔ سال مہینہ کا ہوگا۔ مہینہ جمعہ کے دن کی مانند ہوگا اور دن تنکوں کی آگ میں جلنے کی مانند ہوگا۔ It's a beautiful! کیا خوبصورت استعارہ ہے......!

خواتین وحضرات! تھوڑی سی ایک بات سنیے! جس میں دیکھیں کہ ہندوستان کا حصہ کہاں بنتا ہے۔ میں اس کو بیان کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بڑے دور از کار ہیں کہ ہند، پاکستان پر حملہ کرے گا۔ یہ "شاہ نعمت اللہ ولی" لکھتے ہیں۔ اس کا خلاصہ میں آپ سے بیان کرتا ہوں:

"ایک بڑا اسلامی شہر اس میں تباہ ہو جائے گا۔ پاکستان میں "ع" سے
شروع ہونے والا ایک شخص حکمران بنے گا۔ جہاد کا پختہ ارادہ رکھے گا"۔

(یہ شاہ نعمت اللہ ولی نے کہا) ساتھ ہی وہ جو اللہ کی طرف سے صاحب

کتاب کا درجہ رکھتا ہوگا وہ اپنی تلوار بے نیام کرے گا۔ محرم میں جوابی حملہ
ہوگا۔ تمام ہند فتح ہو جائے گا"۔

اب اسکے بارے میں میں آپکو کچھ احادیث سنانا چاہتا ہوں تاکہ جو آپ پاکستان کے بارے میں زیادہ ڈر رہے ہو، اُس کے بارے میں کچھ احادیث سناتا ہوں۔ پاکستان امریکہ کے ایٹموں سے نہیں مرنے والا......بس اتنا یاد رکھنا......!

("دجال خراسان سے خروج کے بعد عراق، شام اور مصر پر، پابندیاں
لگائے گا اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ) عراق وشام کے درمیان کرد پر
آ کر نکلے گا اور دائیں بائیں فساد پھیلائے گا"۔

حضرتِ ثوبانؓ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں، فرمایا:

"میری امت میں سے دو جماعتیں ایسی ہیں جن کو اللہ نے آگ سے
محفوظ کر دیا۔ ایک وہ جو ہند سے جہاد کرے گی اور دوسری وہ جماعت جو
عیسیٰؑ بن مریم کے ساتھ ہوگی"۔

ایک وہ جماعت ہوگی جو ہند سے جہاد کرے گی یعنی پاکستان۔ جب اس سے فارغ ہونگے تو عیسیٰؑ ابن مریم کا ساتھ دیں گے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے۔ یہ جو حدیث میں آپ کو سنا رہا ہوں یہ نسائی، مسند احمد، مسند طرانی میں صحیح حدیث ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ہم سے وعدہ فرمایا کہ:

"غزوہء ہند اگر میرے زمانے میں ہوئی تو میں اپنی جان اور مال اس
میں خرچ کروں گا (یہ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا) اگر مارا گیا تو سب سے
افضل شہداء میں سے ہونگا اور اگر زندہ رہا تو میں جہنم سے آزاد کر دیا جاؤں
گا"۔

یہ اسی غزوہء ہند کی بات ہے۔ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہند کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"تمہارا لشکر ہند سے جہاد کرے گا جس کو اللہ تعالیٰ فتح نصیب فرمائے گا
حتیٰ کہ یہ لشکر اہل ہند کے بادشاہوں کو خوف وسلاسل میں جکڑے گا۔ اللہ
اس لشکر کے گناہوں کو معاف فرمائے گا، جب یہ لوٹیں گے تو شام میں ابن

مریمؑ کو پائیں گے''۔ یعنی یہی لشکر ابنِ مریمؑ کا ساتھ دے گا اور آگے بڑھے گا''۔

خواتین و حضرات! یہ تمام احادیث میں نے آپکو وضاحت سے اس لئے بیان کیں کہ ایک تأثر جو ذہن میں ہے وہ واضح ہو جائے۔ سب سے بہتر بات میرے خیال میں یہ ہوتی ہے کہ آپ کو سنی سنائی باتیں نہ بتاؤں۔ یہ تمام احادیث جو میں نے آپ کو سنائیں ان میں سے ہر ایک حدیث میں ایک سند مکمل موجود ہے تا کہ آپ کو کوئی سنی سنائی یا روایتی بات نہ بتاؤں بلکہ حقیقی اسناد سے آشنا کروں اور جو لوگ بھی حدیث کے اور ''باب الفتن'' کے منکر ہیں اور بڑے لوگوں نے اس قسم کی احادیث بھی لکھی ہیں۔ جب قرآن ہی کو local ٹھہرایا جا رہا ہو، تو پھر حدیث کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔ آپ خود غور کرو کہ کیسے کیسے عالم اور فاضل یہاں پر موجود ہیں حالانکہ آپ یقین جانیے کہ دنیا قرآن کے مطابق بنی ہے، حالات جتنے بھی پیدا ہوئے قرآن کے مطابق ہوئے۔ آپ نے غور کیا ہو تو ''حنین'' قرآن کی ایک آیت کیلئے ہوئی۔ ''بدر'' ایک آیت کیلئے ہوئی۔ ''اُحد'' ایک آیت کیلئے ہوئی۔ زمانہ قرآن کے مطابق جا رہا ہے۔ قرآن ختم ہو گیا تو زمانہ بھی آگے نہیں چلے گا۔ خدا کہتا ہے کہ میں، جس نے اوّل کائنات پیدا کی اور میں، جس نے آخرِ کائنات بنا کر کتاب میں رکھ دی، تمہارا کیا خیال ہے کہ میں بیچ کی چیزوں کو نہیں جانتا، تمہارا خیال یہ ہے کہ میں درمیان سے غافل ہوں۔ مگر خواتین و حضرات! ان سب باتوں کو سنانے کا بنیادی مقصد یہی تھا جو ابھی میں نے حدیثِ رسول ﷺ آپ کو سنائی تھی کہ جب تک ہماری ترجیحات درست نہیں ہونگی۔ بقول پروردگارِ عالم کے:

''تم پلٹ آؤ گے میں پلٹ آؤں گا، تم لوٹ جاؤ گے میں لوٹ جاؤں گا''۔

اس لیے کہ لَا تَبۡدِیۡلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ

ہم پر فرض بنتا ہے کہ مسلمان ہونے کے ناطے سے، آرزوئے مہدی کے ناطے سے اور یہ بھی میں آپکو بتا دوں کہ اگر آپ مہدی کو دیکھنا چاہتے ہیں تو پھر آپ کو حضرت علیؑ کا وہ قول یاد کرنا ہوگا کہ جو لوگ مہدی کو ملنا چاہتے ہیں تو مہدی اس طرح تو نہیں آئیں گے بلکہ مہدی تو اس وقت آئیں گے جب تمہاری حالت اس نئی نویلی دلہن کی طرح نہ ہوگی جو پہلی شب اپنے خاوند کا انتظار کر رہی ہوگی۔ اُسکو نہیں پتہ ہوگا کہ وہ ظالم ہے یا اچھا ہے، وہ گڑگڑا کر خدا سے دعا مانگ رہی ہوگی کہ یا اللہ میرے گھر کا جو مالک ہے وہ میرے حق میں اچھا نکلے، جب تمہارے دل میں ایسی

خواہش پیدا ہوگی، تو مہدی جن کا آپ انتظار کر رہے ہو ضرور آپ کے بیچ میں ہونگے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

سوال وجواب

سوال: کیا یہ سچ ہے کہ آپ اللہ سے باتیں کرتے ہیں؟

جواب: میرا خیال یہ ہے کہ گردش و بلا میں خدا ہی سے باتیں کرنی چاہئیں۔ قرآنِ حکیم میں اللہ نے ارشاد فرمایا:

"اَمَّن یُّجِیبُ الْمضطَرَّ اِذَا دَعَاہُ"

(کون ہے جو اضطراب میں مضطرب کی دُعا سنتا ہے)

"وَیَکشِفُ السُّوْءَ وَیَجعَلُکُم خُلَفَآءَ الاَرضِ"

(اور کون ہے جو برائی کی گرہیں کھولتا ہے اور تمہیں زمین پر حکومت عطا کرتا ہے)

"ءَ اِلٰہٌ مَّعَ اللہ"

(کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی خدا ہے)

مگر آگے دیکھیں کہ وہ کیا گلہ کرتا ہے:

"قَلِیلاً مَّا تَذَکَّرُونَ"

(تم مجھ سے باتیں کم کرتے ہو۔ تم میرا ذکر ہی کم کرتے ہو۔ تم مجھ سے کم نصیحت پکڑتے ہو......) تو میرا خیال ہے کہ اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ ہر آدمی اُس سے ضرور باتیں کرے اور وہ اُن سے باتیں کرے۔ "فَاذکُرُونِی اَذکُرکُم" اس کا وعدہ ہے کہ جو مجھ سے باتیں کرے گا، جو مجھے یاد کرے گا میں اُسے یاد کروں گا۔ "وَاشکُرُولِی وَلَا تَکفُرُون" شرط یہ ہے کہ جب تم گردش و بلا و مصیبت میں پڑو تو یہ نہ ہو کہ تم کسی اور سے باتیں کرو، کسی اور کو پکارو، کسی اور سے مدد طلب کرو۔

میرا خیال یہ ہے کہ اللہ کو ہم سے باتیں کرنے میں بڑا مزہ آتا ہے۔ کچھ باتیں اس نے قرآن میں کہہ دیں اور کچھ personal اور کچھ بڑی private باتیں ہوتی ہیں جو صرف اللہ ہی سے share کی جاتی ہیں۔ میرا نہیں خیال کہ اُس سے بڑا کوئی محرمِ راز ہو اور وہ کسی کی رسوائی کو پسند نہیں کرتا۔ یہ حدیثِ قدسی ہے کہ ایک شخص کو اللہ میاں قیامت میں کہے گا: "تو نے فلاں دن کوئی خطا کی تھی۔ تو نے چھپائی، میں نے چھپا دی۔ تو نے فلاں دن یہ گناہ کیا تھا۔ تو نے چھپایا، میں نے چھپایا"۔ مگر اس خطا کا کیا کرو گے جس کا اشتہار تم نے خود دیا ہوا ہے، میرا تو خیال ہے کہ خدا سے باتیں کئے بغیر انسان پورا انسان ہی نہیں بنتا۔

سوال: Imam Mehdi will arrive in which year? (امام مہدی کس سال

میں آئیں گے؟)

جواب: میں نے آپ کو ایک حدیث سنائی تھی کہ وقت جو ہے یہ اب like a pinch (چٹکی کی طرح ہے) ایک وقفے میں اتنی جلدی کے اوقات آ گئے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ جس کا یہ سوال ہے وہ اپنی زندگی میں امام کو دیکھ لے۔ وہ ابھی بچہ ہی ہو گا نا، تو اتنی جلدی اوقات گزر رہے ہیں کہ میرا نہیں خیال کہ ہمارے پاس زیادہ وقت ہے اب غور و خوض کا۔ اب اللہ کا وقت ہے کہ وہ واقعات کو کتنی جلدی گزارتا ہے اور کتنی جلدی یہ چیزیں پیش آتی ہیں۔ میں تو بلکہ اس سال کے انجام تک یا اگلے سال کے آغاز تک ایسے events کا انتظار کر رہا ہوں۔ یقین ہے کہ وہ شاید حالات کو، زمین و آسمان کو خاصا بدل دیں۔

سوال: جب انسان پر ہر وقت نفس کا غلبہ ہو تو وہ خدا کے راستے پر کیسے چل سکتا ہے جبکہ نفس ہر حال میں خدا کے خلاف جاتا ہے؟

جواب: غلبہ ہونا اور بات ہے اور نفسانی خواہشات سے مغلوب ہونا اور بات ہے، یہ intense battle ہے جو انسان کو اپنے ساتھ لڑنی پڑتی ہے۔ اپنی instinctive perception سے لڑنی پڑتی ہے ہر اس شخص کو جو خدا کے رستے پر جاتا ہے۔ ویسے تو یورپ کے مفکر یہ کہتے ہیں کہ

Man is born free but I believe the other way, man is never born free.

بلکہ ہر انسان جو پیدا ہوتا ہے وہ کم از کم تین اثرات inherent کرتا ہے۔ ایک اُس کے genetic اثرات ہیں، دوسرے اُس کے والدین کے اثرات ہیں جو اس پر فوری اثر کرتے ہیں اور تیسرے اُس کے اپنے environmental حالات ہیں جو وہ شروع سے gain کرتا ہے اور ہر آدمی کو جس کو خدا تک پہنچنا ہے انہی اثرات سے جنگ کرنی ہوتی ہے۔

And the most difficult thing is to fight back to genetic influences and these genetic influences are so immense.

کہ ان کو سمجھنا، ان کو جانچنا! ان کو پرکھنا ایک بڑا ہی مشکل امر ہے۔
عموماً لوگ یہ کہہ کر اپنے آپ کو چھڑا لیتے ہیں۔ We are made so. تمام

لوگوں کو جو اپنی اپنی تسکین پسند آتی ہے، لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم ایسے ہی بنے ہیں اور ہم ایسے ہی رہنا چاہتے ہیں مگر دراصل بات یہ ہے کہ انسان کوئی بھی ایسا نہیں بنا۔ پروردگارِ عالم نے قسم کھائی ہے اس بات پر کہ میں نے انسان کو ایسا نہیں بنایا جیسا انسان سمجھتا ہے کہ اگر میں غصے میں ہوں تو میں غصیلا ہی رہوں گا۔ اگر میں ضدی ہوں تو ضدی ہی رہوں گا بلکہ خدا نے کہا: "وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا . وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا" کہ قسم ہے مجھے اُس سورج کی جسے میں نے جلتا ہوا چراغ بنایا اور چاند کی جو اُس کے پیچھے آتا ہے۔" وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا" وہ روشن دن کی قسم کھاتا ہے۔"وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا" اُس رات کی قسم کھاتا ہے جسے اُس نے آپ کے آرام کیلئے بنایا۔"وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا" اور اُس زمین کی قسم کھاتا ہے جس کو اُس نے آپ کیلئے بچھایا تا کہ آپ چل پھر سکیں۔ اور آخر میں قسم کھاتا ہے:" وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا" (الشمس ۹۱:۱۔۷) مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں نے نفسِ انسان کو درست بنایا ہے، برابر کا بنایا ہے، غلط نہیں بنایا۔ اُس میں اگر میں نے fifty percent خرابی کی اہلیت رکھی ہے تو fifty percent ہی میں نے اس میں اچھی صلاحیتیں رکھی ہیں۔ آپ کو ان دونوں کے balance سے آگے بڑھنا ہوتا ہے اور اُس نے کہا: "فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰهَا" میں الہام کرتا ہوں فسق و فجور...... میں ہی الہام کرتا ہوں اس میں تقویٰ اور نیکی کے خیالات ...... یہ بڑی بھول کی بات ہے کہ انسان کہے کہ میں سوچتا ہوں۔ انسان نہیں سوچتا۔ جیسے انسان کے دل میں دو لائینیں گزر رہی ہیں اسطرح اس کے دماغ میں بھی دو لائنیں گزر رہی ہیں۔ ایک میں خیالاتِ خیر کا الہام ہوتا ہے، ایک میں خیالاتِ شر کا الہام ہوتا ہے۔ دونوں کی طرف تقویتیں برابر ہوتی ہیں۔ بعض اوقات ہم شروع سے ایسے اثرات لے کے نکلتے ہیں کہ ہمارے جو الہامی اثرات ہوتے ہیں وہ مدہم پڑ چکے ہوتے ہیں اور انسان کو دوبارہ اُسی اعتقاد سے کوشش کرنی ہوتی ہے۔ جس طرح اسے اللہ نے بنایا ہوتا ہے۔

" وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا" (میں نے انسان کے نفس کو درست کیا ہے) مگر انسان اُس کی درستگی کیلئے کوشش نہیں کرتا اور یہ جو ہم کہہ دیتے ہیں کہ ہم کیا کریں۔ We are made so یہ انسان کی اپنی تحقیق کا جملہ ہے، We are not made so ہمیں اس نے بالکل different طریقے سے بنایا ہے:

" لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْم "

مجھے بہترین اور خوبصورت اندازے سے اللہ نے بنایا، مجھے شرفِ اشرف محشر المخلوقات بنایا، میں

صرف زمین کے جانوروں سے بہتر نہیں ہوں بلکہ میں یکطرفہ ان ارواحِ مقدسہ سے بھی بہتر ہوں جن میں بادشاہی کی کوئی اہلیت نہیں ہے۔ اگر ملائکہ، مجھ سے کمتر ہیں تو اسلئے نہیں کہ میں تخلیق میں ان سے بہتر ہوں بلکہ اسلئے کہ ان کے پاس کوئی challengeable situation نہیں ہے، کوئی questionable situation نہیں ہے۔ فرشتوں کو انسانوں کا یہ چیلنج بالکل clear ہے کہ اگر تم میں اہلیتِ شر ہوتی۔ تو ہماری طرح ہم سے زیادہ شر پسند ہوتے اور یہی بات قصہء ہاروت و ماروت میں بھی نظر آتی ہے کہ ملائکہ جنھوں نے یہ دعویٰ کیا کہ دیکھو انسان کتنا بداخلاق، بدتر اور جرائم پیشہ ہے، اگر ہمیں آپ زمین پر بھیج دو تو ہم اپنے رب کی تقدیس کریں گے۔ پھر دو فرشتوں کو زمین پر بھیجا گیا مگر وہ ایک دن بھی نہیں نکال سکے۔ ''ترغیبات'' اور ''تحریص'' کی دنیا اتنی طاقتور ہوتی ہے کہ انسان ہی اس سے لڑ سکتا ہے اور یہ credit ہمیں (انسان کو) جاتا ہے۔ ہمارا یہ نفع رکھا گیا ہے کہ اصحاب سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

> ''اگر تم پر دس باتیں کہی گئی ہیں اور تم ایک بھی چھوڑ دو گے تو جواب دہ ہو گے مگر جو آخری وقت میں مسلمان آئیں گے اگر وہ دس میں سے ایک بھی بات مانیں گے تو وہ نجات یافتہ ہونگے''۔

سوال: انسان کیلئے ہر چیز، ہر کام پہلے سے طے شدہ ہے۔ وہ وہی کرتا ہے اور سوچتا ہے جو خدا چاہتا ہے تو پھر انسان اس دنیا میں کیا کرنے آیا ہے اور اس کی destiny کہاں ہے؟

جواب: destiny کہاں سے شروع ہوتی ہے؟ یہ جو ہماری زندگی ہے، یہ پروٹوکول ہے جو ایک important مخلوق کو اُس کے آنے سے پہلے دیا گیا، یعنی آپ کے آنے سے پہلے آپ کے ماں باپ تیار کئے گئے، آج تک کسی کے بس میں یہ نہیں ہے کہ وہ اپنی ماں چنے، باپ چنے، بہن بھائی چنے یا اپنا خاندان چنے، رشتہ دار چنے۔ یہ کسی انسان کے بس میں نہیں ہے۔ پھر انسان اور جانور کے بچے میں ایک بہت بڑا فرق ہے۔ جانور کا بچہ پیدا ہوتے ہی اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جاتا ہے، زندگی کی تلاش کرتا ہے۔ سانپ کا بچہ پیدا ہوا، ''سوں سوں'' کرنا شروع کر دیا۔ بکری کا بچہ پیدا ہوا، چند لمحوں کے بعد اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا لیکن انسان کا بچہ ایسا نہیں ہے۔ انسان کا بچہ پیدا ہو کر کسی سہارے کے بغیر survive نہیں کر سکتا اس لئے خداوندِ کریم نے ہر انسان کو پہلے سے pre-determined life دی، arrangements کیں تا کہ وہ اس قابل ہو جائے کہ بیس، بائیس برس تک وہ آگے بڑھے، achieve کرے۔ بیس، بائیس برس کے بعد آپ

اس قابل ہوتے ہو کہ کوئی جاب کرنے لگو۔ پڑھ لکھ کے اچانک آپ میں عقل وشعور الہام ہو جاتے ہیں۔...And you say, I will that, I made this, I will that
اب کتنا عرصہ آپ کا یہ دعویٰ قائم رہتا ہے؟ اگر زندگی کے تین حصے بنائے جائیں تو صرف ایک حصہ آپ اپنے اس اختیار کے مالک ہوتے ہیں۔ پھر بوڑھے ہوئے، دنیا نے لٹا دیا، چار پائی پکڑی، گلا گیا، ناک گیا، کان گئے، اذہان گئے، بوڑھے میاں کھانستے ہوئے سہارے ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں اور بالآخر اللہ کے حوالے ہو جاتے ہیں۔ اُس وقت کوئی ان کو سنبھال رہا ہوتا ہے، کوئی پانی پلا رہا ہوتا ہے، کوئی ان کی خدمت کرنے والا ہوتا ہے تو انسانی زندگی کے دونوں ends determined ہیں اور انسان کا یہ دعویٰ کہ میں یہ کام کرتا ہوں، چند سالوں کیلئے درست ہے اور یہ دعویٰ بھی صرف انسانی زندگی کیلئے ہے۔ اب اگر باقی چیزوں کے بارے میں غور کریں تو کون ہے جو زمین وآسمان میں کسی جانور یا کسی پرندے کا رزق مہیا کرتا ہے؟ کون ہے جو یہ بے بہا، بے حساب بکھری ہوئی دنیاؤں کا خیال رکھنے والا ہے، مجھے کوئی ایک شخص ایسا بتا دو کہ جو چیونٹیوں کو رزق یا شہد کی مکھیوں کو شہد پہنچا تا ہو۔

ہم صرف اپنی ذات تک سمجھتے ہیں کہ ہم مالکِ مقدر ہیں اور یہ چیزیں determined نہیں ہیں مگر خدانخواستہ اگر خداوند کریم یہ منصب آپ کے سپرد کر دیتا کہ جاؤ اور رزق تقسیم کرو۔ آپ اشرف المخلوقات ہو...... آپ بڑے لوگ ہو...... اگر آپ کو سیادت و شرف اللہ نے بخش دیا اور کہا، جاؤ اب میری باقی مخلوق کو کھانا کھلانا تمہارے ذمے ہے، تو آپ میں سے کوئی ایسا بادشاہ، کوئی ایسا فقیر ہے جو یہ کام سرانجام دے سکتا ہے۔ It's absolutely impossible یہ صرف اللہ ہی کا کام ہے کہ ہر فرد و بشر، ہر چیز کو، ہر پرند و چرند کو رزق دیتا ہے اور وہی مالک و کریم ہے۔ اگر وہ آپ کے تمام اسباب determined نہ کرتا، اگر آپ کے آنے سے پہلے زمین کی sources متعین نہ کرتا تو آپ کو ایک قطرہ پانی کا نہ ملتا۔

" وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِی الاَرضِ اِلاَّ عَلَی اللّٰہِ رِزقُھَا "

(زمین پر کوئی ایسا ذی حیات نہیں ہے جس کا رزق ہم پر نہیں ہے)

اگر آپ پر ہے، تو آپ بتا دو! اب حکومتیں بنانے کے باوجود حکومت تسلیم نہیں کرتی کہ اس حکومت میں رہنے والوں کا رزق ہم پر ہے۔ انہیں کوئی نہ کوئی policy بنانی پڑتی ہے۔

"وَیَعلَمُ مُستَقَرَّھَا وَمُستَودَعَھَا "

ہمیں ہی پتہ ہے کہ کس نے کہاں رکنا ہے، کہاں جانا ہے، کیا professions تخلیق کرنے ہیں، ہم نے ان کی ذہانتیں بنائی ہیں، ان کے مطابق اُنکے کام تخلیق کیے ہیں۔ مُستَقَرٌ ھاانسان کہاں قرار پکڑے گا۔ مُستَــو دَعَھَـــا کہاں سونپا جائے گا۔ یعنی اوّل سانس سے لے کر آخری سانس تک حیات کو اس کے تمام پہلوؤں سے ہم نے استوار کیا ہے۔ "کُلٌ فِی کِتٰبٍ مُّبِین" ہم نے ایک master plan میں ایک بنیادی scheme بنائی، بندے گنے، تعدادیں رکھیں، اسباب مہیا کیے، کتاب بند کی اور یہ سارے واقعات دنیا و آسمان تخلیق کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے مکمل کیے۔ اب آپ سوچو گے کہ انسان کا کیا کام ہے۔ ہم کس لیے آئے ہیں تو یہ بڑی سادہ سی بات ہے۔

یہ تمام facilities ہیں۔ زندگی کے تمام اجزاء facilities کے طور پر شمار ہونگے چاہے غربت کے ہوں، چاہے امارت کے ہوں، چاہے درمیان کے ہوں، کام صرف ایک کرنا ہے۔ اصل میں اُس نے آپ کو ایک بڑی important چیز دے دی، ایسی چیز نہ ملائکہ کو دی۔ ایسی چیز نہ جنات کو دی، کسی کو بھی نہیں ملی۔ صرف آپ کو ملی۔ "اِنّـا عَـرَضنَـا الاَمَـانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ وَالجِبَالِ" زمین و آسمان اور آسمان کی مخلوقات کو ہم نے ایک امانت دی اور چاہا کہ اس امانت کا استعمال ہو۔ ہم نے ان robots کی دنیا کو ایک ذہانت دے دی۔ ہم نے اس کو virtual reality دے دی، artificial intelligence دے دی، صرف ایک فیصلے کیلئے...... آج کا انسان کمپیوٹر کو، اپنے روبوٹس کو artificial intelligence دینے سے ڈرتا ہے۔ اُس کا خیال یہ ہے کہ اگر یہ decision لینے کے قابل ہو گئے۔ سوچنے کے قابل ہو گئے، self کو build کرنے کے قابل ہو گئے، دفاع کرنے کے قابل ہو گئے، aggressive ہو گئے تو سب سے پہلے ہمیں ختم کریں گے۔ تو آپ نے دیکھا ہو گا کہ بیسیوں فلمیں اس scheme پر بن چکی ہیں "Matrix" بن چکی ہے۔ اس میں روبوٹس کو artificial intelligence کا مالک بنتے ہوئے دکھایا گیا اور بالآخر وہ پوری دنیا پر غالب آ جاتے ہیں...... صرف اس ایک خوف کی وجہ سے سائنس دان اپنے روبوٹس کو artificial intelligence نہیں دے رہے مگر وہ جو آسمانوں پر بالانشین ہے۔ وَلِلّٰـهِ الـوَاحِدِ القَھَّار آپ کو artificial intelligence دینے کے باوجود اس کو آپ سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ تمام دنیا کے، تمام لوگ مل کر بھی خواہ کتنے ہی بلند و بالا ہو جائیں، کتنے بھی عظیم تر ہو جائیں مگر اُس

نے سب کا احاطہ کر رکھا ہے۔ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَىْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ مگر اُس نے ایک کام آپکو دیا ہوا ہے۔ مختصراً وہ یہ چاہتا تھا کہ عقل ہو، دانشوری ہو اور پھر کسی وقت دل سے، سکون سے ایک انسان کہے:

> ''اے اللہ میں نے سوچا، میں نے سمجھا، میں نے غور کیا، تُو واقعی ہے۔ تیرے سوا کوئی نہیں ہے۔ تُو ہی ملجا و ماویٰ ہے۔ تو ہی منبع ہے۔ تو ہی میرا مدعائے تخلیق ہے۔ مجھے تُو نے پیدا کیا ہے۔ مجھے تُو نے مانگا ہے، تیرے حضور میں نے جانا ہے، میری زندگی تھوڑی نہیں ہے، تُو مجھے متاعِ حیات عطا کرے۔ اس ستر سال کی زندگی کے عوض میں تُو مجھے Trillion years of galaxial life عطا کرے۔ اے میرے پروردگار میں نے بہت غور کیا۔ میں نے پوری زندگی گزاری بلکہ جوانیءعمر گزاری، اب میں تیرے حضور حاضر ہوا ہوں، قبر کے دروازے پر ہوں۔ Door of the immensity of the galaxial life. میں اس دروازے پر آ گیا ہوں، مجھے صاف کردے، میں تجھے مانتا ہوں''۔

جب سوال کیا جائے گا، مَنْ رَّبُّکَ بتاؤ، سوچا ہے؟ سمجھا ہے؟ انجوائے کیا ہے؟ ''وَتُعِزُّ مَن تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَن تَشَآءُ'' میں نے تمہیں عزت دی تھی، توہین دی تھی، میں نے رزق دیا تھا، میں نے زندگی دی تھی، بیوی، بچے، خاوند دیئے تھے۔ سب عیش و آرام بھیجے تھے۔ صرف ایک کام کیلئے بھیجے تھے کہ تم سہولت پکڑو، آسانی چاہو اور یہ فیصلہ کرو کہ میں ہوں یا میں نہیں ہوں۔ فیصلہ کرو، میں نے تمہیں عقل دے کر فیصلہ تم پر چھوڑ دیا ہے۔ اس میں تم آزاد ہو، فیصلہ کرو۔ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا کہ میں ہوں کہ نہیں ہوں۔ میرا اقرار کرو یا میرا انکار کرو......

یہ فیصلہ کتنا بڑا ہے خواتین و حضرات! آپ کو نہیں پتہ یہ کتنا بڑا فیصلہ ہے کہ اعمال جیسے بھی ہوں، اخلاق جیسے بھی ہوں، کردار جیسے بھی ہوں...... خداوندِ کریم کے سامنے قیامت کے دن ایک شخص کو حاضر کیا جاتا ہے کہ دیکھو اس کے پاس اسکے نامہءاعمال میں کچھ بھی نہیں ہے۔ بندے نے عرض کی کہ اے مالکِ کریم کچھ بھی نہیں ہے، کوئی اچھا عمل نہیں ہے، تمام نامہءاعمال خالی ہے۔ ملائکہ سے پوچھا کہ کوئی چیز اس کے حساب کتاب میں ہے؟ فرمایا: ''ایک پرچہ تھا اس کا...... ایک ٹکڑا''...... آپ نے فرمایا: ''لاؤ!'' اللہ نے اسے دیکھا اور کہا کہ تیرے اعمال اتنے

بڑے ہیں، خسارہ اتنا زیادہ ہے کہ تیری نجات کا پلڑا آسمان کو لگا ہوا ہے اور تیرے گناہوں کا پلڑا تحت الثریٰ تک پہنچا ہوا ہے۔ لاؤ ذرا اس کاغذ کو اس اوپر والے پلڑے میں ڈال دو۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ پلڑا تحت الثریٰ تک چلا گیا جس میں وہ کاغذ کا ایک ٹکڑا پڑا تھا۔ اس کاغذ میں کیا تھا کہ اُس نے دل سے ایک مرتبہ کہا تھا: " لا الہ اللہ محمد رسول اللہ "

سوال: نزولِ عیسیٰ پر ایمان لانا کیا ضروری ہے؟

جواب: اُن کے زمانہء آخر میں ان کی تسکین کی آیت میں نے آپ کو سنادی ہے اور جو حدیث سنائی ہے اس میں اصحاب نے وضاحت کی ہے اور نزولِ عیسیٰ میں ہمارے پاس اتنی متواتر مسلسل، مشہور اور معتبر احادیث موجود ہیں کہ یہ اصحابِ رسول ﷺ کا عقیدہ تھا اور رسول اللہ کے کہے پر یہ ان کا عقیدہ تھا اور یہ عقیدہ مستند ہے اور قرآن کی رو سے ہے۔ اسلیے حضرت ابو ہریرہؓ نے نزولِ عیسیٰ کی حدیث سناتے ہوئے کہا کہ جب تک تمام قومیں اس پر ایمان نہیں لے آئیں گی یہ وفات نہیں پائیں گے۔ اب اس سے بڑی اور کیا احادیث ہونگی۔

قرآن کی آیت جو ابھی میں نے quote کی تھی اسے attach کر دو تو قرآن تو صحیح کہتا ہے کہ عیسیٰ اسوقت تک وفات نہیں پائیں گے اور اٹھائے نہیں جائیں گے جب تک تمام مذاہب کے لوگ ان پر ایمان نہیں لے آئیں گے۔ اگر اس وقت کو جان لو جب عیسیٰ پیدا ہوئے یا جب عیسیٰ پروان چڑھے یا جب عیسیٰ پیغمبر تھے تو اس دور کا آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ یہودی، فلسطینی اور Romans تمام حضرت عیسیٰ پر ایمان نہیں لا رہے تھے بلکہ جب حضرت عیسیٰ کے بہانے یہودا...... کو بازاروں میں لے جایا جا رہا تھا تو اس کے سر پر اس زمانے کے مسخروں کا ایک تاج پہنایا جا رہا تھا اور وہ اس کو مسلسل جادوگر کے طعنے دے رہے تھے اور مسخرے کے طعنے دے رہے تھے تو جناب حضرت عیسیٰ کی یہ توہین اللہ کو بے حد ناگوار گزری، اسلیئے خداوندِ کریم نے اپنے پیغمبر کو اٹھالیا اور اٹھانے کے بعد حضرت عیسیٰ کا آنا معقولیت کی دلیل ہے۔ یہ غیر معقول نہیں ہے۔ اگر آپ سچ پوچھیں تو میں اسکو معجزہ نہیں گنوں گا اسلیے نہیں گنوں گا کہ بہت دنوں سے اللہ نے ایسی کوئی دلیل انسان کو عطا نہیں فرمائی جس کو ہم اپنے اعتبار سے اللہ کی دلیل کہیں۔ ہمیں عقل دے دی، فطرت دے دی، تسلیم والا دل دے دیا، مگر جب روز روز ہمارے سامنے یورپ سے، امریکہ سے، دانشورانِ عصر سے عجیب و غریب باتیں نکل رہی ہوں، جب آسمانوں اور سمندروں میں عجیب و غریب ایجادات ہو رہی ہوں، جب genetic sciences انسان کو دوبارہ زندگی دینے

پر غور کر رہی ہوں، جب یہ کہا جائے کہ ہم موت کو کنٹرول کر لیں گے، جب یہ بتلایا جائے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے، لڑکا ہے یا لڑکی ہے تو یہ وہ باتیں ہیں جو خدا کے دعوے میں شریک ہونے والی ہیں اور مختصراً اس سے یہ دلیل نکلتی ہے کہ There is no God, it is us who are doing it all.

جب انسان اس نہج تک پہنچتا ہے کہ خدا کی صفات، کارکردگی اور معاملات کو اپنے معاملے سمجھے تو اس وقت خدا کی طرف سے ان کو جو جواب ملے گا وہ بھی ایک دلیل کی صورت میں ملے گا اور حضرت عیسیٰؑ کا آنا ایک دلیلِ معتبر ہے کہ تم جتنی بھی ترقی کر لو، جتنے بھی دعوے کر لو، جتنی بھی عزت و سرخروئی کی کوشش کر لو، خدا کی طرف سے آئی ہوئی صرف ایک دلیل تمہارے تمام باطل عقائد پر غالب آ جائے گی اسلیے حضرت عیسیٰؑ خالی معجزہ نہیں ہیں، غیر معمولی واقعہ نہیں ہیں بلکہ اہلِ ایمان کے دلوں کو تقویت دینے کیلئے اُسی قسم کی دلیل ہے...... کہ فرض کرو، آپ سے کوئی کہتا ہے کہ میں خدا پر اعتبار نہیں کرتا۔ وہ کہتا ہے کہ پانی دودھ میں نہیں بدل سکتا۔ آپ اُسکے سامنے گلاس رکھتے ہو، کہتے ہو کہ اگر میں اس پانی کو دودھ میں بدل دوں تو کیا تم خدا پر اعتبار کر لو گے۔ تو وہ کہتا ہے، یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اگر ایسا ہو جائے تو میں کر لوں گا پھر یہ واقعہ پیش آ جائے تو وہ اعتبار کر لے گا۔ تو معجزہ ایک طرح کی دلیل ہے جس کو ''خارقِ عادت'' کہتے ہیں against the nature and the happenings جب کوئی واقعہ ہوتا ہے تو بندہ قدرتی طور پر دوسرے واقعے پر بھی اعتبار کرتا ہے۔ اب ہم نے اعتبار کرنا سیکھا ہے۔ سائنسز پر، انسانی عقل و جستجو پر...... Exceedingly we are concerned because every day we are watching new probabilities in human intellect, so naturally we are totally convinced کہ یہی انسان ہے جو آگے بڑھ کر ستاروں کی تنہائیوں سے ہمکلام ہوگا۔ یہی وہ انسان ہے جو آگے کائنات میں بستیاں بسائے گا اور ہمیں خیال آتا ہے کہ خدائی جو ہے زمین پر ہے، آسمان میں نہیں ہے۔ پھر اللہ انہیں قائل کرے گا کہ آسمان کی خدائی، تمہاری خدائی سے بہتر ہے اور یہ کہ تمہارا تمام جاہ و جلال، عظمت، یہ تمام بیڑے، یہ تمام ترقی...... مگر جو انجام ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کے سامنے تم اتنے ہی ذلیل و رسوا ہو جیسا ہم نے تم سے پہلے موسیٰؑ کے سامنے فراعنہءِ مصر کو کیا تھا۔

سوال: دجال آج کل ایک جزیرے میں قید ہے اور ایک سائنسدان کی مانند ہے۔ اس بات کی کیا

حقیقت ہے؟

جواب: خواتین وحضرات! ڈاکٹر صاحب نے یہ جو استنباط فرمایا ہے، یہ حضرت ''تمیم داری'' کی حدیث سے کیا ہے۔ حضور ﷺ جب دجال کا ذکر کیا کرتے تھے تو ''حضرت تمیم داری'' پر یہ واقعہ پیش آیا، جو تازہ مسلم تھے اور انہوں نے آ کر ایک جزیرے کی بات سنائی تھی، جہاں جاسوسہ دجال سے ان کی ملاقات ہوئی، پھر دجال نے اس سے بہت ساری باتیں پوچھیں تو یہ ایک واقعہ ضرور حضور ﷺ کے زمانے میں پیش آیا تھا۔

دجال جزیرے میں بالکل بند نہیں ہے۔ دجال ہمارے دلوں کے اندر بند ہے۔ ہمارے دماغوں میں بند ہے۔ اُس کی جنت آج ہمیں بہت پیاری ہے اور آج ہر انسان دجال کی جنت میں داخلے کیلئے بے چین و بے قرار ہے اور اگر آپ غور کرو تو امریکہ جاتے ہوئے مجھے بڑی ہنسی اُس وقت آئی جب میں پُل سے گذر رہا تھا تو میں نے ''statue of liberty'' دیکھا تو مجھے بڑے زور کی ہنسی آئی۔ میں نے کہا: ''اللہ میاں! تُو بھی بتوں کے بغیر نہیں رہ سکتا''۔ پہلے تُو نے لات وعزٰی اور ہبل کے بت کھڑے کئے ہوئے تھے اور آج کے زمانے میں تُو نے "statue of liberty" کھڑا کیا ہوا ہے اور اب liberties کا ایک مجموعہ ہے...... جس قسم کی liberties امریکہ offer کر رہا ہے، جو مادر پدر آزاد زندگی وہ offer کر رہے ہیں یہ دراصل liberties کے statues کے اس نام کے ساتھ وابستہ ہیں۔

آج کل خداؤں میں سب سے بڑا خدا یہی ہے، یہ انساں کا ''تصورِ آزادی'' جو مادر پدر آزاد ہے۔ آج تک کسی انسانی تہذیب نے یا حکومت نے moral law نہیں دیئے۔ کوئی moral law نہیں دیا۔ اخلاقیات کا law کسی مہذب سوسائٹی نے نہیں دیا۔ اوّل و آخر تمام morality کے laws خدا کی طرف سے آئے ہیں۔ آپ کوئی moral law رد نہیں کر سکتے۔ جیسے History of Religion کی مصنف ڈاکٹر کیرن آرم سٹرانگ لکھتی ہیں کہ آج اگر خدا کو بندوں کے ساتھ راضی رہنا ہے یا بندوں کے اندر رہنا ہے تصور کی طرح...... تو پہلے ان آزادیوں سے مصالحت کرے جو انسان gain کر چکا ہے۔ جس میں lesbianism ہے homosexuality ہے جس میں نکاح کا تصور باطل کر دیا گیا ہے۔ جس میں ہم جنسوں کو rights of properties دیئے جا رہے ہیں۔ یہ سارے قانون اللہ تسلیم کر لے تو مجھے...... اللہ پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ''ہولی ہاکس'' کا یہ جملہ بڑا مشہور ہے کہ

Nobody can be good secular unless he is a good atheist
کوئی شخص بھی اُسوقت تک اچھا secular نہیں ہوسکتا جب تک کہ مکمل دہریہ نہ ہو اور پھر دوسرا جملہ مشہور ہے۔ Secularism and religion are as apart from each other as land from the sea. کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے اتنے جدا ہیں جیسے سمندر میں زمین نہیں ہے اور زمین سمندر نہیں ہوسکتی۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے ایسے ہی جدا ہیں۔

ان کا فارمولا یہ تھا کہ مذہب کو ہر اُس طاقت سے نکال دو جو انسانی معاشرے میں کسی کام کی ہے۔ politics سے نکال دو۔ معیشت سے نکال دو، ہر چیز سے نکال دو اور یہ جائز تھا۔ معاف کیجئے گا میں آپکو یہ بتاؤں کہ یہ جائز تھا کیونکہ Italian Church نے اور Roman Empires نے اور انکے جانشینوں نے جس طرح مذہب کو استعمال کیا تھا اسکے بعد ان کا یہ reaction جائز تھا۔

But not in Islam, not a word has been changed in religion, not a word has been changed in the Quran.

اللہ نے خود اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا:

"نَحنُ نَزَّلنَا الذِّکرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُون"

(ہم نے اسکو نازل کیا اور ہم اسکی حفاظت کریں گے)

اور قیامت تک قرآن کی حفاظت ہوگی۔ اس کے الفاظ کو بدلا نہیں گیا ہے۔ اسکے قوانین اُسی طرح صاف اور مصفیٰ موجود ہیں۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ یہ کچھ ہمارے خلاف ہیں۔ کچھ قرآن کے قانون ہمارے نفس کے خلاف ہیں، ہماری خواہشات کے خلاف ہیں۔ میں مارنا چاہتا ہوں، اگلے کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ خدا مجھے کہتا ہے: "برابر کا بدلہ لے! اتنا آگے نہ بڑھ! اور اگر معاف کردے تو بہتر ہے"۔ ظاہر ہے مجھے دشواری لگ رہی ہے یہ بات سمجھنے میں۔ اللہ کے قریباً قریباً تمام قوانین ہمارے نفس کے خلاف کھڑے ہیں اسلئے خدا نے فرمایا کہ جسے میرے قریب آنا ہے، جسے میرے خلاف نہیں کھڑا ہونا: "وَمَن خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفسَ عَنِ الھَوٰی" وہ اپنے نفس کی ہوا و خواہش کی مخالفت کرتا ہے۔ ہر آدمی کے لیے یہ آسان نہیں ہے مگر جو اللہ پر یقین رکھتا ہے، اُس سے محبت و اُنس رکھتا ہے اُس کیلئے یہ جنگ آسان کر دی جاتی ہے اور اس کے راستے کشادہ کر

دیئے جاتے ہیں۔ جب اہلِ ایمان کسی سے لڑتے ہیں تو خدا کہتا ہے: ''جب ایک لڑتا ہے تو میں اسکے ساتھ دوسرا ہوتا ہوں، جب دو لڑتے ہیں تو میں ان کے ساتھ تیسرا ہوتا ہوں، میں بھی ان کے ساتھ جنگ میں شریک ہو جاتا ہوں''۔ جب آپ اللہ سے مدد مانگو گے، توفیق مانگو گے تو اللہ آپ کا شریکِ حال ہوگا۔ ''وَمَا تَو فِیقِی اِلَّا بِا اللہِ عَلَیهِ تَوَکَّلتُ وَاِلَیهِ اُنِیب''

سوال: آپ میڈیا کے ذریعے کیوں نہیں اپنا علم زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانا چاہتے؟

جواب: اس کی بہت ساری آفرز تو خیر مجھے ہر زمانے میں رہیں مگر آپ مجھے خود بتاؤ کہ میں اچھا بھلا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی باتیں بتا رہا ہوں کہ کمرشل بریک آ جائے اور ساتھ ہی ایک ڈانس شروع ہو جائے، یا کولہے مٹکنے شروع ہو جائیں یا کوئی ''ہپ ہاپ'' شروع ہو جائے تو کم از کم میں یہ برداشت نہیں کرتا۔

بدقسمتی سے میڈیا کبھی بھی نہ اللہ والے ہوتے ہیں، نہ دین والے ہوتے ہیں۔ اب اگر آپ بہترین میڈیا کو دیکھ رہے ہو تو قطر ٹی وی نے جو چینل شروع کیا ہوا ہے استخارے والا...... میں نے اس سے فضول اور واہیات چیز اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھی۔ آپ غور کیجئے کہ استخارہ کیا ہے؟ استخارہ اس آیت کے مصداق ہے کہ جب مشورے ختم ہو جائیں، کوئی اچھی advice کرنے والا نہ ہو۔ اس اضطراب میں کوئی اُسے رستہ دکھانے والا نہ ہو۔ پھر وہ اپنے اللہ کے حضور درخواست کرتا ہے کہ اے مالکِ کریم میری سمجھ بوجھ ختم ہو گئی اور میرے معاملات نادرست ہو گئے اور مجھے یہ اجازت دے کہ میں تیرے حضور سے یہ سوال پوچھوں کہ میرے لیے کیا بہتر ہے اور کیا بہتر نہیں ہے۔ استخارے کے پیچھے جو سب سے لازم بات ہوتی ہے، وہ انسان کا اپنا اندرونی اضطراب ہے۔ اب مجھے یہ بتلایئے کہ اگر میں کسی مولوی کے پاس جا کر پوچھوں کہ تُو مجھے استخارہ کر دے، تو کیا اس مولوی میں میرا اضطراب بھی convert ہو جائے گا؟ کیا میری وہ حالت جس کی وجہ سے میں بے چین اور بے قرار ہوں اور جس کی وجہ سے اللہ مجھے جواب دے گا کیا وہ اس میں convert ہو جائے گی۔ میرا اللہ مجھے تسکین زدہ حالت میں کبھی جواب نہیں دے گا۔ میرا اللہ تو مجھے اسلئے جواب دیتا ہے: ''اَمَّن یُّجِیبُ الـمُضطَرَّ اِذَا دَعَاہُ'' وہ تو میرا اضطراب دیکھ کے مجھے جواب دیتا ہے۔ کسی مشین کو یا کسی پردہ نشین مولوی کو جو پردے کے پیچھے چھپا ہوا ہے، اس کو جب میں یہ بات کہوں گا تو آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ میرا اضطراب دور کر دے گا؟ میری کیفیاتِ ذات اس کو منتقل ہو جائیں گی؟ اور جو جواب وہ سوچتا ہے اس میں اسّی فیصد سحر، جادو ٹونہ،

تعویذ وغیرہ اللہ جانے کیا کیا ہوتا ہے۔ آپ خود غور کرو یہ کیا چیزیں ہیں؟ ان سے کیا مراد ہے؟ کیا اللہ نے ہمیں ان چیزوں کے سننے، ماننے اور ان پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے؟...... دیکھیں قرآن وضاحت سے پورا اصول بیان کرتا ہے۔" وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانَ "سلیمان نے کفر نہیں کیا تھا "وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوا" شیاطین کفر کیا کرتے تھے "يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحرَ يُعَلِّمْنَ السِّحر "لوگوں کو سحر سکھاتے تھے۔ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔ تعویذ گنڈا سکھاتے تھے، عملی، سفلی، روحانی عمل سکھاتے تھے۔ میرے بندے سلیمان نے ایسی کوئی حرکت نہیں کی۔ اللہ کہتا ہے: "نِعمَ العَبدُ" وہ تو اچھا بندہ تھا۔ "وَمَا اُنزِلَ عَلَى المَلَكَينِ اِلَى ابِبَابِلَ هَارُوتَ وَ مَارُوتَ "ہم نے چاہِ بابل میں ان فرشتوں کو اس لئے نہیں اتارا تھا کہ وہ جادو سکھائیں۔

ایک بڑا common نظریہ شاید یہ ہے کہ ہاروت و ماروت جادو سکھانے کیلئے اتارے گئے۔ ایسا نہیں ہے۔ خدا کہتا ہے کہ ہم نے ہاروت و ماروت کو جادو سکھانے کیلئے نہیں بھیجا تھا۔ Babylon (بابل) کی تہذیب اس وقت بڑی متمدن ہو چکی تھی۔ They have built hanging gardens. وہ اتنے امیر، رئیس اور اتنے بڑے عالم ہو چکے تھے کہ خدا نے چاہا کہ ان امیر لوگوں کو، اتنے رئیس لوگوں کو، اتنے عالم لوگوں کو تھوڑا سا آزمالوں اور آپ کا خیال یہ ہے کہ وہ بھوکوں کو آزماتا ہے؟ بھوکے تو ویسے بھی کفر کے قریب ہوتے ہیں۔ اللہ بھوکوں کو نہیں آزماتا۔ غریب لوگوں کو نہیں آزماتا۔ پاکستان کو نہیں آزماتا۔ یہاں تو بجلی کا بل نہیں دینے ہوتا۔ اللہ ادھر کیا کرے گا۔ وہ ہماری آزمائشیں نہیں کرتا مگر یہ کہا: "وَكَم مِن قَريَةٍ بَطِرَت مَعِيشَتَهَا "(ہم ان قوموں کو ضرور ہلاک کرتے ہیں یا آزماتے ہیں جو اپنی معیشت پر اتراتے ہیں۔) معیشت پر تو وہ اترا رہے ہیں جو آپ کو سامنے نظر آ رہے ہیں۔ ہم تو نہیں اتراتے اسلئے وہ ہمیں نہیں آزماتا۔ یہ تو خدا کا قانون ہے۔ بابل و نینوا اُس وقت دنیا کی سب سے بڑی تہذیب تھے۔ سب سے بڑا متمدن تھے۔ سب سے بڑے رئیس لوگ تھے۔ خدا نے چاہا کہ ان کو آزمائیں اسلیے اللہ نے ہاروت و ماروت کو بھیجا۔ وہ کیا کرتے تھے؟ "وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ "(فردِ واحد کو بھی تعلیم نہیں دیتے تھے) ایک شخص کو تعلیم نہیں دیتے تھے " حَتّٰى يَقُولَا" جب تک اُس کو یہ وارننگ نہیں دیتے تھے "اِنَّمَا نَحنُ فِتنَةٌ فَلَا تَكفُر " دیکھو ہم جادو نہیں سکھاتے، ہم یہ علم تمہیں نہیں دیتے۔ وہ فرشتے منہ سے بول کر کہتے کہ ہم تمہاری آزمائش ہیں، کفر نہ کر بیٹھنا۔ طاقتوں کی مرکزیت نہ بدل دینا۔ اخلاق و شرافت کے قانون نہ توڑ دینا، اللہ مالک ہے اس زندگی کا۔ اللہ دیتا

ہے اوّل سانس، آخرسانس، زندگی، رزق، روزگار، بیوی، بچے، شادی سب اللہ دیتا ہے۔درمیان میں کسی کوشریک نہ بنالینا۔مگراگر ایسا کروگے تو کفر کا ارتکاب کروگے۔وہ کرتے کیا تھے۔خداوندِ کریم ارشادفرماتے ہیں "فَيَتَعَلَّمُونَ مِنهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ "میاں بیوی میں فرق ڈال دینااورعورتوں کو convince کر لینا، مردوں کو، وہم میں ڈال دینا، یہ تعویذ حُب ہے، یہ تعویذِ بغض ہے، فلاں صاحب حساب کتاب کر رہے ہیں، آپ خود غور کروکہ پورے پاکستان میں دو ہی لوگ ہیں۔ایک جن پر جادو ہو رہا ہے اور دوسرے جو جادو کر رہے ہیں۔ایک خاندان میں ایک عورت ساس ہے، ایک بہو ہے۔ساس آتی ہے تو بہو جادو کر رہی ہے، اگر بہو آتی ہے تو ساس جادو کر رہی ہے۔یہ اسقدر غیر معقول رویہ ہمارے خاندانوں میں، ہمارے ملک میں جڑ پکڑ چکا ہے کہ تعلیم کی صحت مند بات کرنا دشوار ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ اس میں کوئی کم علم لوگ نہیں ہیں اس میں تو بڑے بڑے school of thoughts شامل ہیں۔ایک اہل حدیث کے عالم کو دیکھا، کہنے لگے: ''تم پر طلسمی آئینہ مطلوب ہے''۔ اب وہ طلسمی آئینہ مانگنے چلا جائے گا۔کسی نے کہا کہ تم پر دو چڑیلیں قابض ہیں۔کوئی شخص جس کے پاس آپ جاتے ہو مشورے کیلئے، خالص اور اچھے مشورے کیلئے، وہ کوئی نہ کوئی بھوت اور بھوتنیاں آپ کو نکال کے دکھا دیتا ہے۔خدا کہتا ہے:

"فَيَتَعَلَّمُونَ مِنهُمَا مَايُفَرِّقُونَ بِهِ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ "

کہ ان کا کام نہیں ہے فرق ڈال دینا میاں بیوی میں۔تعویذیں لے لینا، دبالینا، ڈال دینا۔پھر خدا کہتا ہے کہ اصل میں اس پوری تعلیم کا مقصد کیا ہے، آگے ایک جملے میں اس کی وضاحت کرتا ہے۔ ''فَيَتَعَلَّمُونَ '' اور تم وہ بات سیکھتے ہو ''مَا يَضُرُّهُم وَلَا يَنفَعُهُم '' تم ایسی بات کیوں سیکھتے ہو جس کا نہ نفع ہے نہ نقصان۔

اب دیکھ لیجئے۔خدا کی آیت کیا ہے۔اللہ جس نے جادو کو تخلیق کیا ہے، اللہ جس نے سحر کو بنایا ہے، وہ یہ کہہ رہا ہے کہ بھئی! ایسی بات کیوں سیکھتے ہو جس کا نہ نفع ہے نہ نقصان تو یہ نقصان کیسے ہو جاتا ہے؟ اب آپ غور کیجئے کہ ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھ پر سحر ہوا ہے۔میں نے کہا: ''اچھا یار! سحر ہوا ہے تو خدا نے سحر کا علاج دیا ہوا ہے۔یہ والنّاس لے جاؤ، فلق لے جاؤ، ان کو پڑھ لو، دم کرلو اپنے اوپر۔اللہ کا کلام ہے''۔اگلے دن کہتا ہے: ''مجھ پر تو کوئی اثر نہیں ہوا''۔ خواتین وحضرات! اثر ضرور ہوتا ہے۔مگر اللہ کی آیات پر آپ کا کفر تو پورا ہو گیا۔اللہ پر کوئی اعتبار

نہیں ہے۔ آپ کو یقین ہے اس حساب کتاب والے پر جس نے کہا کہ آپ پر جادو ہوا ہے۔ یہ خدا کی طرف سے پورے یقین کے بدل جانے کو ہم ''سحر'' کہتے ہیں اور ''جادو'' کہتے ہیں اور اس کا اصول بڑا سادہ ہے، بڑا ہی سادہ...... ''وَمَن يَّعشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحمٰن'' جو رحمان کے ذکر سے غافل ہوا، جو اللہ کی یاد سے غافل ہوا، ''نُقَيِّض لَهٗ شَيطٰناً'' ہم اُس پر ایک شیطان کو غلبہ دیتے ہیں۔ '' فَهُوَ لَهٗ قَرِينٌ '' وہ اسکے قریب رہتا ہے۔

سوال: شیعہ اور سنّی مسالک میں امام مہدی کی شخصیت اور ان کی آمد کے بارے میں اختلافات پائے جاتے ہیں۔ کیا یہ اختلاف اس فرقہ بندی کو اور شدید کرتا ہے؟

جواب: میرا خیال یہ ہے کہ شاید یہ فرقہ بندی کی باتیں نہیں ہیں بلکہ ''اثنا عشریہ'' اور ''اہل سنت'' تمام امام مہدی پر اتفاق کرتے ہیں مگر عقائد میں تھوڑا سا فرق ہے جیسے شیعہ امامیہ کا عقیدہ ہے کہ وہ نہ صرف زندہ ہیں بلکہ حضرت ''امام محمد بن حسن عسکری'' کی اولاد میں سے ہیں اور جب حضرت امام محمد بن حسن عسکری کی وفات ہوئی، وہ ایک درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے اور وہیں پر ان کا دم نکل گیا...... چونکہ اُس زمانے تک بہت ساری ایسی جنگیں ہو چکی تھیں جہاں اہلِ بیعت نے عباسی خلفاء پر خروج کیا تو عباسی خلفاء خصوصی طور پر اس بات سے بڑے آگاہ تھے کہ جب تک امامین قائم ہیں، ان کی اولادیں قائم ہیں اور لوگوں کی محبتیں ان سے قائم ہیں تو ہماری مملکت میں اس قسم کی جنگیں ہوتی رہیں گی۔ اسی دور میں حضرت ''امام حسین بن علیؓ'' کی حضرت ''امام ابوحنیفہؒ'' کے ساتھ ایک بڑی طویل کشمکش ہوئی اور پھر حضرت ''زید بن علیؓ'' شہید کر دیئے گئے تو مختصراً میں آپ سے یہ کہوں کہ اس وقت ''امام حسن عسکریؒ'' کے ایک فرزند تھے، ان کا نام ''امام محمدؒ'' تھا مگر جو ایک حدیث اسکے اوپر بھی ملتی ہے جس کے مطابق شیعہ امامیہ کا یہ قول ہے کہ وہی امام مہدی ہیں اور سرمنڈائے غار میں گئے، اسکے بعد ان کو دوبارہ نہیں دیکھا گیا...... یا وہ حیات ابدی اور سرمدی کے قابل ہوئے اور ہر زمانے میں وہ موجود ہیں اور زمانۂ آخر میں نکلیں گے۔ ان کا ظہور یعنی ''ظہورِ مہدی'' کسی وقت بھی ہو سکتا ہے۔ چلیں فرض کریں میں آپ کو ایک بات بتاتا ہوں کہ اگر ایسے کوئی امام نکل آئیں...... ایک عقیدہ ہے کہ ''امام محمدؒ'' موجود تھے تو میں کہتا ہوں کہ اگر زمین پر زندہ موجود نہیں ہیں تو آسمان پر گئے اور شاید روح کی شکل میں تو موجود ہی ہونگے نا، تو وہ زندہ ہی سہی...... مسئلہ اُس وقت پیدا ہوگا جب ظہورِ مہدی ہوگا اور اگر وہ مہدی ہیں تو پھر شیعہ کیا اور سنّی کیا، تمام ان پر ایمان لائیں گے کیونکہ مہدی خود تو نہیں بتا سکیں گے کہ میں ابھی پیدا ہوا ہوں

یا پہلے سے موجود تھا......تو ایسی اغلاط کیلئے ہم clash of opinions نہیں کہہ سکتے۔ اس کو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ مہدی کے لیے اختلافِ رائے ہے بلکہ امام پر یہ اختلافِ رائے نہیں گنا جائے گا۔ اگر دونوں فریقین امام کے آنے پر متفق ہیں اور فرض کرو اگر امام آتے ہیں، کل یا پرسوں آ جائیں اور دونوں فریقین اِن کو تسلیم کر لیں تو پھر یہ جھگڑا، جھگڑا نہیں رہے گا۔ اس لئے میرا نہیں خیال کہ فرقہ بندی کی اس میں کوئی بات ہو۔ میرا خیال یہ ہے approach is the problem is likely different in both the sides.

سوال: دجال کی کوئی physical appearance بھی ہے یا اس میں reality کوئی نہیں ہے؟

جواب: physical appearance تو ضروری ہوگی کیونکہ ہر گروہ کا کوئی نہ کوئی سردار تو ضرور ہوگا۔ obviously دجال as an individual کے بھی ہوگا اور جو دجال کی احادیث میں نے quote کی ہیں تو ایسے لگتا ہے کہ اگر آپ میری understanding تھوڑی سی قبول کریں تو میں یہ خیال کرتا ہوں کہ اسرائیل چونکہ اب بہت خوفزدہ ہے......وہ ایران سے خوف زدہ ہے، پاکستان اسرائیل کو hit کر سکتا ہے۔ ان کو اپنے بالکل سامنے بیٹھے ہوئے لوگوں سے ڈر ہے، فلسطین کی بڑی خطرناک اور جنگجو movement ہے، لبنان میں حزب اللہ کی movement ہے، دروزی شیعہ ایران میں موجود ہے تو اس کا یہ خوف اب بہت بڑھ گیا ہے کہ یہ اگر atomic state ہو گئے تو یہ یقیناً مجھے مار دیں گے۔ مجھے امریکہ کے بارے میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ وہ ایران پر کبھی attack نہیں کرے گا but the Israil might اور اسرائیل انہی کے کہے پر ضرور آگے بڑھے گا اور شامی حکومت کو ختم کرنے کی کوشش کرے گا، حزب اللہ کو ختم کرنے کی کوشش کرے گا کیونکہ اب اس کا survival seriously خطرے میں پڑ گیا ہے۔ پھر easy way جس کی وجہ سے وہ اور آگے بڑھ جائے گا اور مکہ اور مدینہ تک بھی جا پہنچے گا۔ جس کے بعد شاید مسلم ممالک react کریں گے اور اس جنگ میں یقیناً اسرائیل کا ختم ہو جانا مقدر ہے مگر جب اسرائیل ختم ہو جائے گا اور سرے سے ناپید ہو جائے گا تو obviously پوری دنیا کا balance خراب ہو جائے گا اور امریکہ بہادر ہو یا برطانیہ بہادر ہو، یہ سب ''بہادرین'' نکل آئیں گے اور یہ پھر مسلمانوں کے خلاف ایک open جنگ کی شکل میں نکلیں گے۔ یہ وہ جنگ ہوگی جسے ہم ''جنگِ دجال'' کہہ سکتے ہیں۔ It's very obvious کہ نقشہ

ایسے ہی بنتا ہے۔

سوال: حروف مقطعات کے بارے میں خاص طور پر ایک صاحب نے سوال کیا ہے کہ حروف مقطعات میں سے تین حروف ہیں ق، س اور ب......ان کی علیحدہ علیحدہ پہچان کے بارے میں بتائیں۔

جواب: خواتین وحضرات! اکثر یہ سوال پوچھا جاتا ہے مگر میرا خیال یہ ہے کہ پچھلے سالانہ فنکشن میں بھی میں نے کچھ explain کیا تھا۔ یہ حروف individual to individual مختلف اثرات رکھتے ہیں۔

بہت سے نام "ق" سے شروع ہوتے ہیں تو اگر ہم یہ کہیں کہ sensitivity اس کا حصہ ہے کہ "ق" ہمیشہ انتہائی sensitive, possessive, rediculous اور aggressive ہوتے ہیں۔ یہ چار صفات اسکی بنیادی وجہ ہیں جیسے شروع سے ہی یہ انتہائی غصیلی، لڑاکا اور possessive تھی۔ قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تو قتل بھی "ق" سے ہے اور قابیل بھی "ق" سے ہے۔ اگر آپ غور کرو تو یہ اسلیے ہے کہ اس میں ایک High degree sensitivity پیدا ہو جاتی ہے اور اس میں short tolerance ہو جاتی ہے، ق abrupt emotions سے react کرتا ہے۔ کوئی بھی "ق" ہو، عورت ہو یا مرد ہو مگر خالی یہ نہیں دیکھا جاتا، بعض اوقات "ق" کے بالکل ساتھ ہی ایک ایسا اُسکو break system لگا ہوتا ہے کہ جب ہم ناموں کو direct کرتے ہیں تو ہر "ق" اپنی اپنی value کے مطابق original اور main نام پر اثر ڈال رہا ہوتا ہے اور یہ بڑی پیچیدہ سائنس ہے، اتنی پیچیدہ کہ بظاہر اگر ایک ارب لوگ ہیں تو ان کی اگر ہم ساری interactions شروع کر دیں گے تو کھربوں تک trillions تک ان کے reaction چلے جائیں گے اس لئے جو بھی استاد ہوگا، جو بھی اسکی معرفت کرے گا اسکو ہر individual کے difference میں لوگوں کے اوپر different رائے دینی پڑے گی۔

سوال: کیا جناب امام مہدی پر ایمان لانا لازمی ہے؟

جواب: ایمان لانا اور بات ہے اور تسلیم کرنا اور بات ہے۔ مہدی پر ایمان لانا کوئی شرط ایمان نہیں ہے مگر تسلیم کرنا ضروری ہے۔ ظاہر ہے کہ خدا کے دوستوں کا انکار کرنا، خدا کے بھیجے ہوئے کسی بندے کا ساتھ نہ دینا بھی بعض اوقات آپ کو کسی عذاب سے آشنا کر سکتا ہے۔ اس لئے شرط

ایمان نہیں ہے مگر میرا خیال یہ ہے کہ شیعہ حضرات میں اثنا عشریہ میں، شیعہ امامیہ میں یہ شرطِ ایمان ہوگی، but I am not sure مگر بظاہر ایسے لگتا ہے کہ ان میں یہ ہوگی کیونکہ بہر حال امام مہدی کے رتبے کے مطابق ان کا پورا ایک classical rule ایک پورا religious تاثر ان کے اردگرد گھومتا ہے۔ شاید ان میں امام کا اعتراف نہ کرنا مرتبہء کفر کے برابر ہو مگر اہلِ تشیع میں ایسے بھی ہیں جنہوں نے امام کا انکار کیا ہے۔ جیسے ابھی میں نے تقریباً حال ہی میں ''ڈاکٹر احمد'' کی کتاب ولایتِ فقہ دیکھی ہے، انہوں نے اس میں مکمل طور پر انکار کر دیا ہے کہ حضرت امام مہدی کی جو شہادتیں بھی ریکارڈ ہوئی ہیں شروع سے اب تک' حضور ﷺ کی زندگی کی یا ملاقات کی، ان سے مکمل انکار کر دیا ہے۔ وہ کتاب دعوتِ فکر ہے۔ ڈاکٹر احمد نے پی ایچ ڈی کا thesis بھی اسی پر کیا ہے، ان کی کتاب میں جو latest تحقیق ہے اس کو میں نے دیکھا ہے، انہوں نے ان ساری روایات کا انکار کیا ہے۔ اسلیے اسکو شاید پڑھیں تو اس کو دوبارہ revise کریں کہ امام مہدی کا انکار کرنا یا ان کو تسلیم کرنا اور ان کی تعریف کرنا یہ تو اہلِ سنّی اور شیعہ میں برابر ہے مگر شاید زندہ و حاضر ماننا اہلِ سنت میں نہیں ہے۔ میں نے جو کتاب دیکھی ہے research اور تحقیق کی اس میں غالباً وہ تسلیم نہیں کرتے اور انہوں نے بہت ساری روایات کو غلط قرار دیا ہے۔

سوال: یہ جو یاجوج ماجوج کا آپ نے ذکر فرمایا اسکے اشارے کہیں چینی قوم کی طرف تو نہیں ہیں جو پاکستان کا دوست ہے اور وہ کیا ہمیں بھی کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں؟

جواب: پہلے دوست ہی خوراک بنتے ہیں جی! (قہقہہ)

؎ دیکھا جو تیر کھا کے کمین گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

خواتین و حضرات! ویسے مملکت چین اور روس کے بارے میں دو باتیں ہیں...... روس کے بارے میں مشہور ہے کہ روس کے لوگوں میں دو ملکوں کی وجہ سے ہمیشہ ایک احساسِ کمتری رہا ہے، ایک چین کی وجہ سے جن کی آبادی بہت زیادہ ہے اور جو ہر وقت اپنی آبادی کا خوف اس مملکت پر ڈالتے رہتے ہیں اور دوسرا جرمنز کی وجہ سے جو ہمیشہ technology میں روس سے بڑے superior رہے ہیں۔ روسیوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ ان کا قومی اور اجتماعی خوف ہے۔ Germans اور Chinese ان کا اجتماعی خوف ہے۔ مگر China اور اسلام کا ایک واسطہ ہے۔ اگر آپ غور کریں اور تاریخ کا اگر آپ کا مطالعہ ہو، اگر آپ international

تاریخ پڑھیں تو ایک ہی وقت میں اسلامی تہذیب اور چائینہ کی تہذیب کو عروج ہوتا ہے۔ پہلے بھی جب مغربی تہذیبوں کو عروج تھا تو چین بڑی پستی میں تھا۔ مسلمان بڑی پستی میں تھے پھر سرکار رسالت مآب ﷺ کے بعد مسلمان حکومتوں نے ترقی کی تو سات سال چائینہ میں بھی بے پناہ ترقی ہوئی۔ شاہراہِ ریشم کا اجراء ہوا اور منگول dynasty میں بے پناہ ترقی ہوئی۔

چین میں ایک بہت بڑی صفت یہ ہے کہ اپنی حدود سے باہر نہیں نکلتے اور حضور ﷺ کی حدیثِ مبارکہ بالکل صحیح ہے کہ یہ اپنی حدود سے کبھی باہر نہیں آتے، نہ نکلتے ہیں۔ نہ پہلے کسی زمانے میں نکلے، نہ نکلنے کا ارادہ ہے مگر امکان موجود ہے۔ بہت بڑا امکان موجود ہے کہ Chinese غربت وافلاس کی وجہ سے، اگر ایٹمی جنگ ہوگئی تو اس کے اثرات کی وجہ سے خوارک ختم ہو جائے گی، پانی ختم ہو جائے گا۔ اگر دیکھیں تو حدیث میں یہ بڑا خوبصورت اشارہ ہے کہ جب یہ کیسپین کی جھیل سے گذریں گے تو دوسرے دن اس جھیل کا پانی ختم ہو جائے گا یعنی وہ اتنے زیادہ ہیں اور ان کو اپنے ملک سے total مہاجرت کرنی پڑے گی because of absolute barrenness of their country. There will be left nothing to eat. خوراک نہیں ہوگی۔ اب بھی یہ کتے بلیاں تک کھا جاتے ہیں، سانپ کھا جاتے ہیں، چھپکلیاں کھا جاتے ہیں۔ اسی طرح کے کسی جانور کے کھانے کی وجہ سے غالباً ان کے اندر کوئی virus، create ہوگا جو راتوں رات ان کو فنا پذیر کر دے گا۔ یہ اتنا تیز virus ہوگا۔ چائینز ایک بار ہی اپنی حدود سے نکلیں گے اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

''میں نے دیکھا ہے کہ ایک چھوٹا سا سوراخ ہو گیا ہے ان کی دیوار میں''

یہ اشارہ بڑا خوبصورت ہے کہ جب اسلامی تہذیب کا عروج ہو رہا تھا تو اسکے ساتھ ساتھ ہی China کا عروج بھی ہو رہا تھا۔

یہ ''بنو یافث'' ہیں ان کو Yugi tribes بھی کہتے ہیں۔ فرانس کے چوک کے سامنے ان کے دو بت ایستادہ ہیں جن کو ''ہیگاگ'' اور ''میگاگ'' کہتے ہیں۔ یہ حضرت نوحؑ کے تیسرے بیٹے ''حضرت حامؑ'' کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کو بنو یافث کہا جاتا ہے اور ان کا عروج جو ہے وہ ظاہر ہے کہ باقی انسانوں کا زوال ہوگا اور یہ نکلیں گے صرف خوراک کے لئے اور اپنے ملک

میں مکمل قحط کی صورت میں یہ لوگ نکلیں گے اور پھر چھوڑیں گے کچھ نہیں...... کیونکہ اللہ نے حضرت عیسیٰؑ سے کہا کہ اے عیسیٰؑ اب میں اپنے ان زبردست بندوں کو لا رہا ہوں جن سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں لڑ سکے گی۔ ان سے مسلمان بھی مغلوب ہو کر حضرت عیسیٰؑ کی معیت میں پہاڑوں کی پناہ میں جائیں گے۔ پھر حضرتِ عیسیٰؑ کہتے ہیں جیسا کہ میں نے آپ کو سنایا کہ مجھ سے کہا جائے گا کہ دعا کیجئے۔ پھر میں دعا کروں گا اور ان کے مرنے کی وجہ سے بدبو پھیلے گی۔ یہ total مریں گے۔ ایک ہی رات میں سارے مریں گے۔ اتنا quick اور clean virus ہو گا کہ They will all die suddenly اور اسکے بعد ان کی لاشوں کی بدبو سے زمین اٹ جائے گی۔ پھر خدا پرندے بھیجے گا اور زمین بدبو سے، تعفن سے پاک ہو گی۔ پھر ایک نئے دورِ تہذیب کا آغاز ہو گا۔ اللہ کا، اسکے قدوسوں کا اور اسکے رسولوں کی تہذیب کا آغاز ہو گا۔

سوال: ڈاکٹر شاہد مسعود نے اپنی ویڈیو میں قربِ قیامت کے بارے میں جو منظر کشی کی ہے تو کیا انہوں نے آپ سے کاپی کیا ہے؟ اور کیا امام مہدی کی امامت میں حضرت عیسیٰؑ نماز نہیں پڑھیں گے؟

جواب: شاہد مسعود بیچارے کوئی محقق تھوڑا ہی ہیں۔ انہوں نے کچھ ایسی چیزیں copy کیں جن کو better copy کہتے ہیں مگر اعتراف نہیں کیا کہ ہم نے کہاں سے copy کی ہیں۔

اس سے بہت پہلے ایک تقریر میں نے 1995ء میں پنڈی میں کی تھی بلکہ انہوں نے بدقسمتی سے غالباً عنوان بھی اسی کا لیا ہے۔ تقریر کا نام تھا ''فتنۂ آخر الزمان'' اسکے کیسٹ موجود ہیں۔ جناب شاہد مسعود سے بہت پہلے 1995ء میں مَیں نے تقریر کی تھی بلکہ اس کا اثر اتنا خوفناک تھا کہ 2002ء سے جو میں نے پیش گوئی کی تھی......تو ہوا یہ کہ جب میں تقریر کر کے باہر نکلا، باہر دعوت وغیرہ ہو رہی تھی تو لوگوں نے کہا کہ ہم سے تو چائے نہیں پی جا رہی، ہم اتنے ڈر گئے ہیں۔ وہ ایک تقریر almost شاہد مسعود نے کی۔ میں نہیں کہتا کہ انہوں نے کاپی کیا مگر کچھ واقعات انہوں نے کاپی کیئے ہیں جس کا انہوں نے کبھی اعتراف نہیں فرمایا، بہر حال ان کو میں الزام نہیں دیتا۔ بہت سارے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے شاید چیزیں نقل کی ہیں مگر اس میں ان کی سمجھ بوجھ شاید نظر نہیں آتی۔

میں نے آپ کو جو احادیث سنائی ہیں ان میں ایک بھی حدیث دجال کی اور حضرت عیسیٰؑ کی نہیں ہے جس میں امامِ مہدی کا نام لیا گیا ہو اور جتنی بھی احادیث امام مہدی کے بارے میں ہیں وہ بھی میں نے آپکو سنائی ہیں۔ یہ ایک وجہ سے ہوا کہ آخری زمانے میں جنگوں کا جو امیر ہوگا، جس نے وہ جنگیں لڑی ہوں گی اور جوان کا امام ہوگا وہ مسلمانوں کو نماز پڑھائے گا اور لوگ حضرت عیسیٰؑ سے درخواست کریں گے کہ یا نبی اللہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں تو حضرت عیسیٰؑ کہیں گے کہ نہیں، میں تمہارے لوگوں کی شریعت کو تازہ کرنے آیا ہوں، بلکہ تمہی لوگوں کو یہ حق ہے کہ نماز پڑھاؤ۔ پھر وہ اس امام کے پیچھے خود نماز پڑھ کر یہ ثابت کرنا چاہیں گے کہ میں کوئی نئی شریعت لے کر نہیں آیا ہوں۔

یہاں میں ایک بات آپ کو بڑی عجیب وغریب بتادوں کہ حضرت عیسیٰؑ کا نزول ایک اور وجہ سے بھی ہے۔ میں اس کی تصدیق صرف اپنی ذات تک ہی محدود رکھتا ہوں۔ آپ کو پورا حق حاصل ہے کہ چاہے مانیں یا نہ مانیں اور وہ یہ ہے کہ چونکہ کتاب اللہ میں تصرف نہیں ہوسکتا، قرآن حکیم کی آیات میں تصرف نہیں ہوسکتا مگر کچھ قوانین بدلے جائیں گے۔ قرآنِ حکیم کے کچھ قوانین بدلے جائیں گے۔ کچھ ''ناسخ ومنسوخ'' ہوگا چونکہ زمین پر کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے جو قرآن میں تصرف کر سکے یا ناسخ ومنسوخ کر سکے، اسکے لیے ایک پیغمبر کی ضرورت ہے کیونکہ پیغمبر ہی ''وحی'' میں اللہ کے حکم سے کوئی change لا سکتے ہیں تو زمانہء آخر میں آگے آنے والی پوری حیات کیلئے کچھ قوانین کھولے جائیں گے اور کچھ قوانین بند کئے جائیں گے۔ اس کیلئے بھی حضرت عیسیٰؑ کا نزول ضروری ہے کیونکہ آپ یہ دیکھئے کہ ایک سادہ سی حدیث اور موجود ہے کہ زمانہء آخر میں مرد اتنے مر جائیں گے کہ عورتوں کے مقابلے میں مردوں کی چالیس کی average ہوگی کہ مرد ایک ہے تو چالیس عورتوں سے اسکا مقابلہ ہوگا۔ obviously یہ صورتحال ہے تو ہمارے تمام شادی بیاہ کے قوانین بدلنے پڑ جائیں گے۔ یہ تصرف صرف ایک پیغمبر ہی کر سکتا ہے اور حضرت عیسیٰؑ ہی یہ حق رکھتے ہیں کہ خدا کی طرف سے کسی قانون کو تصرف میں لائیں اور اللہ کے حکم کیساتھ قرآن کی کچھ آیات کو ناسخ ومنسوخ قرار دیں گے اسلئے بھی حضرت عیسیٰؑ کا زمانہء آخر میں آنا بہت، بہت ضروری ہے۔

سوال: کیا عذاب کی آیات مسلمانوں کیلئے ہیں یا کافروں کیلئے...... ہمارا عالم یا مولوی خدا کے سزاوعذاب سے ہی ڈراتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: وہ کیوں ڈراتا ہے؟ کیا اس کو غرض وغایت مذہب نہیں پتہ کہ وہ ڈراتا ہے۔ کیا اس کو نہیں پتہ کہ خدا اپنا خوف اہل ایمان کو نہیں دیتا۔ کیا اس کو نہیں پتہ کہ عذاب کی ساری آیات اہل مکہ پر اتری ہیں؟ کیا وہ تاریخ سے ناآگاہ ہیں؟ کیا آپ گن سکتے ہو کہ اہلِ مکہ سے کتنے لوگ جہنم میں گئے؟ کیا آپ گن سکتے ہو؟ چودہ، پندرہ، ساٹھ، ستّر؟ سارا قرآن اہلِ مکہ کے کافروں کو ڈرانے کیلئے نازل ہوا۔ سارا ان کی مخالفت میں اترا۔ مگر اسکے باوجود، اس سخت وعید کے باوجود کتنے لوگ مکہ میں کافر رہے؟ کیا سب کو ایک ہی رات میں محبت کی نظر سے رسول اللہ ﷺ نے نہیں دیکھا؟ کیا ایک ہی رات میں سارے کافر مسلمان نہیں ہو گئے؟ کیا نظر آتا ہے؟

اللہ کو تو concern اس بات سے ہے جو اُس نے آپ کو دی۔ جب اُس نے عقل کو تخلیق کیا تو کہا، مجھے چل کے دکھا۔ پھر عقل ناز وادا سے اٹھلائی، گھومی پھری، چلی، خدا نے کہا: ''سبحان اللہ! میں نے کیا خوبصورت تخلیق کی''۔ پھر اُس نے اٹھاکے آپ کو دے دی اور آپ کے ہاں وہ ذلیل وخوار ہے۔ وہ عقل جو اللہ نے اپنے لئے دی، اپنی ترجیحات چھوڑ گئی، زندگی کی ترجیحات چھوڑ گئی۔ ایک پوری زندگی کی ترجیح تھی، قبر تک پہنچنے کی ترجیح تھی، عقل ومعرفت کی ایک ہی ترجیح تھی۔ جان، پہچان، سلام ودعا، مگر ایسی بے رُخی کیا جو سلام تک نہ پہنچے۔ ایسے کیا بھولنا اللہ کو...... ایسے کیا اللہ کو بھولنا کہ زندگی بھر کبھی accountability ہی نہ آئے۔ سارے کام دنیا سے ڈر کے کئے جائیں، شیطان کی معیت میں کئے جائیں، نماز بھی تفاخر کیلئے ادا ہو۔ اعمال میں نیات ہوں گی تو فرق پتہ چلے گا۔ اعمال کبھی کسی انسان کی judgement کا ذریعہ نہیں بنتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک بے عقل عبادت گزار ایسا ہے جیسے گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے''۔ اصل چیز تو سوچ ہے عقل ہے، علم ہے۔

آپ کو پتہ ہے کہ شرع کیا ہے؟ مختصر سی چیز ہے۔ شرع کا مطلب یہ ہے کہ اتنا زادِ راہ جو آپ کو منزل تک پہنچا دے۔ وہ تو لازم ہے۔ کم سے کم زادِ راہ جس کے بغیر تو آپ منزل تک نہیں جا سکتے۔ زندگی میں آپ کو کیا کرنا پڑتا ہے؟ پانچ نمازیں...... بس...... مرضی ہے تو روزہ رکھ لو،

مرضی ہے تو غریب کو کھانا کھلا کے آزاد ہو جاؤ۔" وَعَلَی الَّذِینَ یُطِیقُونَ فِدیَۃٌ طَعَامُ مِسکِین" ایک غریب کو کھانا کھلا کے آزاد ہو جاؤ۔ اتنا ہی کام کرنا ہے نا۔ ایک برگر کیلئے یورپ میں آپ کو ایک ایک گھنٹہ لائنوں میں کھڑا ہونا پڑتا ہے، وہ آپ کو قبول ہے۔ گھنٹہ گھنٹہ ایک روٹی کا انتظار کرنا منظور ہے، ان کی ڈانٹ سننا بھی قبول ہے اور دو دو، چار چار منٹ کی ایک نماز میں کھڑا ہونا بہت دشوار لگتا ہے۔ یہ شرع تو سب کیلئے برابر ہے۔" الشَّرُّعُ وَالشَّرّع" (شرع سب کیلئے برابر ہے۔) مگر اس سے آگے کیا ہے؟ اس سے آگے "عقل" ہے، "غور و فکر" ہے، "شعور" ہے، "صدق و صفا" ہے، آپ خوب سوچتے ہو کہ صوفی کون لوگ ہیں۔ کیا ان کو زیادہ fast learning ہوتی ہے مگر ان کی باتیں تو سنو۔ ان کی باتوں سے بے شعوری نہیں ٹپکتی۔ یہ رال ٹپکانے والے مجذوب نہیں ہیں۔ یہ اہلِ عقل ہیں۔ اعلیٰ ترین عقل کے مالک ...... کسی نے شیخ ابو حدّاد سے پوچھا: "مردانگی کیا ہے؟ جرأت مندی کیا ہے؟" فرمایا: "اَدَآءُ الاِنصَافِ" (کہ لوگوں سے پورا پورا انصاف کرنا۔) "وَتَرَکَ المُطَالَبَۃِ الاِنصَاف" (اور اپنے لئے کسی انصاف کے مطالبے کو بھی ترک کرنا۔) انہوں نے فرمایا کہ: مردانگی کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ کیا آپ نے ایسی خوبصورت بات کہیں سے سنی کہ مردانگی اور جرأت مندی یہ ہے کہ جس کو صحیح معنوں میں خدا کا بندہ بننا ہے وہ دوسروں کا حق پورا ادا کرے اور اپنے حق کیلئے کسی انسان سے مطالبہ نہ کرے۔ ایک دوسرے صاحب نے فرمایا: "تم جاننا چاہتے ہو کہ خدا کی محبت کیا ہے؟" "اَلصَّفَاءُ صِفَّۃَ الاَحبَابِ" کہ اللہ کے دوستوں کی صفت، محبوبیت کی صفت صفا ہے، وہ لوگ جو اللہ سے پیار رکھتے ہیں ان کی صفت ہے، صفائے قلب...... اور یہ کیا چیز ہے؟ "وَھُم شَمُوسُ" ...... اور یہ وہ آفتابِ درخشاں ہے جس پر کبھی بادل کے سائے نہیں پڑتے۔

خواتین و حضرات! "خوبصورت لوگوں کی خوبصورت باتیں" ...... آپ کو تو صرف چھوٹا سا کام کرنا ہے، آپ کو شیخ عبدالقادرؒ نہیں بننا، علی بن عثمان ہجویریؒ نہیں بننا، ابوالحسن شاذلیؒ نہیں بننا، معین الدینؒ نہیں بننا، چلو وہ تو اپنے مقام پر ہیں۔ آپ کو تو چھوٹا سا کام کرنا ہے، آغاز ہی کرنا ہے، صرف ایک مرتبہ...... صرف ایک مرتبہ خلوصِ قلب سے...... جیسے اللہ فرماتا ہے، "فَاذکُرُو اللہَ کَذِکرِکُم اٰبَآئکُم" ایسے یاد کرو جیسے اپنے آباؤ اجداد کو کرتے ہو، محبت سے،

اُنس سے، اخلاص سے، مجھے ایک مرتبہ ہی ایسے یاد کرلو۔ ''اَوْ اَشَــدَّ ذِ کْــرًا'' اللہ کہتا ہے کہ دیکھو میں تمھیں بتا رہا ہوں کہ میں محبت چاہتا ہوں، محبت کرتا ہوں، میں خلوص چاہتا ہوں، خلوص دیتا ہوں، اسلیے میرے لیے دوسرا گمان نہ کرو...... جانوروں کا سا...... یہ میری insult ہے کہ میری رحمت کے ہوتے ہوئے، میری محبت کے ہوتے ہوئے تم ڈرتے اور کانپتے رہو۔ ایک اللہ کے ولی ڈرتے بہت تھے۔ اللہ سے بہت ڈرتے تھے۔ بے حد وحساب ڈرتے تھے پھر فوت ہو گئے۔ کسی اور ولی نے خواب میں دیکھا کہ اللہ نے کہا: ''اچھا تم زندگی میں مجھ سے بہت خوف کھاتے رہے، یہاں بھی خوف کھاتے رہو۔ یہاں بھی ڈرتے ہی رہو گے۔ میں نے کب کہا تھا تمھیں ڈرنے کو، میں تمھیں محبت کا کہتا تھا۔ تم خوف سے مرتے رہے ہو۔ میرا کیا قصور ہے اس میں''۔ اللہ کہتا ہے کہ: ''میں تو یہ کہتا ہوں: ''فَـاذْ کُرُو اللہَ کَذِ کرِ کُم آبَآئکُم'' مجھے ایسے یاد کرو، جیسے اپنے آباؤ اجداد کو کرتے ہو۔ پیار سے، اُنس سے، ''اَوْ اَشَدَّ ذِ کْرًا'' ذرا زیادہ تا کہ ایسے لگے کہ تم ہر چیز سے بڑھ کے مجھے یاد کرتے ہو۔ اللہ کی حرص تو آپ کے ساتھ یہ ہے۔ ''لَن تَـنَـا لُو البِرَّ حتیّٰ تُـنـفِـقُـوا مِـمَّا تُحِبُّونَ'' تم میری محبت نہیں پا سکتے، یہ مراد تمھیں مل نہیں سکتی جب تک کہ میرے لیے باقی محبتیں قربان نہ کرلو۔ خواتین وحضرات! کمال کی بات ہے۔ اس اللہ کو آپ، جابر و قہار وقہر میں شمار کرتے ہیں۔ اوّل و آخر محبت کی باتیں کرتا ہے۔ سب سے بڑا romantic تو اللہ خود ہے۔ سب سے بڑا romantist ہے وہ۔ ساری باتیں محبتوں کی کرتا ہے۔ وہ آپ کو نہیں ڈراتا۔ مسلمانوں کو نہیں ڈراتا۔ یہ غضب اور قہر دوسروں کیلئے ہے۔ آپ بتاؤ کہ ایک شخص اللہ کو مانتا ہی نہیں ہے تو وہ کس چیز کی رحمت کی توقع رکھتا ہے۔ ''قُل یٰعِبَـادِیَ الَّـذِیـنَ اَسـرَفُوا عَلٰی اَنفُسِہِم'' اللہ کہتا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ تم نے بہت گناہ کئے ہوں گے، ضرور کئے ہونگے۔ میں جانتا ہوں۔ ''فَلا تُـزَ کُّوا اَنفُسَکُم'' کوئی احمق اپنے آپ کو پاکباز نہ کہے۔ خدا کہتا ہے: ''فَـلَا تُـزَ کُّـوا اَنـفُسَکُم'' یہ دعویٰ ء پاکیزگی اور تقدس...... یہ سرابِ صحرا...... یہ حیوانگی...... تم میں سے کون ہے جو مقدس نکلے؟ کون اتنا معتبر ہے جو میرے سامنے پاکیزگی کا دعویٰ کرے؟ کوئی اپنے آپ کو مقدس نہ کہے۔ ''ھُـوَ اَعـلَـمُ بِمَنِ التَّقٰی'' یہ تو کوئی دوست ہی کہہ سکتا ہے نا، اگر میں کسی دوست کے سامنے، بچپن کے دوست کے سامنے، جوانی کے دوست کے سامنے بزرگی کے دوست

کے سامنے یہ دعویٰ کروں کہ میں تو بڑا پاکیزہ ہوں تو دوست کہتا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ تم کتنے پاکباز ہو۔

خدا کہتا ہے کہ میرے سامنے دعویٰ نہ کرو پاکیزگی کا...... "هُوَ اَعلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی" میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم کتنے پاکباز ہو، میں تمہیں اس دن سے جانتا ہوں جب میں نے تمہیں زمین کے دامن میں رکھا۔ بڑی پرانی بات ہے، یہ دوست بڑا پرانا ہے۔ "هَلْ اَتٰی عَلَی الاِنسَانِ حِینٌ مِّنَ الدَّهرِ لَم یَکُن شَیئًا مَّذکُورًا" میں اس دن سے جانتا ہوں جب تم کوئی قابلِ ذکر شے نہ تھے۔ ایسا proteus تھے۔ Paramecia caratum تھے۔ ایک غیر معقول سنگل سیل کی شکل میں تھے۔ تم تھے کیا اُس وقت؟ ذلیل و رسوا...... گندے اور بدبودار کیچڑ میں تم دفن تھے۔ تم کیسے یار! پاک ہو سکتے ہو، "هَلْ اَتٰی عَلَی الاِنسَانِ" پاکیزگی کے دعوے نہ کرو، مجھے پتہ ہے کہ تم سے خطائیں ہونگی، میں نے تمہاری خطائیں لکھ لی ہیں۔ نوٹ کیا ہوا ہے۔ ذرا بڑے بڑے گناہوں سے پرہیز کرنا۔ "وَلَم یَصِرُّ وا عَلٰی اَنفُسِکُم" اپنے گناہوں پر اصرار نہ کرو۔ جب تم ضد کرتے ہو کہ یہی کرنا ہے، یہی کرنا ہے، تو پھر کر لو۔ میں تو پھر اس کو لکھ لوں گا اور ضد نہیں کرنا۔ بڑا گناہ ضد کرنا ہے، کسی خطا پر مستقل ہونا ہے۔

> کوئی چھوٹا گناہ اس وقت بڑا گناہ ہو جاتا ہے جب اُس پر آپ ضد کرتے ہو اور بڑا گناہ، چھوٹا گناہ ہو جاتا ہے جس پر گزرتی ہوئی ہوا کے جھونکے کی مانند آپ گزر جاتے ہو۔

گناہوں میں بس اتنا سا فرق ہے۔ "اَلعَینُ مِنَ الجُملَةِ الخَطرَاتِ وَالغَینُ مِنَ الجُملَةَ الوَطنَاتِ" "غین حجاب" کی طرح تھوڑا سا دل پر پڑا اور پھر اتر گیا، مگر "رعین" میں نہ پڑو۔ مستقل کسی الیمے میں نہ پڑو۔ رجوع کرتے رہو اللہ کی طرف۔ رجوع رحمت کی طرف ہوتا ہے۔ اللہ کی رحمت کی طرف...... فرمایا: "قُل یٰعِبَادِیَ الَّذِینَ اَسرَفُوا عَلٰی اَنفُسِهِم" بڑے گناہ کیے، بڑے ظالم ہوئے تم، بڑے خسیس و خبیث نکلے۔ "کُونُوا قِرَدَةً خٰسِئِینَ" بڑے خسیس نکلے مگر دیکھو، سب گناہوں سے بڑا ایک گناہ ہے۔ صرف ایک گناہ...... "قُل یٰعِبَادِیَ الَّذِینَ اَسرَفُوا عَلٰی اَنفُسِهِم لَا تَقنَطُوا مِن رَّحمَةِ اللهِ" میری رحمت سے مایوس نہ ہونا، اِس سے

بڑا کوئی گناہ نہیں، کوئی گناہِ کبیرہ وصغیرہ اس سے بڑا نہیں "لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحمَةِ اللهِ" خدا کی شناخت نہ چھوڑنا، بخشنے والے کی پہچان نہ چھوڑنا، اُس دامن کو نہ چھوڑنا جس پر تمہاری ساری فلاح ومغفرت اتری، اسے کبھی نہ چھوڑنا، اسلیے کہ یہ اصول ہے، قانون ہے: "إِنَّ اللهَ يَغفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا" بے شک میرا قانون یہ ہے کہ میں تمام گناہ معاف کرتا ہوں، totality میں ان کو معاف کرتا ہوں، "جَمِيعًا" اسی لیے تو مجھے کہتے ہو کہ "إِنَّهُ هُوَ الغَفُورُ الرَّحِيمِ" اسی لیے تو میں غفور رحیم ہوں۔ اگر آپ غفور رحیم ہوتے تو لوگوں میں کتنی محبت سے مشغول ہوتے۔ میں تو تم سے بہت بڑا ہوں، بڑا عظیم ہوں، مجھے اپنے اسمائے گرامی کی بھی تولاج رکھنی ہے۔

مگر خواتین وحضرات! اب ایک شخص قبر تک پہنچا ہے، فرشتے پوچھتے ہیں: "مَن رَّبُّکَ" وہ کہتا ہے: وشنو، شیوا، درگا، سرسوتی......کالی......، وہ گھنشام لمبی سونڈ والا......اب اللہ اور کیا کرے؟ اللہ اور کیا کہے؟ بھئی جس شخص کو پہچان ہی نہیں ہے کہ اُسے بخشنے والا اللہ ہے۔ اللہ قبر میں آواز دیتا ہے، کہ میرے بندے نے جھوٹ کہا، اس کو پتہ ہی نہیں ہے کہ بخشنے والا کون ہے؟ خواتین وحضرات! وہ پھر آپ سے اعراض کرتا ہے اور بدترین سزا جو اللہ کسی بندے کو دیتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ اس کو بھول جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے اور ہم خدا کی یاد میں مستقل رہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ولی اللہ سے کسی نے پوچھا کہ یہ جو تم صبح وشام تسبیح کرتے رہتے ہو تو کبھی اللہ نے بھی تمہیں یاد کیا ہے۔ اُسنے کہا: "ربِّ کعبہ کی قسم ہے کہ وہ مجھے یاد کرتا ہے"۔ تو اُس نے کہا کہ تمہیں کیسے پتہ لگا۔ اُس نے کہا کہ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو؟ وہ کہتا ہے: "فَاذكُرُونِي أَذكُرْكُم" (تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا۔) بھلا اللہ کا وعدہ بھی کبھی غلط ہوسکتا ہے۔ کبھی اللہ کا لفظ بھی غلط ہوسکتا ہے۔

خواتین وحضرات! اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا گیا کہ اللہ کے رسول ﷺ کو کونسا کام اچھا لگتا تھا۔ فرمایا: "تھوڑا مگر متواتر"۔ پھر عبداللہ بن عمرؓ نے بڑے روزے رکھے کہ بیمار پڑ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "عمر! اتنا کام کر جتنا نفس تجھ پر بوجھ اٹھا سکے"۔ کم از کم ہم سب میں حسبِ استطاعت اتنا تو ہے کہ ہم اللہ کو تھوڑا بہت راضی کرنے کیلیے، دن ورات میں کبھی اُسے یاد کرلیا کریں۔ جب آپ یاد چھوڑتے ہو تو خدا آواز دیتا ہے کہ اے میرے بندے! آج

مجھ سے کون زیادہ عزیز ہوا کہ میری یاد بھی بھول گئے۔

سوال: کسی کی غیر موجودگی میں اس کیلئے دعا کرنا کیسا ہے؟

جواب: دعا ضرور قبول کی جائے گی کسی کی غیب میں...... مگر یہ نہ ہو کہ اگلے دن آپ اُسے بتانا شروع کر دو کہ میں نے تمہارے لیے دُعا مانگی تھی۔ ''یٰاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُو الَا تُبطِلُوا صَدَقٰتِکُم بِالمَنِّ وَالاَذٰی'' تو اپنی اچھی باتیں اور صدقات بتا کر اور جتا کر ضائع مت کرو۔ ایذا پہنچا کر ضائع مت کرو۔ اگر آپ واقعی کسی کیلئے مخلص ہیں تو مجھے یاد آیا کہ جناب حضرت علیؓ بیٹھے تھے۔ ایک شخص بڑی تیزی سے پاس سے گزرا تو حضرت علیؓ نے پوچھا: ''بھئی! اتنی جلدی کیا، رکو تو سہی''۔ اُس نے کہا: ''یا علی! بھائی قریب المرگ ہے۔ میں بہت پریشان ہوں، اُس کیلئے عبادت کرلوں''۔ تو علیؓ نے فرمایا: ''چاہتے نہیں ہو کہ بھائی شفا پا جائے''۔ وہ رکا، اُس نے کہا: ''علی! تمہیں ایسے وقت پر مذاق سوجھ رہا ہے۔ بھلا کون نہ چاہے گا کہ وہ شفا پائے''۔ کہا: ''میرے پاس آؤ، ایسے دُعا مانگو'':

''یَاحَلِیمُ یَاکَرِیمُ اشفِ فلاں ابنِ فلاں''

یہ جنابِ علیؓ نے اُس کو دعا عطا فرمائی۔

دوسروں کیلئے دعا کرتے ہوئے ہم غیر جانبدار ہوتے ہیں یا ہمارے emotions خالص ہوتے ہیں۔ جیسے ہم بددعا میں personal ہوتے ہیں، اسی طرح دعا میں ہم ایک پُرخلوص emotions کے مالک ہوتے ہیں۔ اپنے لئے دعا مانگتے ہوئے ہم لاعلمی کا شکار ہوتے ہیں۔ بڑی غور طلب بات ہے کہ جب ہم اپنے لئے دعا مانگ رہے ہوتے ہیں تو ہماری ایک immediate خواہش ہوتی ہے۔ فرض کرو ایک خاتون دعا مانگ رہی ہے کہ یا اللہ! جلدی کرنا، میرا کہیں سلسلہ ہی بن جائے اور خدا جلدی کر دیتا ہے مگر اُس نے یہ تو نہیں دعا مانگی نا، کہ بیچ میں اللہ کرے میری سات دن بعد divorce نہ ہو۔ جس طرح ایک مرد دعا کرتا ہے کہ یا اللہ! مجھے بڑی حسین بیوی دے دے، وہ اُسے قبول ہے پھر بھی اللہ میاں اس کو دے دیتا ہے۔ تھوڑے دن بعد وہ آفت کی پرکالا نکلتی ہے اور وہ اس سے پناہ مانگ رہا ہوتا ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ سارے رزق کے معاملے میں، اپنے personal، معاملے میں، reference، personal سے

سوچتے ہوئے ہم کسی معتبر علم کے مالک نہیں ہوتے اور دُعا میں اللہ نے یہ قانون لگایا ہے کہ اللہ آپ پر مہربان ہے، آپ کا دوست ہے تو generally آپ کی دُعائیں قبول نہیں کرے گا۔ کیونکہ آپ وقتی angle، local سے اور local جبر سے دعائیں مانگتے ہو اور اللہ آپکی پوری زندگی کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور قانون یہ ہے کہ "کُتِبَ عَلَیکُمُ القِتَالُ وَھُوَ کُرہُ لَّکُم" ہم تمہیں خدا کے رستے میں لڑنے کا حکم دیتے ہیں اور تم کراہت کھاتے ہو اور سنو اصول یہ ہے کہ

"وَعَسٰی اَن تکرَھُوا شَیئًا وَّ ھُوَ خَیرُ لَّکُم"

(کسی چیز سے تم کراہت کھاتے ہو اور اُس میں خیر ہوتی ہے)

"وَعَسٰی اَن تُحِبُّوا شَیئًا وَّ ھُوَ شَرُّ لَّکُم"

(اور کسی چیز سے تم محبت رکھتے ہو اور اس میں شر ہوتا ہے)

"وَاللہُ یَعلَمُ وَاَنتُم لَا تعلَمُونَ"

(اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے)

اگر کسی کی دعا قبول نہیں ہو رہی تو اُس کی صرف یہ وجہ ہوتی ہے کہ ہم نہیں جانتے، مگر اللہ جانتا ہے۔ اسکے علاوہ کوئی دعا نا قبول نہیں کی جاتی، مگر suspend کر دی جاتی ہے۔ ہر دعا کا اجر لکھا جاتا ہے۔ جتنی suspend ہوگی اُتنی آسمانوں پر درج ہوگی۔ اللہ اُس کا ثواب رکھ چھوڑتا ہے اور قبول وہ دعائیں کرتا ہے جو آپ کی زندگی کیلئے بہتر ہوں بشرطیکہ آپ نے اُس کو خدا جان کے اُس سے دعا مانگی ہو۔

سوال: Negative thinking کو Positive مختصر ترین طریقے سے کیسے کیا جا سکتا ہے؟

جواب: accountability کا centre دو چیزوں سے ہے۔ اعتدال سے اور مرکزی تصور سے...... کیونکہ ذہن بکھرا رہتا ہے اسکے لیے ایک مرکزی تصور چاہیے۔ دو standards ہیں۔ وہ دو standards میں سمجھتا ہوں کہ آج بھی زندگی کے راہنما ہیں۔ آپ مسلمان ہیں تو آپ کیلئے تو تکلیف کی بات نہیں ہے کہ آپ accountability کا centre اللہ کو جانیں اور اعتدال کو خدا کی صفت سمجھیں۔ ہمیں یہ جاننا چاہیے کہ کیا ہم اعتدال پر ہیں یا ہم نے واقعی اپنی

زندگی کی جوابدہی کیلئے کس چیز کو چنا ہے۔ کیا میرا selfمجھے کسی چیز کیلئے force کر رہا ہے یا میں نے خدا کی روشنی میں فیصلہ کیا ہے؟ یہ دو چیزیں آپکی تمام عمر کیلئے ہدایت بنیں گی۔

اگر عمل سے پہلے تھوڑی دیر کیلئے آپ یہ سوچ لو کہ اسکی accountability کیا ہے۔ اسکے بارے میں اللہ کیا کہتا ہے اور extremityسے بچو تو آپ اعتدال پر ہو۔ آپ کا اعتدال، آپ کاhuman testہے یہ جو اللہ نے کہا: "اَحسَنِ تَقوِیم" تو یہ آپ کو چاہیے۔ اعتدال چاہیے۔ معتدل مزاج چاہیے۔ کسی قسم کی بھی extremity آپ کو اپنے آپ سے بھی دور کر دیتی ہے اور خدا سے بھی دور کر دیتی ہے۔ These are only two points which are very very interesting. اور اس میں reference کیلئے جب آپ کوdoubtہو کہ کس سے reference کرو۔ تو ہو سکتا ہے کہ آپ کو دس دن کے بعد اللہ کی یاد آئے تو وہ خلوص بنے گا نہیں۔ یہ جو تسبیح الٰہیہ کو آپ Incessing, continuous, reference سمجھتے ہیں۔ ایک تسبیح اللہ کو جاری ہو تو اُس کو پتہ ہوتا ہے کہ یہ صبح و شام، دوپہر ہر وقت میری یاد میں مصروف ہے، یہ مجھی سے guidanceطلب کرتا ہے، رحم طلب کرتا ہے تو اسکے سوا کچھ بھی نہیں ہے کہ اُس کی تمام رہنمائی اللہ سے شروع ہو اور Positive thinking بندہ معتدل رہے۔

سوال: قدرت اللہ شہاب نے جو روحانی تجربات لکھے اِس کے بارے میں آپ کی رائے جاننا چاہ رہے ہیں۔

جواب: as a general human being he was ok. اب بھی ہمارے ہاں بہت سے لوگ ہوتے ہیں، جو پڑھے لکھے ہوتے ہیں، دانشور ہوتے ہیں۔ ان میں علمیت و فضلیت تھوڑی بہت mixہوتی ہے مگر جہاں تک تصوف کی بات ہے شاید شہاب صاحب کو اس میں کوئی جگہ ایسی نصیب نہیں تھی جسکے لئے انکو credit دیا جاتا ہے۔ تصّوف کے کچھ بنیادی scientificاصول ہیں۔ یہ Science of the sciences ہے۔ اُس لحاظ سے جتنا بھی آپ پڑھو گے یا جتنے بھی انکے تجربات کے ذکر ہیں یہ محض obsessionsلگتے ہیں۔ اس میں کسی قسم کا تصوف کا کوئی عنصر نظر نہیں آتا۔ as a gentleman, yes! he

should be respected, regarded. اور اگر وہ تسبیح پڑھ رہے ہیں اور آپ کو دے رہے ہیں تو بھی قابلِ قبول ہے۔

اسی طرح میں جناب واصف علی واصف صاحب کو بھی جانتا ہوں۔ جہاں تک ان کا مطالعہ وعلم ہے۔۔۔۔۔he is literally esthete اسکےعلاوہ بڑی عجیب سی بات ہے کہ اگر ہم انکے تصوف کے معیارات کا اندازہ لگائیں تو ان کا تصوف سے کبھی کوئی واسطہ نہیں رہا۔ جیسے بیعت پر اصرار ہے، دوسری چیزوں پر اصرار ہے تو اس قسم کی کوئی چیز تصوف میں exist نہیں کرتی بلکہ آپ دیکھو کہ شروع میں تمام صوفیاء individulas تھے اور ان کی کہیں بیعتیں وغیرہ نہیں تھیں جیسے حضرت رابعہ بصریؒ ہیں، ذوالنون مصریؒ ہیں، خواجہ حسن بصریؒ ہیں، سری سقطیؒ ہیں، حضرت بایزید بسطامیؒ ہیں تو ان کے کوئی استاد نہیں تھے۔ ان کا استاد اللہ تھا اور یہ محبت وانس سے آپس میں بات کر لیتے تھے مشورت کیلئے۔ بیعت تو بہت دنوں کے بعد آئی۔ جب جنید بغداد سید الطائفہ کہلائے تو پھر ان کے مریدین کا سلسلہ شروع ہوا، ورنہ پہلے کسی کی کسی سے کوئی بیعت نہیں ہوتی تھی مگر چونکہ خدا کے رستے میں بہت سارے استاد موجود تھے۔ شرفاء اور انکے معزز موجود تھے جیسے حضرت سیدنا علی بن عثمان ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ میں خراسان کے پہاڑوں سے گذرا تو تین سو ساٹھ اللہ کے ولی عبادت کرتے ہوئے نظر آئے۔ کچھ خوش نظر، کچھ خوشحال، کچھ خوش مقام تھے۔ میں نے تھوڑا تھوڑا سب کو دیکھا، تو یہ تو ہوسکتا ہے کہ اللہ کے دوستوں کا کچھ نہ کچھ آپ یقین کرتے ہو کیونکہ طریقِ فکر جدا ہوتے ہیں۔ جیسے کوئی نوریہ سلسلے کا بزرگ ہے تو اس کا طریقِ فکر ایثار ہوگا۔ جیسے محتسبیہ سلسلہ ہے، ان میں احتساب بہت کڑا ہے۔ اس طرح مختلف صوفیاء، جو اعلیٰ ترین صوفیاء گزرے ہیں وہ زندگی کی ایک چیز کو اصول بنا لیتے ہیں اور اسکی مثال یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس کوئی شخص آیا اور پوچھا "یا رسول اللہ ﷺ! مجھے ایک بات بتایئے جس کو میں ساری زندگی follow کروں"۔ فرمایا: "جھوٹ نہ بولو، تو کچھ عرصے کے بعد وہ پلٹا اور کہا کہ میں تو عذاب میں پڑ گیا۔ ایک جھوٹ نہ بولنے کی وجہ سے مجھے سارے ہی گناہ چھوڑنے پڑ گئے، تو اصولاً ایک بھی چیز اگر آپ اپنے آپ میں ڈھالو گے تو وہی آپ کو ایک مضبوط اور ہمہ گیر approach دے گی اور اخلاق کو بہتر بنانا تصوف ہے تا کہ خدا سے آپ کی دوری نہ ہو جائے۔

تمام بڑے صوفیاء کے نزدیک تصوف صرف اخلاق کا نام ہے۔
سوال: یہ جو ملامتی سلسلہ ہے اور جس طرح سرمد اور منصور کا معاملہ ہے تو یہ کیا ہے جیسے آپ نے فرمایا کہ تصوف science ہے۔
جواب: منصور حلاج کے بارے میں جو ہر وقت دو opinion رہیں اور personally I would have good opinion about him. اسکی وجہ یہ ہے کہ intellectualism کی جس بنیاد پر وہ کھڑا تھا اس میں ملامت کا جو دعویٰ اس نے کیا وہ کسی صورت پختہ کار دعویٰ نظر نہیں آتا۔ یہ کہنا تو بڑا آسان ہے حلاج کی طرح کہ I'm the truth, I'm the reality, I'm the God. تو اس میں مجھے ملامت بھی نظر نہیں آتی بلکہ confusion نظر آتی ہے۔ ویسے تو اسکے ہم عصر دو historians ہیں، ابنِ نصیر اور ابن ندیم...... ان کا خیال یہ ہے کہ جب انڈیا کی سیاحت کر کے واپس آئے تو وہ بہت سی tricks اور momentary اپنے ساتھ لائے۔ He was very intelligent اسکی شاعری بھی بہت اچھی ہے اور اُس شاعری میں کچھ آسان چیز لگتی ہے کہ متصوفانہ شاعری ضرور ہے۔
میرے شیخ سیدنا علی بن عثمان ہجویریؒ اُس کے بارے میں اچھی رائے رکھتے ہیں۔ اسکے باوجود جدید دور میں جو کچھ ملامت میں آ رہا ہے، میں شیخ کی رائے کے باوجود نہیں سمجھتا کہ He had a very right opinion. خاص طور پر میں دیکھتا ہوں کہ اُس نے اپنے گھر میں ایک چھوٹا سا کعبہ بنایا ہوا تھا اور لوگوں کو کہتا تھا کہ اس کا بھی حج کر لو تو یہ کعبے کے حج کے برابر ہے۔
''ملامتیہ'' کا مطلب بالکل غلط سمجھا جاتا ہے۔ ''ملامتیہ'' کا مطلب یہ نہیں بلکہ اپنے آپ کو خدا کے حضور میں ذلیل رکھنا، ذلت وپستی دینا یا خلق سے گریز کرنا، یا تعریف وتوصیف سے گریز کرنے کا نام ملامت ہے کہ جو ملامت سے خوشی پائے اور شیخ بایزید بسطامیؒ سے ''ملامتیہ'' کا آغاز ہوا ہے۔
سیدنا ہجویریؒ نے بھی ایک واقعے میں ملامت کی وجہ سے ایک دل کی گرہ کھلنے کا ذکر کیا ہے۔ شیخ بایزیدؒ کا بھی ذکر کیا ہے کہ جب وہ وطن لوٹے تو بے تحاشہ دنیا ان کے استقبال کیلئے بڑھی اور پھر انہوں نے ایک روٹی کا ٹکڑا رمضان میں کھانا شروع کر دیا تو لوگوں نے کہا کہ جو اتنا بدتمیز ہے کہ رمضان کا احترام نہیں کرتا وہ ولی کیسے ہو سکتا ہے اور سارے پلٹ گئے تو خلق کی ملامت کے عوض، اپنی ملامت

کی گرہ کشائی کرنا، مگر ''ملامتیہ'' بڑا dangerous رستہ ہے کہ اس میں ایک فیصد سچے اور ننانوے فیصد جھوٹے ہوتے ہیں اور ملامت کے نام پر ہمیشہ خلقت کے ساتھ بہت بڑا فراڈ ہوا ہے۔ آج کے دور میں تو اسکی ویسے ہی کوئی ضرورت نہیں ہے......

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلاَغ

Religion and Present Trends of Cultural Enlightenment

اَعُوذُ بِاللّٰہِ السَّمِیعِ العَلِیم مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیُم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّ حْمٰنِ الرَّ حِیْمِ

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰناً نَّصِیْراً

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُونo وَسَلامٌ عَلَی الْمُرسَلِیْنَo

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنo

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِک وَسَلِّمْ

خواتین وحضرات! تھوڑی سی cultural disturbance کی وجہ سے، جب سے صبح کے اوقات بدلے، میری طرف سے یہ معذرت قبول فرمایئے کہ چھٹی کے دن اور آرام کے دن آپ کو اتنی جلدی اس speech کے سننے کیلئے زحمت دی۔ یہ بہت بڑا cultural difference ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام جدید cultural differences کو قبول نہیں کرتا مگر جب آپ رات بہت لیٹ سوئیں گے، صبح بڑی دیر سے اٹھیں گے اور سوئے رہیں گے تو حضورﷺ نے فرمایا...... (میں دو احادیث آپکی تسلی کیلئے بیان کر رہا ہوں۔ آپ کی اجازت کیلئے نہیں بیان کر رہا......) کہ "اللہ نے قلم اٹھالیا اس پر سے جو بچہ ہے، جو سویا ہوا ہے اور جو مجنون

ہے۔ ''پھر جب ایک دوسری حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''نماز جب ملے پڑھ لیا کرو۔'' تو اصحابِ رسول ﷺ کو بڑی خوشی ہوئی کہ صبح کی نیندیں اس وقت بھی بڑا problem تھیں اور اس میں اتنی کھلی اجازت حضورِ گرامی مرتبت ﷺ نے بخشی کہ چھوڑا نہ کرو، جب آنکھ کھلے نماز پڑھ لیا کرو۔

''culture عجب ہے۔ گہرے سمندروں میں جیسے اچانک کوئی مچھلی اُچک لے اور پھر وہی خاموشی ہو جائے تو تہذیب کے سکوت کے دامن سے کبھی کبھی کوئی خیال آور شخصیت اس طرح اٹھتی ہے کہ تھوڑی دیر کیلئے اس میں ہلچل آتی ہے اور پھر وہی خاموشی طاری ہو جاتی ہے۔''

جتنے بھی cultural، aspects ہیں وہ تہذیب کے دامن میں حیرانگی کا تأثر پیدا کرتے ہیں۔

''ایک جرأتِ خیال ہے، اظہارِ نو ہے جو یکسانیت سے اور زندگی کے فرسودہ نظام سے اور تہذیبوں کی پائیدار روایتوں کے دامن سے ایک بغاوت، ایک خلفشار، ایک حادثہ، ایک سانحہ ہے۔''

اور اِس پوری ثقافتی سوچ کی اُس وقت تک، کوئی پائیدار حیثیت پیدا نہیں ہوتی، جب تک کہ تہذیب اسے پہچان نہ لے یا اس کے مطابق اپنے اندر تبدیلی نہ کر لے۔ یوں سمجھئے کہ

''culture ایک صاف ستھرے پانی کا پہاڑی نالہ ہے، جو اچھلتا کودتا، ٹکراتا، بپھرتا، بکھرتا ہوا، جب زمین پر اُترتا ہے، میدانوں میں آتا ہے تو پھیلتا ہے اور سست ہو جاتا ہے۔''

کلچر اور تہذیب میں یہ بنیادی فرق ہے کہ اس کی پہاڑی منزل کو ہم کلچر کہتے ہیں اور اسکے زمین میں نفوذ کو، پھیلاؤ کو، میدان میں دریاؤں جیسی وسعتوں کو ہم تہذیب کہتے ہیں۔

تہذیب اور کلچر میں بڑا بنیادی فرق ہوتا ہے۔ کسی بھی individual کا کسی بھی situation سے بور ہو جانا اور زندگی کے اداس لمحوں میں کوئی نئی اور تازہ کاوش کرنا، حالات کو بدلنا، رسم و رواج کو بدلنا ایک cultural effort ہوتی ہے۔ کلچر اس فوجی جنرل کی بغاوت کی طرح ہے کہ جو کامیاب ہو جائے تو ہیرو اور محبِ وطن اور اگر ناکام ہو جائے تو غدارِ وطن اور گردن زدنی ہوتا ہے۔ ثقافت بڑی funny definition رکھتی ہے۔ بظاہر grammaticaly speaking یا اس کے dictionary origin کے مطابق سادہ سی زمین کی کاشت یا

مخصوص انداز یا مخصوص ماحول میں کسی جرثومے کی افزائش کو کلچر کہتے ہیں اور یقیناً society کے دامن میں، تہذیب کے دامن میں جب کوئی نیا جرثومہ کوئی جگہ بناتا ہے تو وہ نیا کلچر ہوتا ہے۔ نیا میڈیا یا تمام ذاتی fashions تمام علوم کی معرفت، تمام mannerism کلچر سے پیدا ہوتے ہیں۔ کلچر ہی زندگیوں کے تواتر کو توڑتا ہے۔ کلچر کا امتحان زمان و مکاں میں ہے۔ بسا اوقات ثقافت یا کلچر تہذیب کا بالکل اسی طرح جزو بن جاتی ہے جیسے برصغیر میں ہندومت اتنی گہری جڑیں رکھتا تھا کہ اس نے اپنے اندر کسی ثقافتی مذہب اور تہذیب کو پیدا نہ ہونے دیا۔ نہ اس نے بدھ مت کو چھوڑا، نہ جین مت کو چھوڑا اور مسلسل ایک ہزار سال کی جدوجہد کے بعد وہ اسلام سے خدائے واحد کا تصور تو نہیں چھین سکا مگر ہماری زندگیوں میں، ہمارے چھوٹے چھوٹے معمولات میں ایک بھرپور انداز میں ہندو اثرات وارد ہونا شروع ہو گئے اور ہیں اور یہ دونوں تہذیبوں کے تصادم کی وجہ سے ہے۔ Islamic culture کی وجہ سے جو برصغیر میں آیا اور اس کی وحدانیت کے culture نے، مساوات کے culture نے اتنی تیزی سے لوگوں کو متاثر کیا کہ آج بھی ڈیڑھ دو ارب سال کے اس تہذیبی پس منظر میں cultural aspects کی وجہ سے اور مذہبی culture کی وجہ سے پچیس کروڑ لوگ مسلمان ہیں جو کسی زور و جبر سے مسلمان نہیں ہوئے بلکہ اسلام کے اصولوں کی اُس تازگی کی وجہ سے ہوئے، اُس cultural force کی وجہ سے ہوئے جو اس فرسودہ ''اصنام پرست'' تہذیب کے دامن میں ایک نیا شگوفۂ تہذیب تھا۔

بعض اوقات لوگ کہتے ہیں کہ culture پروفیسروں کا ڈھونگ ہے، ادا ہے، ٹیکنیک ہے۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں یہ معتبر علمی شخصیتیں اپنے انداز و بیاں میں کچھ علمی علیحدگی تخلیق کرتی ہیں اور اس وجہ سے ہر یونیورسٹی اپنے ماحول کا ایک نیا cultural flow دیتی ہے۔ قائداعظم یونیورسٹی کچھ اور سیکولر کلچر دے رہی ہوگی اور پنجاب یونیورسٹی کچھ اور کلچر دے رہی ہوگی۔ پروفیسر Wan Dieg نے کہا کہ ''کلچر'' پروفیسروں کی تخلیق ہے اور پروفیسروں کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اس سے اپنے جیسے پروفیسر بنائے جائیں جو تھوڑا عرصہ گزرنے کے بعد پھر اسی قسم کے پروفیسر تخلیق کرنا شروع کر دیں۔

کلچر تہذیب کے وجود سے علیحدہ پنپ نہیں سکتا۔ بعض اوقات کلچر موسمی تغیرات سے پیدا ہوتا ہے مگر کم علمی اور جہالت اسے کسی نہ کسی مذہب کا جزو بنا دیتی ہے۔ حبس، قبضِ حالات، تنگی، سورج کی حدت، موسم گرما کی شدت جب انسان برداشت کرتا ہے تو تھوڑے سے عرصے

کیلئے جب تازہ ہوا چلتی ہے تو بچے، بوڑھے، جوان سارے چھتوں پر چڑھتے ہیں، ہوا enjoy کرتے ہیں اور اسکا نام بظاہر موسمی حالات کے تحت بسنت رُت رکھا جاتا ہے اور ایک بڑی cheap (سستی) سی مشغولیت، ایک سستا مگر شاید واحد کھیل جو صرف یہاں (برصغیر میں) ہی نہیں بلکہ دنیا میں جہاں کہیں بھی جائیں گے، جہاں ہوا چلے گی پتنگ بازی کے شوقین ضرور پتنگ اڑائیں گے مگر کم علمی کا نتیجہ یہ ہے کہ کسی نے اسے enlightenment کا حصہ بنالیا ہے اور کسی نے اسے مذہبی جنون کے خلاف کوئی بڑی کارکردگی سمجھی ہے اور قطع نظر اس بات سے کہ وہ بچہ جو پتنگ اڑا رہا ہوتا ہے نہ ہندو ہوتا ہے نہ مسلمان...... وہ ابھی اپنی شعوری گرفت میں نہیں آیا ہوتا۔ اگر کوئی بہت احتیاط برتو گے تو میرا خیال ہے کہ اپنے نظام برقیات کو بچانے کیلئے کوئی بندوبست کرنا چاہیے چہ جائیکہ آپ ایک چھوٹے سے weather change کو اتنا بڑا اخلاقی، قانونی اور مذہبی عنصر بنالو۔ ایک اور بڑے خوبصورت پروفیسر تھے، انہوں نے کہا:

> ''غریب کو کلچر سے کوئی واسطہ نہیں۔ غریب سے کہہ دو کہ کلچر تمہارا نہیں ہے۔ نہ تم culture کھا سکتے ہو نہ بیچ سکتے ہو، اسلئے تمہارا کلچر سے کوئی واسطہ نہیں۔ تم خبردار رہا کرو اے غریب لوگو کہ کلچر تمام تر تمہاری بنیاد پر ہی کھڑا ہوتا ہے اور سب سے زیادہ وہ تمہیں ہی neglect کرتا ہے''۔

کبھی کبھی کلچر highest education کے مخصوص انداز کو کہتے ہیں، علم و ادب کی معرفت کو کہتے ہیں فنونِ لطیفہ کی معرفت کو کہتے ہیں۔ پھر جو لوگ ان میں involve ہوتے ہیں وہ colleges اور وہ یونیورسٹیاں اپنے اندازِ فکر کو جدا کر لیتی ہیں، moods جدا کر لیتی ہیں، اٹھنے بیٹھنے کے انداز میں فرق آجاتا ہے۔ آرٹسٹ مختلف انداز سے behave کرتا ہے۔ شاعر مختلف طرح behave کرتا ہے۔

مخصوص طرز کے مخصوص گروہوں کے مخصوص انداز کو بھی کبھی کلچر کہا جاتا ہے مگر اصل میں کلچر جدت اور اختراع ہے، ایک احتجاج ہے۔ وہ ذہین لوگ، وہ جوان لوگ جو بنیادی طور romantists ہوتے ہیں اور کم از کم تین بغاوتوں سے آشنا ہوتے ہیں۔ Tyranny of the Government, tyranny of religion and tyranny of parents. کوئی اٹھنے والا نوجوان جو ذہن رکھتا ہے وہ پچھلی اقدار سے بغاوت کرتا ہے۔ ہم romanticism بغاوت اور احتجاج کو کہتے ہیں۔ چناؤ کو، حسن و خوبصورتی کے چناؤ کو بھی کلچر

کہتے ہیں اوران بندشوں کے خلاف احتجاج کو بھی کلچر کہتے ہیں جوفرسُودہ تہذیبی اقدار نے ہم پر لگائی ہوتی ہیں۔

مذہب کا معاملہ بڑا جدا ہے۔ مذہب بہت بڑی اصنام پرست تہذیب میں، بھولی بھٹکی ہوئی تہذیب میں، ایک جامد اور مردہ تہذیب میں مسلسل حرکت اور اعلیٰ ترین ideals کے ساتھ وارد ہوتا ہے۔ مذہب بذاتِ خود کلچر ہے جو کسی بھی تہذیب کے خلاف احتجاج سے کھڑا ہوتا ہے اور کسی بھی کلچر کا دوام اس کے high idealism میں ہوتا ہے۔ جب تک کوئی کلچر زمان ومکاں کی دسترس سے نہ گزرے، transition سے نہ گزرے، change کو برداشت نہ کرے اس وقت تک اس کلچر کو پائیداری نصیب نہیں ہوتی۔ مذہب اس دنیا میں واحد کلچر ہے کہ جو نہ صرف اپنے احتجاج سے، اپنے اصول سے تہذیبوں کو متاثر کرتا ہے، ان کے اصول بدلتا ہے بلکہ مدتوں کیلئے، قرن ہا قرن کیلئے، سالہا سال کیلئے نئی تہذیبوں کے معیار قائم کرتا ہے۔ اسلام کی تو بات ہی جدا تھی۔ اسلام صرف انسانوں کی آسانی کیلئے آیا ہے اور کیا عجب بات ہے کہ اسلام کا مسلسل یہ دعویٰ ہے کہ میں لوگوں کی آسانی کیلئے ہوں۔ جو اسلام کے خلاف تہذیبیں پنپیں گی، flourish ہونگی، بڑھیں گی ان میں ضرور ایسی شدتیں ہونگی، ایسی پابندیاں ہونگی جو اسلام میں نہیں ہیں۔ دورِ حاضر کو دیکھ لیجیے خواتین وحضرات! simple سی بات ہے کہ آج اسلام secularism کو confront (مقابلہ) کر رہا ہے Christiandom کو confront کر رہا ہے۔ اسلام نے socialism کو confront کیا ہے، اسلام نے سب کو قبول کیا ہے۔ اسلام نے democracy کو قبول کیا، مگر ان کی immoralities (بدفعلیوں) کو قبول نہیں کیا۔ اسلام نے secularism کی محنت اور دیانت کو قبول کیا ہے مگر ان کی مادر پدر آزادی کو قبول نہیں کیا۔ اسلام اتنا فراخ دل تھا کہ اپنے خلاف جملہ اعتراضات کو قبول کیا اور سختی سے اپنے پیروکاروں کو منع کیا۔ This is the first ever law in the history of humankind. کہ اسلام نے خدائی حکم کے تحت یہ کہا:

"لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّین"

(دین میں کوئی جبر نہیں)

کوئی ہندو رہنا چاہے، رہے، کوئی کافر رہنا چاہے، رہے، کوئی Christian رہنا چاہے، رہے۔ دین میں کوئی جبر نہیں۔ اسلام واحد مذہب تھا جو liberties کا، ذہنی liberties کا،

liberties of choices کا یہ تصور دے رہا ہے کہ "خبردار کسی کی ثقافت کو بُرا مت کہو، تم ان کے بتوں کو بُرا مت کہو، تم ان کے مندروں کو بُرا مت کہو۔ کیوں؟ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سچے خدا کو بُرا کہیں، پھر تمہیں زیادہ بُرا لگے گا"۔ جو رواداری ، جو اخلاق، جو social independence اور جو ایک کائناتی behaviour کی مثال Islamic culture نے قائم کی وہ دورِ حاضر میں آج بھی کوئی دوسرا system اسلام کی طرح قبول کرنے پر راضی نہیں ہے۔

خواتین و حضرات! ایک بہت بڑی غلط فہمی کا ازالہ کرتا چلوں Today Islam is being known by Muslims. سچائی سچائی کے ساتھ ہوتی ہے۔ Truth is with the truth. سچائی لوگوں کے ساتھ نہیں ہوتی۔ لوگ یا سچائی کیساتھ ہوتے ہیں یا اس کے مخالف ہوتے ہیں۔ سچائی لوگوں کے ساتھ نہیں ہوتی۔ اسلام کو جب بھی آپ کو سمجھنا ہوگا، جاننا ہو گا، تو اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نظر سے دیکھنا ہو گا، اس کی practical demonstration سے دیکھنا ہوگا۔ اسلام کو آپ مولوی کی نظر سے نہیں دیکھ سکتے۔ اسلام کو آپ مسلمانوں کی نظر سے نہیں دیکھ سکتے۔ ایک زوال پذیر Muslim society میں بنیادی اسلامی قوانین suffer کر رہے ہیں۔ اسلام کسی مولوی کی اجارہ داری کا قائل نہیں ہے۔ اسلام اسی طرح کسی secular کو بھی یہ اجازت نہیں دیتا کہ اپنے چند moods کی خاطر اس کے basic laws کو بدل لیں۔ اسلام خدا کا دین ہے and the first in the most important thing about this کہ اسکا تخلیق کرنے والا وہ ہے جو خالق ہے، جو اپنی مخلوق کی اندرونی اور بیرونی تمام عادات، خصائل اور صلاحیتوں کو بنانے والا ہے۔ جاننے والا نہیں ہے، بنانے والا ہے۔ اس کو پتہ ہے کہ لوگ کیسے feel کرتے ہیں۔ اس کو پتہ ہے کہ لوگ کیسے behave کرتے ہیں۔ اسی نے تو ہر ذی حیات میں اس کے behaviorism کی basic code تخلیق کی ہے۔ کوئی culture کوئی society، کوئی معاشرہ ربِّ کائنات کو دھوکہ نہیں دے سکتا، مکر نہیں کر سکتا۔

"وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۖ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ" (ال عمران ۳:۵۴)

(اور انہوں نے چال چلی اور اللہ نے چال چلی اور وہ بہترین چال چلنے والا ہے۔)

اللہ کی نظر کائنات پر ہے، زمانوں کے تمام ادوار پر ہے، زمین و آسمان پر ہے، تمام تخلیقات پر ہے،

پھر وہ لوگ جو ایک century میں پیدا ہوتے ہیں یا ایک decade میں پیدا ہوتے ہیں وہ کس طرح خدا کے علم کو جھٹلا سکتے ہیں؟ کیسے یہ ممکن ہے کہ میں ایک century میں پیدا ہو کے یہ دعویٰ کروں کہ میں اس ربّ کائنات کے علم سے آگے بڑھ گیا جس نے نسلِ انسان کی ابتدا کھنکھناتے ہوئے کیچڑ سے کی اور جس نے اس کائنات کی، اس دنیا کی انتہا لکھ لی، اور جس نے سورج کے بجھنے کا ذکر کیا ہے، ستاروں کے ٹوٹنے کا ذکر کیا ہے، جس نے پورے عرصہء حیات کو دو چار آیات میں سمیٹ دیا ہے۔ ہم کیسے اس کے علم کو challenge کر سکتے ہیں۔ پاکستان میں pseudo intellectuals کی بھرمار ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ pseudo intellectuals اپنی چند خامیوں کی justification کیلئے نیا کلچر تخلیق کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ہر آمر مطلق کی ایک مجبوری ہے کہ وہ کسی independent opinion (آزادانہ رائے) کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ Every dictator is surrounded by scoundrels. بحرانِ علم یہ ہوتا ہے کہ کوئی بھی آمرِ مطلق یا جابر اپنے ارد گرد ان کمتر عقلوں کو جمع کرتا ہے کہ جن کا اعلیٰ ترین talent اس آمرِ مطلق کی خوشامد ہوتا ہے اور خواتین وحضرات! ایسے ہی بہت سے لوگ جلال الدین محمد اکبر کے گرد جمع تھے۔ ان کو پتہ تھا کہ بادشاہ ان پڑھ ہے، جاہل ہے So they tried to create a new culture اس کے دعویٰء نبوت پر اس کو مائل کیا۔ موصوف نے دینِ الٰہی تخلیق کیا جس میں تمام ادیان کی مروّجہ رسوم جمع کر دیں اور اسے نئی روشنی اور نیا اخلاق کہا، کچھ ایسے ہی لوگ سلطان محمد تغلق کے گرد بھی جمع تھے۔ The wisest fool of India. جو اپنی ذاتی پسند اور اپنے ذاتی عروج کو ہوا دینے کیلئے کچھ بھی کر گزرتا تھا۔ جب ارد گرد کے بہت سارے لوگ کم علمی اور جہالت کے باوجود آپ کو یہ کہہ رہے ہوں کہ ماشاء اللہ! آپ بڑے ذہین اور دانشور ہیں اور فضول قسم کی چیزوں کو آپ آگے بڑھا دیں گے اور اس کی بنا پر آپ اپنی ذہانت کو مستحسن سمجھتے ہوئے پوری قوم کو کچھ روپے دو گے تو وہ کتنا عجیب سا لگے گا۔

خواتین وحضرات! کیا برطانیہء عظمیٰ اپنی انتہا کے وقت یہ کلچر رکھتی تھی؟ یا یہ ماحول رکھتی تھی؟ یہ پس منظر رکھتی تھی جو آج ہم یورپ سے ادھار لے کے عظیم تر ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کیا Victorian morality یہی تھی؟ ایک خاتون کم از کم چھبیس کپڑوں میں لپٹی ہوئی ہوتی تھی۔ Victorian morality کا یہ عالم تھا کہ اس پر آپ ایک منافقت کا الزام ضرور لگا سکتے ہو مگر بے حجابی کا الزام نہیں لگا سکتے اور Victorian خواتین کے لباس اور انکے

mannerism کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اعلیٰ اقدار اور اعلیٰ خاندانوں کی خواتین میں ٹخنہ ننگا کرنا بھی بدتہذیبی، bad cultureاور bad manner سمجھا جاتا تھا۔ اگر کسی کو شبہ ہو تو وہ برنارڈ شا کی Pigmalion پڑھ لے جس میں اسی قسم کی ایک فیملی کا ذکر موجود ہے جو کیچڑ سے گزرتے ہوئے پائنچے اوپر نہیں اٹھاتی تھی کہ اس وقت پائنچہ اوپر اٹھانا بھی بدتہذیبی کا نشان سمجھا جاتا تھا۔ خواتین و حضرات! اہلِ اسلام کو دیکھئے کہ ایک معمولی سی فضول ہوا چلی وَنَھَی النَّفسَ عَنِ الھَوٰی (اور وہ روکے اپنے نفس کو خواہشات سے) بغیر سوچے سمجھے سارے ہی ٹخنے ننگے ہو گئے۔ جو بے علم کلچر ہو وہ صرف نقال کلچر ہے...... بغیر شعور کے ہے۔ اسمیں غور و فکر کی کوئی صلاحیتیں شامل نہیں ہوتیں، وہ بڑا temporary (وقتی) ہوتا ہے۔ وقتی ابال ہوتا ہے۔ کہتے ہیں نوجوان بچے، بچیاں اور خواتین کلچر سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ یہ اُنکے لیے تبدیلی ہوتی ہے...... ہمارے ملک میں شاید insecurity، اعصابی دباؤ، مدتوں کا male chauvinism عورتوں کو ان بغاوتوں پر آمادہ کرتا ہے۔ They like to change according to the fashions مگر اسلام کو تو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اسلام کو تو ان مسائل سے غرض ہی نہیں ہے۔ اسلام آپ کے بدلتے ہوئے moodsاور matters کو vision میں نہیں لاتا۔ اسلام ایک انتہائی مضبوط ترین کلچر ہے، یہ وہ اعلیٰ ترین کلچر ہے جسے تہذیب خراب کرتی ہے اور جب بھی آپ اس کو اپنانا چاہو گے تو آپ کو اس کے origin کی طرف پلٹنا پڑے گا۔ آپ کو واپس جانا پڑے گا، عہدِ رسول ﷺ تک جانا پڑے گا۔ محمد رسول اللہ ﷺ تک جانا پڑے گا، اصحابؓ رسول تک جانا پڑے گا۔ اس کی simplicity (سادگی) پھر آپ کو اسی طرح متاثر کرے گی جیسے اُس نے اُس وقت کیا تھا۔ It has no complications یہ انسان کے وقار کا کلچر ہے، انسان کی برابری کا کلچر ہے۔ یہ نہ صرف غریب و امیر کی پستی ختم کرنے والا کلچر ہے بلکہ محکوم اور حاکم کے درمیان بھی differences کو ختم کرنے والا کلچر ہے۔

Islamic culture میں کون سی ایسی بات ہے کہ آج کی کوئی society اس کے کسی اصول کو رد کرے مگر خواتین و حضرات! افسوس یہ ہے کہ اسلام کو اسلام کے حوالے سے نہیں دیکھا جا رہا۔ اسلام کو مسلمان کے حوالے سے دیکھا جا رہا ہے اور مسلمان میں پھر اسے اُس کم علم اور کم ذہن مولوی کے reference سے دیکھا جا رہا ہے جو تمام تر اپنی کم علمی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اور general مسلمانوں کی کم تعلیمی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک قسم کا Mafia of

Islamic religion تخلیق کر دیتا ہے، guilt کا مافیا تخلیق کر دیتا ہے۔ آج کا اسلام، آج کا culture احساس کمتری اور احساسِ گناہ پر مشتمل ہے۔

یہ دو major motives ہیں۔ جہاں تمام دوسرے کلچر exhibit پر بنیاد ہیں وہاں اسلامک کلچر accountability (احتساب) پر بنیاد ہے۔ بنیادی طور پر کلچر کے پیچھے انسان کی دو instincts کارفرما ہوتی ہیں exhibition (آشکاریت) اور narcissism (خود پسندی) کسی individual میں یہ دو چیزیں مل کر ایک original thought کو جنم دیتی ہیں، وہ thought باغیانہ بھی ہو سکتا ہے، متفکرانہ بھی ہو سکتا ہے، آرٹ اور کلچر میں بھی ہو سکتا ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ اس کے behaviour میں جو changes آتی ہیں کبھی society اور تہذیب اسے قبول کرتی ہے، کبھی reject کر دیتی ہے۔ جب کلچر بھی جاہلانہ رسم و رواج پر مشتمل ہو اور تہذیب پہلے سے کم علمی پر استوار ہو تو دونوں کے درمیان کی جنگ محض فساد کا باعث بنتی ہے اور اس کا synthesis بھی صرف اس طرح نکلتا ہے جیسے مشینوں کے کلچر نے یورپ میں Hippies کی movement (تحریک) تخلیق کر دی تھی۔ اس کا نتیجہ فرار میں نکلتا ہے، اسکا نتیجہ general annoyance میں نکلتا ہے، اس کا نتیجہ پوری انسانی تہذیبی ادوار کی توڑ پھوڑ میں نکلتا ہے، ایک total انارکی میں نکلتا ہے، ٹوٹ پھوٹ میں نکلتا ہے اور مدتوں اس transitional period سے اس ٹوٹ پھوٹ کے عرصے سے کوئی قوم باہر نہیں نکل سکتی اور مزید بحرانوں کی طرف بڑھ جاتی ہے۔

خواتین و حضرات! آپ سے ایک سوال ہے۔ غور کر کے بتایئے گا کہ اسلام میں کون سی ایسی چیز نہیں ہے جسے بعد میں آپ enlightenment سے introduce کریں گے؟ دیکھنا پڑتا ہے، سوچنا پڑتا ہے کہ آپ کے اسلام میں بنیادی طور پر کون سی ایسی چیز نہیں ہے جو شامل کر کے آپ اسے enlighted اسلام کر دو گے؟ کوئی ایسی چیز آپکے علم میں ہے؟ کیا کسی نے دی ہے؟ اگر کوئی کہے کہ اسلام tolerant ہے تو کیا اسلام میں پہلے سے tolerance نہیں ہے، کیا آپ کوئی نئی تحریک پیدا کر کے اس میں enlightenment بھریں گے؟ یا اس میں tolerance بھریں گے؟ اسلام میں کون سی ایسی چیز کم ہے کہ جسے آپ moderate کریں گے؟ کوئی ایسی چیز آپ کے علم میں ہے تو مجھے بتا دیجئے۔ Islam is not properly understood by its own adherents, by its own

people. اس لیے کہ مسلمان intellecual سے اور عمومی مسلمان media سے ابھی شدید ترین احساسِ کمتری کا بوجھ نہیں اترا۔ مسلمان میڈیا ہو، عام مسلمان ہو یا نام نہاد مسلم سکالر ہوں، ابھی تک ان کے سر سے یہ احساسِ کمتری نہیں اترا کہ ہم غلام ہیں اور ہمیں آقاؤں کی ہر تہذیب کو بغیر سوال کے قبول کرنا ہے۔

خواتین و حضرات! آپکے سائنسدان باہر جاتے ہیں۔ کیا کسی پر اسلام کو اعتراض ہے؟ کیا ان کے تعلیم و تربیت کے مراحل پر اسلام کو اعتراض ہے؟ مگر واپس آ کے ان کو اعتراض ضرور ہوتا ہے۔ کس بات پر اعتراض ہے بھئی؟ پڑھنے آپ گئے تھے، دانشور ہونے آپ گئے تھے، واپس آ کر اگر آپکو اسلام روکتا ہے اپنی تحقیق و جستجو سے تو تب تو آپ اسلام کے خلاف ہو جاؤ مگر اب تک مدتیں ہوئیں، سینکڑوں اور لاکھوں Muslim scientists وہاں گئے، یورپ سے پڑھ کے آئے، دانشور بنے، اپنی اپنی universities میں متمکن ہوئے مگر آج بھی کسی Muslim scientist کا نام سننے میں نہیں آتا، آج بھی یونیورسٹیوں سے کوئی ذہین مسلم سائنسدان سننے میں نہیں آتا۔ ہارورڈ یا کیمبرج یا آکسفورڈ یا جو بڑی بڑی درسگاہیں ہیں یورپ کی، وہ اپنے برآمدوں کی وجہ سے مشہور نہیں ہیں یا جگراتوں کی وجہ سے مشہور نہیں ہیں یا drinks کی وجہ سے مشہور نہیں ہیں۔ وہ تو اپنے ان بڑے استادوں کی وجہ سے مشہور ہیں کہ جن کے نام ان درسگاہوں کو عزت بخش گئے۔ بھلا پتھروں کو کہاں سے عقل آئے گی کہ انسانوں کو دیکھیں...... بھلا برآمدوں اور دالانوں سے کہاں تمہیں عزتیں اور بزرگیاں ملیں گی مگر دیکھو ان Muslim scientists کو اور ان دانشوروں کو جو وہاں سے آنے کی بجائے، اپنی sciences میں یا اپنی دانشوری میں اضافہ کرنے کی بجائے یہ وہاں سے سیکولر کلچر کی برات لے کے آتے ہیں۔ کمال کی بات ہے کہ ایک سائنس اور فزکس کا پی ایچ ۔ڈی، ایک کیمسٹری کا پی ایچ ۔ڈی ایک atomic sciences میں بڑی دور تک گیا ہوا استاد واپس آ کے بجائے اپنا کام کرنے کے مذہب پر اعتراض کر رہا ہوتا ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ اپنا کام کرے اور تفاخر سے مسلمانوں کا سر بلند کرے اور کہے کہ I am a Muslim میں نے بھی study کیا۔ میں اپنے ان لوگوں سے زیادہ ذہین ہوں، زیادہ برکت والا ہوں۔ میں اللہ کے حکم سے کوئی بڑے اصول مرتب کر کے دکھاؤں گا۔ میں چندر شیکھر سے آگے بڑھ کے cosmology کی interpertation دوں گا۔ میرے لیے کیا مشکل ہے، Watson ہو یا White Head ہو میں بھی اللہ کا بندہ ہوں،

میں نے instruments حاصل کر لئے ہیں میں بھی سائنس کے کسی کمال تک پہنچ سکتا ہوں مگر اس کے بجائے وہاں سے آ کر براہِ راست وہ مذہب کی مخالفت شروع کر دیتے ہیں۔ بھئی مذہب نے آپ کو کیا کہا؟ اسلام نے آپ پر کیا مصیبت توڑی ہے؟ What is religion trying to do with you? تم جو بار بار enlightened اسلام کا شور مچا رہے ہو، تم لوگ جو secular movements کو آگے بڑھا رہے ہو، کیا ترقی صرف لباس کے عریاں مظاہروں میں ہے؟ کیا باقی قوموں نے اسی طرح ترقی کی؟ کیا Germans نے Red square میں جب چار ہزار ٹینک کھڑے کیے اور تین ہزار air craft کھڑے کیے تو آپ کا خیال یہ ہے کہ اُن کی جولڑکیاں تھیں یا جرمن قوم جو تھی وہ اس وقت میڈیا پر عریانیت کے مظاہرے کر رہی تھی؟ کیا آپ ان کے خارجی مظاہر کو ان کی ترقی کے ساتھ منسوب کرتے ہیں؟ دنیا میں کسی قوم کی ترقی کو آپ محض انکی عریانیت کے ساتھ قید کر سکتے ہیں؟ یا کسی قوم کی ترقی کو آپ صرف شراب پینے کے ساتھ مختص کر سکتے ہیں؟ یا اس قسم کی فحش حرکات کے ساتھ منسوب کر سکتے ہیں، جو پاکستان میں ترقی کے اسباب سمجھے جا رہے ہیں؟

خواتین و حضرات! لمحہء فکریہ یہ ہے کہ بدقسمتی سے ہمیں یہ کہا جا رہا ہے کہ آپ کا کلچر decadent ہے۔ اگر آپ یہ کہو کہ مولوی کا کلچر decadent ہے تو میں یہ بات مانتا ہوں مگر کیا اسلام کو decadent کہہ رہے ہو؟ کیا اسلام کو اس لیے decadent کہہ رہے ہو کہ تمہیں اسلام کا کچھ پتہ نہیں؟ کہاں سے اس میں enlightenment بھرو گے؟ کہاں سے اس میں moderation بھرو گے؟ کیونکہ اس سے زیادہ روادار مذہب، اس سے زیادہ خوبصورت اسلوب والا مذہب، اس سے زیادہ انسانوں کو برابری اور مساوات پر deal کرنے والا مذہب، اس سے زیادہ غربت کے بندوبست کرنے والا مذہب، اس سے زیادہ غربت کا ہمدرد مذہب نہ کبھی socialism رہا اور نہ کبھی secularism رہا۔ تمام دنیا میں صرف ایک سوشل سکیورٹی سسٹم تھا۔ involuntary social system (بے شعور معاشرتی نظام) سے European culture اب نجات حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ لوگ سست ہو گئے ہیں، بیکار ہو گئے ہیں، کام نہیں کرتے۔ unability کے accounts میں چلے جاتے ہیں۔ گورنمنٹ بڑے خرچے کر رہی ہے مگر خواتین و حضرات! کیا زکوۃ والے پر بھی یہ جبر ہے؟ کیا صدقات والے پر بھی یہ جبر ہے؟ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کا مسلمانوں

پر زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے اور وہ صدقات ہیں۔ تمام مذاہب اور system میں ایک social security system ہے اور اسلام میں دو social security systems ہیں۔ زکوٰۃ بھی اور صدقات بھی...... کہاں آپ کو ایسی پابندی سے آشنائی ہے سوائے اس کے کہ پانچ وقت آپ نے اللہ کو confirm کرنا ہوتا ہے کہ ہم تیرے نظام کو مانتے ہیں، ہم تیرے نظام کو confirm کرتے ہیں، ہمیں تسلیم ہے کہ تُو اللہ ہے اس لیے ہم تیرے اصولوں کو مانتے ہیں، تیرے دیئے ہوئے قوانین کو مانتے ہیں، چاہے اس میں سے کچھ ہمیں پسند نہ بھی آئیں۔ خواتین و حضرات! دنیا کا کونسا ایسا system ہے جس کو سب ایک ہی طرح مانتے ہیں؟ امریکن عوام سے جا کر پوچھو، کیا وہ اس کے سارے نظام کو ایک ہی طرح سے مانتے ہیں؟ کچھ اس سے نفرت کر رہے ہوتے ہیں، کچھ احتجاج کر رہے ہوتے ہیں، کچھ اس کو بڑی بڑی صلواتیں سنا رہے ہوتے ہیں، کچھ taxes کے خلاف ہوتے ہیں، کچھ دوسرے system کے خلاف مگر چونکہ انہوں نے ایک نظام کو مان لیا ہوتا ہے اس لیے مجموعی طور پر وہ elegance اور support اسے ضرور دیتے ہیں چاہے وہ اسے پسند کریں چاہے ناپسند کریں۔

خواتین و حضرات! یہ تو مانا جا سکتا ہے کہ اسلام کی کچھ باتیں لوگوں کو پسند نہ آئیں گی، کچھ وقتوں میں کچھ باتیں پسند نہ آئیں گی، relatively, temporally changes (متناسب وقتی تبدیلیاں) ضرور آئیں گی مگر جو اللہ کو مانتا ہے وہ خالی ایک دنیاوی نظام کو تو نہیں مانتا، خالی ایک نظام کو نہیں مانتا۔ اللہ کو ماننے والا برزخ مانتا ہے، آخرت مانتا ہے، جنت اور دوزخ مانتا ہے۔ یہ وہ کلچر ہے جو زمین سے آسمانوں تک پھیلا ہوا ہے، پوری کائنات کو طے کرتا ہے۔ اس کلچر کی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جو exactly تمام non-religious cultures (غیر مذہبی کلچرز) کے خلاف ہے کہ There you have to live again (آپ کو دوبارہ زندگی ملے گی۔) اور جو سکہ رائج الوقت ہے۔ جو mood زمانے پر چل رہا ہے ان cultures کا خلاصہ یہ ہے کہ .You will live only once آپ دنیا سے گزر جانے کے بعد پھر زندہ نہیں رہو گے۔

بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

مگر اسلام آپکو اتنی طویل زندگی کی بشارت دیتا ہے، اتنی طویل زندگی کے ایوارڈ پیش کرتا ہے کہ احساس کو جگانے والا یہ کلچر بالکل ایک نرالی طرز پر پوری نسلِ انسانی کو خوشخبریاں دیتا ہے۔

warnings بھی ضرور دیتا ہے مگر سب سے بڑی خبر اپنے وجود کی، حاکمیتِ پروردگار کی تسلیم کی دیتا ہے اور میں دوبارہ اپنی بات پر زور دوں گا کہ آج اگر ہم کسی اسلامی کلچر کے خلاف ہیں تو آپ کو تحقیق کرنا ہوگی کہ کیا یہ اسلام کا حصہّ ہے یا ان لوگوں کا حصہّ ہے جنہوں نے اسلام کو اپنی اجارہ داری بنایا ہوا ہے۔ درحقیقت کلچر کا ایک بنیادی مقصد ساری دنیا میں حسن وخوبصورتی کی تلاش کرنا ہے۔ بنیادی طور پر کلچر اعلیٰ ترین educational مقاصد کو تلاش کرتا ہے، یہ اندازِ زندگی کو اختیار کرتا ہے، حسن وخوبصورتی، top of aesthetics (جمالیات) کی حس رکھتا ہے اور خواتین وحضرات! آپ ذرا غور تو کیجئے کہ اللہ کیا کہتا ہے کہ ''اَللّٰہُ جَمِیلٌ وَّ یُحِبُّ الجَمَال'' کہ اللہ خود خوبصورت ہے اور خوبصورتی سے محبت رکھتا ہے۔ کوئی کلچر جب تک زمینی حقائق سے آگے نہ گزرے گا وہ اس حسنِ لازوال تک کیسے پہنچے گا۔ اس زمین کے چھوٹے سے مستقر سے گزرنے کے بعد یہ عظیم کلچر پوری کائنات میں بکھرا ہوا ہے، جس میں سب سے بڑی شخصیت، سب سے بڑا حسن سب سے بڑا مرکزِ محبت خدا خود ہے کہ '' اَللّٰہُ جَمِیلٌ وَّ یُحِبُّ الجَمَالُ'' حسن وآشتی، کلام میں درستگی اگر کلچر کا حصہ ہیں تو آج تک اللہ کے کلام کے برابر کوئی کلام پیدا نہ ہوسکا۔ آج تک حسنِ کلام کے برابر کوئی کلام پیدا نہ ہوسکا۔ آج تک اس اندازِ معاشرہ کے مقابل کوئی معاشرہ پیدا نہ ہوسکا جو اسلام کے ابتدائی مرکزی اصولوں پر چلا اور آج ہر جگہ اسلام کے، مذہب کے اندر بھی cultural movements اٹھتی ہیں اور ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ اسلام کے اندر یا مذہب کے اندر اٹھتی ہوئی cultural movements کے مقاصد اور نتائج کیا ہوتے ہیں؟

بے شمار تحریکات جو برصغیر میں اٹھیں اور باقی مسلمانوں میں اٹھیں، مذہب میں اٹھیں، بدقسمتی سے جدید زندگی میں اسلام کے روّیے explain کرنے کے بجائے انہوں نے اپنے تعصبات، اپنے moods اور اپنے local اظہارات کو مذہب کا جزو بنادیا اور ہر مذہبی تحریک عجب اور غرور کو بڑھی اور اسکا مقصد بجائے اسلام explain کرنے کے اقتدار کی کوشش ہوگیا اور ان جماعتوں کے اثرات کی وجہ سے اس bifurcation کے باوجود آج بھی اسلام کا دامن ایک بالکل یک طرفہ decision دے رہا ہے کہ میں ان میں شامل نہیں ہوں They are not mine, they have their own thoughts, their own ideas, they are not me. قرآنِ حکیم میں اللہ نے فرمایا: ''اِنَّ الَّذِینَ فَرَّقُوا دِینَھُم '' (جن

لوگوں نے اپنے اپنے دین میں فرق کیا)"وَکَـانُوا شِیَـعًا " (اور وہ گروہ بن گئے)"لَستَ مِنهُم فِی شَیءٍ" (اے پیغمبر! تو اُن میں نہیں ہے) یہ تیرا دین نہیں ہے اے پیغمبر! جو لوگ گروہ بن گئے ہیں، جنہوں نے separation اختیار کی ہے، جنہوں نے اپنے motives جدا کر لئے ہیں، جو انقلابات لانے کی کوشش کر رہے ہیں وہ ایک general Islamic order میں نہیں ہیں۔ وہ چند لوگ ہیں جو اپنے مقاصد کی تکمیل کیلئے اگر اسلام کا نام استعمال کرتے ہیں تو وہ socialism اختیار کرتے اور اُس کے ذریعے انقلاب لانے کی کوشش کرتے، اگر اسلام نہ ہوتا تو وہ secularist ہوتے۔ آپ یقین کیجئے کہ موجودہ مذہبی جماعتیں اس پر بالکل متفق ہیں اور جب وہ بولتے ہیں تو اسی خیال سے بولتے ہیں کہ تمام یورپی اقوام اور امریکہ دجال ہے۔ اسی سانس میں پھر اپنے حکمران کو یہ کہتے ہیں کہ یہ دجال کا ساتھی ہے اور اسی سانس میں خود اپنے حکمران کا ساتھ دیتے ہیں تو خواتین و حضرات! equation تو بڑی simple ہے کہ directly یا indirectly یہ تمام دجال کے ساتھی ہیں کیونکہ اِن کو اسلام عزیز نہیں تھا۔ ان کو تو democracy عزیز ہے۔ بھلا اِن سے پوچھو کہ اے امتِ مسلمہ کے راہنماؤ! تمہیں democracy بہت عزیز ہے؟ کیا total democracy کو قبول کر لو گے؟ کیا تم بھی پھر homosexuality کے قوانین pass کرو گے؟ تم بھی جائیداد بانٹو گے lesbians کو؟ تم بھی بے نام و نشان بچے پیدا کرنے کو جائز قرار دو گے؟ کیا democracy تمہارے لیے اتنی بڑی value ہو گئی ہے؟ یہ نفاق ہے، یہ کھلا نفاق ہے کہ اسلام کی بجائے تم کسی اور نظام کی افادیت کی بات کرو۔ تم نے اسلام کو اتنا حقیر سمجھ لیا، کہ تم صبح و شام democracy اور جمہوریت کے راگ الاپ رہے ہو کیا تمہارا خیال یہ ہے کہ جمہوریت اسلام کے بنیادی structure سے قیمتی ہے؟ کیا جمہوریت انسان کو، مخلوق کو زیادہ facilities بخش رہی ہے؟"ھُوَا جتبٰکُم" (میں نے تمہیں معزز کیا) اللہ فرماتے ہیں۔"وَمَا جَعَلَ عَلَیکُم فِی الدِّینِ مِن حَرَج" (اور تم کو ایسا دین دیا جس کی وجہ سے تم پر کوئی تنگی نہیں آئے گی) اگر خدا یہ کہے کہ "طٰهٰ o مَا اَنزَلنَا عَلَیکَ القُرآنَ لِتَشقٰی" (کہ اے سردار! ہم نے وہ نظام بخشا ہے تجھے کہ اس میں کسی قسم کی کوئی مشقت نہیں ہے) تو آپ کا خیال یہ ہے کہ دعویٰ ء پروردگار تو غلط ہے اور اب جو بڑے بڑے نظام دنیا میں حاوی ہیں، secularism ہے، democracy ہے، اِدھر socialism ہے، autocracy

ہے...... یہ سارے نظام اسلام سے بہتر ہونگے؟ اس لئے کہ آپ نے اسلام کو مفروضوں میں قید رکھا یا اسے مولوی کی نظر سے دیکھا۔ اسکو کبھی اپنی زندگیوں کی آسانی میں آپ نے شریکِ سفر نہ بنایا اور کبھی آپ نے ایک لمحہ کیلئے نہ سوچا کہ یہ ہم لوگوں کا کام ہے، سوچنے سمجھنے والے لوگوں کا، پڑھے لکھے لوگوں کا، دانشور قوموں کا کہ ہم اپنے مذہب کو جانیں، سوچیں، سمجھیں۔ ہمیں پتہ چلے کہ ہمارا کیا کلچر ہے؟ ہماری تہذیب کیا ہے؟ اس میں کیا سادگی ہے؟ اس میں کیا affectionate functionalism ہے؟ تا کہ ہم اسے لے کے آگے بڑھیں اور ہم کوشش کریں کہ دنیا کو یہ بتائیں کہ تمہارے system کی خرابیاں تو ہم تک پہنچی ہیں، ہمارے system کی خوبیاں تم تک نہیں پہنچیں۔ کیا اب آپکے system کو explain کرنے والا وہ اَن پڑھ Western ہے کہ بنیادی طور پر جس کو کبھی قرآن پڑھنا نصیب نہیں ہوتا، جو اس کے academic laws سے آشنا نہیں ہے، جو اس کے practical laws سے آشنا نہیں ہے۔ جب کبھی انکو قرآن کی کسی آیت کا پتہ چلتا ہے تو حیرت سے پوچھتے ہیں، اچھا! That's what God says that's what we also think. یعنی اُن کو حیرت ہوتی ہے کہ یہ قانون اسلام میں موجود ہے، قرآن میں موجود ہے۔

افسوس کی بات ہے خواتین وحضرات! کہ ہم صرف حفاظ تخلیق کر رہے ہیں۔ ماں باپ کی حسرتوں کا یہ عالم ہے کہ نہ خود کو پہلے کتابِ حکیم کو پڑھنے اور سمجھنے کا خیال آیا۔ وقت آیا، بچہ پیدا ہوا، ہم اس کو حافظِ قرآن بنائیں گے۔ بھلا سوچو کہ آپ تو ساری زندگی نہیں بن سکے ہو، یہ کیسے بننا پسند کرے گا؟ سینکڑوں ایسے ماں باپ آجاتے ہیں کہ بچے کو قرآن حفظ کرنے بٹھایا تھا، حفظ ہی نہیں کر رہا۔ اس کو آپ سکولوں سے چھڑاتے ہو، تعلیم سے چھڑاتے ہو۔ آپ کا سب سے بڑا المیہ جو اس کلچر میں ہے، جس کی وجہ سے ہم شدید inferiority کا شکار ہیں کہ ہم دینی تعلیم کو دنیاوی تعلیم سے علیحدہ کر دیتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ قرآن کی تعلیمات اور ہیں یا اس کا حلقہ ہی اور ہے، اس کی مساجد ہیں، ان کے ملاؤں کے حلیے اور ہیں، ان کی عادات اور ہیں اور اِدھر استادوں کے ماحول اور ہیں، اِدھر کشادگی ہے۔ اب وہ بچہ جو سکول میں جاتا ہے جب وہی بچہ مسجد میں جاتا ہے تو اس کے ذہن پر جو ابتدائی cultural impact ہے وہ یہ ہے کہ اسلام decadent اور rigid ہے اور اُس طرف روشنی اور تازگی ہے۔ خواتین وحضرات! جب کلچر مقابلے میں آتے ہیں...... افسوس! اسلام تو آج تک مقابلے میں آیا ہی نہیں۔ اسلام آج تک کسی کلچر کے مقابلے

میں آیا ہی نہیں اور دنیا میں کوئی ایسا طاقتور نظریہ نہیں ہے جو اسلام کا مقابلہ کر سکے۔ اس لیے خواتین وحضرات! جب آپ پڑھو گے، جانو گے، لکھو گے، گزرو گے تو اچانک آپ جب پڑھ لکھ کر قرآن کو آؤ گے تو آپ کی feelings ہی جدا ہو جائیں گی۔ جتنا حُسن، جتنی خوبصورتی اور جتنا حسین نظام اور جتنا پیارا اپنے بندوں کو اللہ بخشا ہے کوئی سوچ بھی نہیں سکتا اور ان سے اتنی محبت کرتا ہے کہ پورے کا پورا Islamic culture محبت، اُنس اخلاق، رواداری اور ایک دوسرے کی دیکھ بھال کا کلچر ہے، اس میں چھوٹی چھوٹی باتیں نہیں ہیں، چھوٹی چھوٹی باتیں بڑے رویوں سے متعین ہوتی ہیں۔ میری رواداری کا اثر میرے ماحول پر پڑے گا، میرے محلے پر گلی پر اثر پڑے گا۔

آپ پوچھتے ہو کہ اسلام کیسے پھیلا؟ کہاں انہوں نے تلواریں نکالیں؟ سراندیپ میں، ماریشس میں، انڈونیشیا میں، مصر میں، کہاں تلواریں نکلی تھیں؟ کہاں جا کے انہوں نے لوگوں کے سر کاٹے کہ اسلام قبول کرو۔ Christian inquisition کی طرح سپین کے مسلمان کیوں ختم ہو گئے؟ (کہ inquisition بیٹھ گئی تھی کہ یا Christianity قبول کر دیا ملک چھوڑ دو یا قتل ہونے کیلئے تیار ہو جاؤ۔) ایسا اسلام میں تو کبھی کوئی مکتبہء فکر پیدا نہیں ہوا، کبھی بھی نہیں ہوا، اس کی وجہ بڑی سادہ تھی کہ ایک بڑی وضاحت سے اللہ نے بورڈ پر لکھ دیا تھا" لَا اِکْرَاهَ فِی الدِّین" (دین میں کوئی جبر نہیں) تم کسی کو زبردستی مسلمان نہیں بنا سکتے۔ یہ مسلمان جب نکلے تو ان کے دل روشن تھے، یہ انتہائی متوازن اور معتدل لوگ تھے اور خواتین وحضرات! مقابلہ پریشان حال کرتا ہے۔ ایک غیر مطمئن شخص جب ایک مطمئن شخص کو دیکھتا ہے تو پوچھتا تو ہے نا، بھئی! تیرے اطمینان کا راز کیا ہے؟ میرے پاس تیرے سے زیادہ پیسے ہیں، زیادہ ملبوسات ہیں، میں زیادہ فیشن ایبل ہوں مگر یار مجھے رات نیند ہی نہیں آتی۔ تیرے پاس کچھ بھی نہیں ہے مگر تُو آرام سے سوتا کیوں ہے؟ تُو اتنا مطمئن کیوں ہے؟ تو خواتین وحضرات! اس وقت وہ شخص بتاتا ہے نا، کہ میں مسلمان ہوں اور مجھے اللہ پر یقین ہے...... ایک بدقسمتی دیکھئے کہ جو ہمارے missions ہیں تبلیغ کے، ہدایت کے......، بڑی توقع تھی کہ جب یورپ کے پڑھے لکھے لوگ ان میں شریک ہونگے، جب وہ دانشور اُن کے ساتھ شریک ہونگے تو ان مذہبی جماعتوں کی جو rigid چوکھٹیں ہیں یہ کھلیں گی، ان کے دروازے کھلیں گے، ان کے ذہن کھلیں گے۔ بدقسمتی دیکھئے کہ وہ حمقائے عالم جو اس میں شریک ہوئے وہ بجائے ان کو اپنی طرح کرنے کے انہی کی طرح ہو گئے۔ انہوں نے اپنے واضح تعلیمی مراتب چھوڑ کے ان کی ساری باتیں قبول کر لیں۔

بجائے اسکے کہ اس organization میں شریک ہو کر اسے جدت دیتے، خیال دیتے، اختراع دیتے tolerance دیتے، اسکو major outlook دیتے۔ اتفاق یہ دیکھا گیا ہے کہ وہ پڑھے لکھے لوگ جو یورپ اور امریکہ میں رہتے تھے یا جو کبھی تبلیغی ہوئے یا جماعت میں شامل ہوئے، بجائے انکو اپنی طرح تازگی دینے کے اور تعلیمی شعور دینے کے ان کی جہالتوں کا شکار ہو کر وہ بھی انہی کی طرح ہو گئے۔ خواتین و حضرات! یہ ہوتی ہے power ایک پروپیگنڈا کی...... جاہلانہ رسم و رواج کی جو کبھی بھی اپنے سے باہر کسی قیمت پر بھی کوئی علمی بات قبول نہیں کرتا۔ ان کو کبھی بھی خدا کے رسول ﷺ کی اس حدیث کا خیال نہیں آتا کہ ''حکمت میراثِ مومن ہے جہاں سے ملے اسے اٹھا لو'' مشرق سے ملے یا مغرب سے ملے۔ جب آپ کا پیغمبر تحصیلِ علم کیلئے زمین و آسمان کی فراخیوں میں آپکو طلب اور جستجو کے طریقے بتا رہا ہے اور آپ اس کو blame کر رہے ہو کہ ہمارے مذہب میں rigidity ہے، سختی ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

وہ علوم جو اہلِ یونان نے چھوڑے بعد میں اسکا کوئی وارث نہیں ہوا اور جب اسلام آیا اتنی کشادگیٔ فکر کا مالک، اختلافات کو سہنے کے اتنا قابل کہ ان تمام علوم کو اٹھا کے اس نے سینے سے لگایا اور اس کو متعدد شاخوں میں روایت کیا۔ الجبراء آج بھی الیوسف الخوارزمی کے نام سے مشہور ہے۔ انہوں نے mathematics میں، فلسفہ میں، sciences میں ترقی فرمائی۔ ظاہر ہے کہ انہوں نے ایٹم بم نہیں بنایا۔ وقت اور دوران گزرنا تھا، progress رہتی تو بناتے۔ مگر جب آپ لاعلمی اور بے علمی کو چلے گئے، جب آپکی clergy نے آپ پر غلبہ پالیا جس کو کوئی حق حاصل نہیں تھا، قطعاً کوئی حق حاصل نہیں تھا۔ اسلام کسی مسجد کا قائل نہیں ہے۔ ہے تو اچھی...... اگر نہیں ہے تو تمام روئے زمین آپکی مسجد ہے۔ حضورِ گرامی مرتبت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے جو مجھے بہت اچھی چیزیں بخشیں اور آٹھ بڑے خصائص بخشے ان میں سے ایک یہ ہے کہ تمام روئے زمین میری مسجد ہے۔ ''جہاں چاہو بچھا لو'' ...... There is no church in Islam, there is no clergy in Islam. مگر ہر individual کی ذمہ داری ضرور موجود ہے، آپکی ذمہ داری ضرور موجود ہے۔ آپ سنے سنائے مذہب پر عمل کرتے ہو اور یہ سُنا سنایا مذہب بھی آپکی مجبوری کا باعث ہے کہ آپ کسی اہلِ علم سے نہیں سنتے ہو بلکہ آپ اس clergy سے سنتے ہو جو میٹرک سے آگے بڑھنے سے انکاری ہے۔ کیا خدا کو یہ بندے پسند ہیں؟ کیا خدائی کلچر میں ان بندوں کو allow کیا جا سکتا ہے؟ کیا کم علم کو، کم تعلیم کو خدا اپنے حضور شرفِ بازیابی

بخشتا ہے؟ کیا Islamic culture میں ان لوگوں کی اہمیت ہے؟ کیا یہ اندھا دھند اعتبار اور faith جو آپ لئے پھرتے ہو، کیا خدا کو اس سے کام ہے؟ بالکل وہ different باتیں کرتا ہے۔ وہ حق کہتا ہے کہ اگر تم پڑھے لکھے نہیں ہو تو میری کتاب کے قریب مت آؤ۔ اگر تم سوچنے سمجھنے والے نہیں ہو، غور و فکر والے نہیں ہو تو میری کتاب کے قریب مت آؤ اس لیے کہ وہ کہتا ہے:

''میرے نزدیک بدترین جانور وہ ہے: ''اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِندَ اللہِ الصُّمُّ البُکمُ الَّذِینَ لَا یَعقِلُونَ'' (میرے نزدیک بدترین جانور وہ ہیں جو میری آیات پر اندھوں اور بہروں کی طرح گرتے ہیں۔) ملاحظہ فرمایئے کہ اس سے زیادہ کتنا برا اللہ کسی کو کہہ سکتا ہے۔ ''اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ'' جانوروں میں سے بھی وہ بدترین جانور ہیں، یعنی وہ انسان جانوروں سے بھی بدترین ہیں جو میری آیات پر اندھوں اور بہروں کی طرح گرتے ہیں۔ آپ blind faith میں پھنسے ہوئے ہو۔ آپ تو deliberately یہ دعویٰ کر کے اسلام کو جاتے ہیں کہ آنکھیں بند، کان بند، ناک بند...... جو مولوی ڈال دے، جو محلے کا یا کوئی بندہ راہ گزرتے ہوئے ڈال دے وہ آپ کا اسلام ہے۔ آپ اسلام کو نہیں جانتے ہو، اپنی نظر سے نہیں جانتے ہو، اپنے دل سے نہیں جانتے ہو، قرآن دلیل دیتا ہے، دلیل مانگتا ہے۔ خدا دلیل دیتا ہے، دلیل مانگتا ہے۔ خدا آپ کا ذہن طلب کرتا ہے اسلیے کہ اس نے بدن کے علاوہ زمین پر جو قیام آپ کو دیا ہے، اس میں صرف ایک quality کی وجہ سے اس کو بہترین بنایا ہے، آپ کو جو ذہانت اور فکر اس نے عطا کی ہے، آپ کو جو غور و تدبر عطا کیا ہے اسی سے اللہ کا کام ہے۔

یہ ساری باتیں میں نے اس لئے کی ہیں کہ اللہ کہتا ہے: ''تم تو کوئی شے نہ تھے، تم تو جانوروں سے بھی گئے گزرے تھے، ایک single cell سے created تھے'' ''هَل اَتٰی عَلَی الاِنسَانِ حِینٌ مِّنَ الدَّھرِ لَم یَکُن شَیءً مَّذکُورًا'' (کیا نہیں گزرا انسان پر زمانے میں ایسا وقت کہ کہیں اس کا نام بھی نہ تھا) کہ بلا شبہ تم عرصہا عرص، سالہا سال، صدیوں، قرنوں زمین کے دامن میں ایسے رہے کہ کوئی قابلِ ذکر شے نہ تھے۔ کوئی، پیرامیسیا تھے یا امیبا تھے۔ ایلجائی کی شکل میں، ایک وجودِ جامد کی شکل میں صدیوں تم پڑے رہے۔ پھر ہم نے مہربانی فرمائی، پھر ہم نے چاہا کہ اس وجودِ جامدہ کو زندگی دیں، اسکو تحرک دیں، اسکو کسی مخلوق میں ڈھال دیں۔ تو پھر کیا کیا اللہ نے؟ فرمایا: ''اِنَّا خَلَقنَا الاِنسَانَ مِن نُطفَۃٍ اَمشَاجٍ'' (بے شک ہم نے پیدا کیا انسان کو دہرے نطفے سے) اب ہم نے نطفہ دُہرا کر دیا...... پہلے آپ نیوکلیس سے divide

ہوتے تھے، ایک ہی cell سے تقسیم ہوتے تھے۔ اب میں نے یہ کیا کہ femaleاور male علیحدہ کر دیئے، اب double cell کر دیئے، اب ایک وجود میں دُہرے cell رکھ دیئے، مخلوط نطفہ کر دیا مگر اس مخلوط نطفے میں کیا زندگی تھی؟ نہیں! ابھی نہیں تھی۔ ابھی single cell سے یہ double cell کی شکل میں آ رہا تھا۔ خدا فرماتے ہیں: ''نَبتَلِیهِ'' (کہ وہ اس کو پرکھے) میں نے چاہا کہ اس مخلوق کو اور آگے بڑھاؤں۔ یہ جو single cell میں تھا، پھر اسے میں نے double cell میں ڈھالا۔ اب میں نے چاہا کہ اس مخلوق کو اور آگے بڑھاؤں ''فَجَعَلْنٰهُ سَمِیعًا ؕ بَصِیرًا'' (پس ہم نے اس کو بنایا سنتا، دیکھتا) اب میں نے اس کو دو systems دیئے۔ پہلے اس کو سماعت کے نظام دیئے چھچھوندر کی طرح اندھے مگر سننے والے، پھر میں نے اس کو complicated system (پیچیدہ نظام) دیئے، بصارت کے system دیئے۔ اب یہ physically کچھ تیار ہو گیا تھا، primate کی شکل میں آ گیا ہو گا، Homo sapien کی شکل میں آ گیا مگر اس پر بھی قرن ہا قرن گزرے۔ پھر اللہ نے کہا: اب میں نے چاہا کہ میں اسے اپنے کام کا بناؤں، جس کام کیلئے میں نے اسے تخلیق کیا تھا۔ پھر اسکو ودیعت کی امانتِ عقل و شعور...... ''اِنَّا هَدَینٰهُ السَّبِیلَ '' (بے شک ہم نے اس کو راہ کی ہدایت دی) اب میں نے اسے عقل و شعور بخشا، فکر بخشی، سوچ بخشی، دانشوری بخشی اور کھلا چھوڑ دیا۔

جس اسلام کو آپ متعصب کہتے ہیں، یہ جس کا اسلام ہے اسکو دیکھئے کہ کمال رواداری ہے...... بنا خود رہا ہے، سنوار خود رہا ہے، شکل دے رہا ہے، زندگی دے رہا ہے، سب کچھ دینے کے بعد کہتا ہے: ''اِنَّا هَدَینٰهُ السَّبِیلَ '' اب تمہیں عقل و شعور بھی دی اور راستہ بھی دیا ''اِمَّا شَاکِرًا وَّ اِمَّا کَفُورًا'' چاہو تو مانو، چاہو تو انکار کر دو۔ کون اسلام کو متعصب کہہ سکتا ہے؟ کہ جس نے بنایا ہے، جو ایک آنِ واحد میں پوری انسانی حیثیت اور شخصیت کو مسمار کر سکتا ہے وہ کتنی کھلی اجازت دے رہا ہے آپکو کہ تمہیں میں نے سارے موزوں اسباب دے دیئے، تمہاری زندگی کے سارے معاملات دے دیئے، تمہارے رزق کے بندوبست کر دیئے، تم اکیلے آئے تھے زمین پر، تمہیں تو اشیائے زمین کا پتہ بھی نہیں تھا، تمہیں تو یہ بھی نہیں پتہ تھا کہ کونسا پھل مضر اور کونسا صحت مند ہے، پھر میں نے یہ سب کچھ تمہیں سکھایا۔ ''وَعَلَّمَ اٰدَمَ الاَسمَآءَ کُلَّهَا'' (اور سکھا دیئے آدم کو تمام اسماء) سب کچھ تمہیں سکھایا، تمہیں تعلیم دی، عقل دی، شعور بخشا اور صرف ایک مقصدِ زندگی رکھا وہ کہتا ہے کہ میرا تم سے صرف ایک کام ہے: ''اِنَّا هَدَینٰهُ السَّبِیلَ اِمَّاشَا کِرًا وَّاِمَّا کَفُورًا''

اس اسلام کی تہذیب کی بنیاد اس اصول پر ہے، اس فراخ دلی پر، اس رواداری پر کہ چاہو تو مانو، چاہو تو انکار کر دو۔ بھلا وہ مذہب کہاں سے متشدد ہو سکتا ہے؟ بھلا اس مذہب میں آپ کیا enlightenment شامل کرو گے؟ کچھ سمجھا سکتے ہو آپ مجھے کہ کون سا enlightenment کا کلچر آپ اسلام میں add کرو گے؟ سوائے اس کے کہ جیسے مولوی نے کچھ جہالتیں add کر دی ہیں، کچھ seculars اپنی حماقتیں add کر دیں گے، وہ اسلام تو نہیں ہوگا۔ It's a religion of beginning and the end. یہ انسانی عقل کی ابتدا کا مذہب ہے اور انتہا کا مذہب ہے۔ یہ کسی اور چیز کا مذہب نہیں ہے، یہ عقل و شعور کا مذہب ہے۔ آپ کا خیال یہ ہے کہ اللہ کے بارے میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ تمام جدید کلچر scepticism کو جاتا ہے، شک و شبہ کو جاتا ہے، اسکا خیال یہ ہے کہ یہ ایک decadent کلچر ہے جو موجودہ scientific culture کی مار نہیں کھا سکتا۔ خیال یہ ہے کہ آج کا سائنسی کلچر زمینی حقائق کی بنیاد پر، آسمانی مفروضوں کی تردید کر سکتا ہے۔

خواتین وحضرات! کونسا ایسا سائنسدان ہے جس نے قرآن پڑھ کے کہا ہو کہ قرآن کی یہ آیت سائنسی نصاب پر پوری نہیں اترتی۔ کون سی ایسی جدت وندرت ہے جو سائنسدانوں نے اس دنیا میں تخلیق کی اور کہا کہ قرآن decadent ہو گیا ہے اور قرآن اس کو نہیں مانتا۔ جو مذہب اور جس کی text book سائنسدانوں کے تصور سے بھی آگے جاتی ہے، جس کتاب کو پڑھانے والا استاد probabilities میں موجودہ تمام scientific culture کو بہت پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ربّ کعبہ کی قسم ہے کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک انسان جانور سے ہمکلام نہیں ہو جائے گا، جب تک تمہارا جوتے کا تسمہ تم سے بات نہیں کرے گا، جب تک عورت کی ران گفتگو نہیں کرے گی۔ دو باتیں پوری ہو گئیں۔ ابھی انسان سے جانور کی ہم کلامی باقی ہے۔ خواتین وحضرات! بہت آگے کی بات ہے، ابھی sciences یہاں تک نہیں پہنچیں، ابھی animal language کی decode نہیں ہوئی۔ سائنس دان کوشش میں لگے ہوئے ہیں، یقیناً یہ حدیث پوری ہو گی اور آپ جانور سے ہم کلام ضرور ہونگے۔ کیا آپ ان باتوں کو وہم اور وسوسہ کی language سمجھتے ہیں؟ کیا جب رسول اللہ ﷺ نے یہ کہا تھا کہ "دجال کے پاس ایک شخص آئے گا اور کہے گا: کیا تو میرا بھائی میرے لیے زندہ کر سکتا ہے؟" تو دجال کہے گا "ہاں، کر سکتا ہوں پھر وہ اسکا بھائی اسکے لیے زندہ

کرے گا"۔ تو اصحاب رسول ﷺ نے پوچھا: یارسول اللہ! کیا یہ وہی ہوگا؟ فرمایا: نہیں، اسکی مثال ہوگا۔ خواتین وحضرات! human cloning بھی قریب ہی ہے...... یہ تو بہت پُرانی حدیث ہے مگر اس میں نشاندہی موجود ہے کہ انسان human cloning کرے گا اور آپ اپنے بڑے بڑے عزیزوں کو دوبارہ زندہ کرنے کے قابل ہو جاؤ گے مگر پوچھا گیا: "کیا یہ وہی ہوگا"؟ فرمایا: "نہیں، اسکی مثال ہوگا"۔ یہ clone ہوگا، وہ نہیں ہوگا اور خواتین وحضرات! کیا آپ اللہ کی اس بات کو پورا ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں؟ کیا قرآن کی text پوری ہوگئی ہے کہ "اَللّٰہُ الَّذِی خَلَقَ سَبعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الاَرضِ مِثلَھُنَّ"؟ کہ اللہ ہی تو ہے جس نے سات آسمان اور سات زمینیں بنائے۔ کیا بنا کے چھوڑ دیئے؟ کیا بکھرے پڑے ہیں؟ نہیں، بالکل نہیں، بنا کے چھوڑے نہیں: "یَتَنَزَّلُ الاَمرُ بَینَھُنَّ" (ان تمام زمینوں میں میرا حکم اترتا ہے) وہاں بھی قرآن اترتا ہے...... مگر اللہ میاں......! یہ آپ ہمیں کیوں بتا رہے ہو؟ ہمیں کیوں بتا رہے ہو؟ ہماری sciences تو ابھی کائناتِ اوّل کی دہلیز پر ہیں، ہم تو ابھی شعور نہیں رکھتے آپ کی باقی سات کائناتوں کا تو آپ ہمیں کیوں بتا رہے ہو؟ پروردگار کہتا ہے: صرف اسلیے کہ "لِتَعلَمُوا" کیونکہ تم بڑائی کے، تکبرات کے اسباب بہت دیکھ رہے ہو...... تم تہذیبوں سے بڑے متاثر ہو...... مگر تمہارے رب کی تو کائناتیں ہی گننے میں نہیں آئیں گی اور تم اس چھوٹی سی دنیا کے چند changeable, variable human instinctive fashions (ہردم بدلتے ہوئے جبلّی فیشن) سے مار کھا گئے ہو۔

وائے مجبوری......!

ے وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

اقبال کا یورپ کے فلسفہ اور عقل سے متاثر ہونا تو natural تھا، وہ تو چلے آئے مگر ان کو اپنے culture کی depth کا علم تھا۔ اقبال کو پتہ تھا کہ قرآن بہت دور کی بات ہے، یورپ والے اور گوئٹے جیسے شاعر تو مشرقی شاعروں میں سے حافظِ شیراز اور عمر خیام کے سحر سے ہی نہیں نکلے چہ جائیکہ وہ قرآن تک پہنچتے۔

حافظ نے شعر لکھا...... آپ سنو تو آپ کہو گے کہ یہ بہت ہی عام سا شعر ہے:

؎ گر آمد ترکِ شیرازی بدست دِل مارا
بقولِ ہندو اش باخشم و سمر قند و بخارا

(اگر وہ محبوب ترک میرے ہاتھ آئے تو میں اس کے رخسار کے ایک تل کے بدلے سمر قند و بخارا بخش دوں) یہ عام سا شعر ہے۔ آپ مشرق کے لوگ جو رومینٹک شاعری سنتے ہو اس میں یہ بڑا common سا کلچرل شعر ہے اور آپ جانتے ہیں کہ اس قسم کا مبالغہ آمیز شعر ہمیں کتابوں میں بہت ملتا ہے مگر گوئٹے کو اتنا پسند آیا کہ بعَینِہٖ اپنی کتاب میں اس شعر کو اسی طرح نقل کر دیا۔ وہ عظیم شاعر گوئٹے ...... وہ حافظِ شیراز کو سلام کرتا ہے کہ مشرق استاد ہے، علم میں منطق میں، دانشوری میں...... یورپ کے احساسات کو، ان کے علوم کی معرفت کو کبھی حجۃ الاسلام غزالی سے جلا ملتی ہے، کبھی ابنِ رشد سے ملتی ہے، کبھی عمر خیام سے جس کو آپ میں سے بہت کم لوگ جانتے ہو کہ مشرق کی متاع میں عمر خیام بھی ہے۔ ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ بس ایک عیاش طبع شاعر تھا مگر یورپ کی جان بنا ہوا ہے۔ ان کیلئے کلچر مرتب کرتا ہے، اندازِ زندگی دیتا ہے۔

خواتین و حضرات! depth دیکھئے...... ! کیا خوبصورت شعر ہے! چھوٹا سا خوبصورت خیال ...... اس قسم کا خیال کبھی West کے مفکرین کے ذہن میں بڑا کم آتا ہے، جو شاعری وہاں سے آتی ہے وہ بڑی practical سی شاعری لگتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ گھاس کاٹ رہے ہوں یا کسی دیوار و در کی اینٹیں گن رہے ہوتے ہیں۔ ذرا ایک چھوٹا سا شعر سنیے اور استعارے کی خوبصورتی اور depth دیکھئے!

"ہمہ بہتر کہ لیلیٰ در بیاباں جلوہ گر باشد"
(بہتر تو یہ تھا کہ لیلیٰ صحرا میں ہی رہتی اور وہیں اپنے جلوؤں کی نمائش کرتی)
"ندارد تنگ نہ بہ شہر تابِ حسنِ صحرائی"
(کیونکہ شہر کی تنگ و تاریک گلیاں حسنِ صحرا کی تاب نہیں لاسکتیں)

یہ عالم ہے آپ کا...... ! وہ صحراؤں سے اٹھا ہوا خیال و فکر کا مذہب...... جس کا خالق یہ کہتا ہے کہ اندھا دھند تقلید نہیں، دلیل لاؤ، دلیل سے بات کرو۔

"لِیَھلِکَ مَن ھَلَکَ عَن بَیِّنَۃٍ"
(جو ہلاک ہوا وہ دلیل سے ہلاک ہوا)
"وَیَحیٰ مَن حَیَّ عَن بَیِّنَۃٍ"

(جو زندہ ہوا وہ دلیل سے زندہ ہوا)

خواتین وحضرات! اُس اللہ کا یہ دین تھا، وہ کلچر کہاں اور یہ زمین کے کلچر کہاں...... اسلام میں اور دورِ حاضر کی تہذیبوں میں بالکل وہی فرق ہے جو اَسّی کروڑ سال پہلے primates پر گزرا اور کچھ primates نے درختوں کی راہ لی، اونچائیوں کو اُڑے، آسمانوں کی طرف بلند ہوئے اور کچھ زمین کی بلوں میں گھس گئے۔ آج تک کسی دنیاوی کلچر نے کوئی moral نظام نہیں بخشا، کوئی اخلاقی نظام نہیں بخشا، صرف نرالی چیزیں بخشی ہیں، society کو توڑنے والی چیزیں بخشی ہیں۔ ایک شخص نے مجھے امریکہ میں کہا کہ What is so problem with a homosexual culture? I said! no problem. میں تو خوش ہوں کہ تم سارے ایسے ہو جاؤ۔ کم از کم آخری زندگی تو ہو گے نا تم...... تم سے جان تو چھوٹے گی نا reproductive، تو نہیں ہوگے، آخری نسل ہو گے نا۔ میں تو خوش ہوں مگر خواتین وحضرات! ان تمام modern cultures کا یہ حال ہے کہ جدّت اور اختراع کے بہانے ہر قسم کی Immorality قبول کرتے ہیں اور لوٹتے واپس اسی چیز کو ہیں۔ Again if you have to create, if you have to produce then again you need a woman. اور دوبارہ آپ شادیاں کرو گے۔ او بدبختو......! جو تم خلاقیت کے دعوے کرتے ہو، تم کہتے ہو کہ ہمارا، productive اور creative کلچر ہے اور اس کی بنیاد ان چیزوں پر ہے۔ Then go ahead do and die, that is all, you are the last generation, we don't bother about this. مگر یہ وہ کلچر ہے جو صرف اپنی شخصی کمزوریوں اور جہالتوں کی تصدیق مذہب سے مانگتے ہیں۔ وہ مذہب کے خلاف ہیں صرف اس وجہ سے کہ آسمانی حقائق یا خدائے قدوس اس قسم کی پلید سوچوں کی، احمقانہ سوچوں کی اور غیر انسانی سوچوں کی کبھی اجازت نہیں دے سکتا All moral laws are not there because of morals بالکل نہیں...... moral laws اس لیے نہیں ہیں کہ اللہ کو آپکی moralities پسند ہیں، نہیں......، بالکل نہیں...... moral laws انسانوں کی society کے استحکام کیلئے ہیں۔ وہ societies جو immoral laws پر ہیں جیسے سپارٹا ہے، ایتھنز ہے، وہ برباد ہوگئیں۔ پندرہ سال کے اندر سپارٹا کی حکومت یہی قانون بنا کے تباہ ہوگئی۔ امریکہ پندرہ نہیں پچیس سال لے لے گا۔

سب سے پہلا کلچر جس نے اس گناہ کی ابتداء کی وہ عادوثمود تھے۔ عادوثمود کے علاوہ Spartans نے سب سے پہلے اپنے قانون پاس کیے اور homosexuality (ہم جنسیت) کی اجازت دی۔ صرف پندرہ سال وہ حکومت قائم رہی، وہ کلچر فنا و برباد ہو گیا۔ اب Americans وہی کر رہے ہیں۔ We can wait for some more time. کسی کو اسے قتل کرنے اور مارنے کی ضرورت نہیں ہے، وہاں کوئی جہادی نہیں جائے گا۔ corrosion (دھیرے دھیرے ختم ہونا) اندر سے شروع ہوتی ہے لیکن دوسری طرف اگر آپ اسلام سے یہ توقع رکھتے ہو، اگر اس قسم کی اجازت چاہتے ہو، اس قسم کی آزادیاں چاہتے ہو تو یہ ممکن نہیں ہے کہ پروردگار کی پسند و ناپسند کو آپ مجروح کر دیں جیسے "History of Religion" کی مصنف فرماتی ہیں کہ ''اب اگر اللہ کو زمین پر حکومت کرنا ہے تو ان سارے گناہوں کی اجازت دے کر انسانوں کے ساتھ مفاہمت کرنی ہو گی کہ اے بندو! یہ لو، تم جو کرنا چاہو کر لو۔ اس کے بعد تو please مجھے خدا مان لو'' ...... مگر، اُس بے نیاز ربّ کریم کو ہماری کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ اچھی طرح یاد رکھیئے گا کہ رسولِ اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی؟ فرمایا: ''جب زمین پر ایک بھی اللہ، اللہ کہنے والا شخص موجود نہ ہو گا تو تب قیامت آئے گی''۔ اندازہ کیجئے کہ اللہ کو اس لیبارٹری میں اگر six billions میں سے ایک آدمی بھی مل جائے تو وہ قیامت نہیں لائے گا۔ Look at the average of the high wastage. He doesn't care چھ ارب تباہ ہوتے ہوں، برباد ہوتے ہوں، اسے کوئی پرواہ نہیں اور disqualification کا معیار خدا کی ہر مخلوق میں قائم ہے، پانچ ہزار اُگتے ہیں، باقی ضائع ہو جاتے ہیں۔ ایک general wastage کا order ساری دنیا میں قائم ہے۔ کوئی کوئی شگوفہ کھلے گا تو حسنِ بہار بنے گا۔

اب بھی آپ کے بس میں ہے، اب بھی آپ کے شعور کے بس میں ہے کہ کسی سے ادھار لے کے آپ قرآن نہ پڑھو، ادھار کی information نہ لو۔ ہر آدمی، ہر religious movement ایک المیہ کا شکار ہے۔ ایک angle سے دنیا کو دیکھتی ہے۔ اپنے وجود کو محقر کرتی ہے، اپنے آپ کو صحت مند قرار دیتی ہے۔ کوئی قرآن پڑھتا ہے اور حدیث سے انکار کر رہا ہے، کوئی حدیث مانتا ہے اور قرآن کی باتوں سے انکار کر رہا ہے۔ بڑے بڑے نئے مفکر اور دانشور آ رہے ہیں میڈیا پر جو اس انداز میں اللہ اور رسول ﷺ کی بات کرتے ہیں جیسے ایک برا

ہمسایہ ان کو نصیب ہو گیا ہو۔ آج کے secularists کو، enlightened اسلام والوں کو، بڑی مصیبت پڑ گئی ہے مگر اسلام reaction show نہیں کرتا۔ اللہ کو کیا پڑی ہے...... اس سے پہلے کیا تو میں تمرد اور سرکشی کا شکار نہیں ہوئیں؟ کیا آپ نے نوحؑ کے زمانے میں نہیں دیکھا؟ نوحؑ اتنے تنگ ہوئے ایک ہزار سال کی سرکشی اور انکار کے بعد کہ کہا: ''اے پروردگار! ان میں سے کوئی سیکھنے والا نہیں، کوئی پڑھنے والا نہیں، کوئی تجھے ماننے جاننے والا نہیں...... میری درخواست ہے کہ روئے زمین پر ایک کافر بھی نہ چھوڑ......! پھر آپ دیکھئے کہ ''ہندو mythology'' میں طوفانِ نوح موجود ''منوسمرتی'' میں طوفانِ نوح موجود ''Scandinavian mythology'' میں طوفانِ نوح موجود ''میسوپوٹیمیا'' کی civilization میں طوفانِ نوح موجود...... یعنی صرف ایک طوفان سے روئے زمین پر تمام زندگی کو ختم کر سکتا ہے۔ So we all don't do any favour to him, nothing at all. اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے، ہم سمجھنے کی کوشش کریں اور اس cultural تصادم میں اس temporary اشتہا انگیزی سے بچیں۔ ہمیں تحفظِ نسل کیلئے، تحفظ زمین و آسمان کیلئے سب چیزوں کی اجازت ہے مگر قاعدے اور قرینے سے۔ مگر خدا کیلئے اس inferiority سے بچیں جو مغربی درسگاہوں کی ہے، جو مغربی تعلیم کی ہے، جو مغربی شعور کی ہے...... اور افسوس کی بات یہ ہے کہ آج تک مغربی شعور نے ہمیں کوئی بڑا مفکر نہیں دیا، بڑا دانشور نہیں دیا بلکہ یہی احساس کمتری کے مارے ہوئے چند یونیورسٹی کے پروفیسر دیئے ہیں جو مولوی کو اسلام سمجھتے ہیں اور تنقید انہوں نے اسلام پر شروع کی ہوئی ہے اور ایسے لگتا ہے کہ یہ طوفانِ بدتمیزی ایسا چڑھے گا کہ زمین سے اسلام کو نیست و نابود کر جائے گا۔ نئے enlightened اور نئے moderate concepts (اتفاقِ رائے) اسلام میں آئیں گے جن میں شراب کی اجازت ہو گی، consent کی اجازت ہوگی، بڑے بڑے حیرت انگیز کرشمے واقع ہونگے۔ اسلام پھر بھی اللہ کا دین رہ جائے گا۔ اللہ مصالحت کرے گا enlightenment والوں کے ساتھ کہ یار! مجھے مانتے ہو......، چلو......! دو چار خامیاں میں قبول کر لیتا ہوں۔ معاذ اللہ! استغفر اللہ...... انسان اپنی حیثیت نہ جانے......

یہ narcissist ہے، خود پسند انسان ہے، اسکا خیال ہے کہ میں اکیلا ہوں، اللہ نے مجھے بنا تو دیا ہے، اب میں اللہ پر احسان کر رہا ہوں اس کی شناخت کا...... اور اس کی صمدیت اور

بے نیازی سے بے خوف نہیں ہوتا۔ خدا ہمیں توفیق دے We should be able to understand God with better education, and better understanding. جیسے اللہ نے کہا کہ تم میں سے کوئی بھی مجھے جاننے کا حق ادا نہیں کرتا۔ تم میں سے کوئی بھی میری عبادت کا حق ادا نہیں کرتا، میں نے تمہیں عقل و شعور بخشا تھا، تم مجھے اندھی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو اور بجھی ہوئی روشنیوں سے دیکھتے ہو۔ میں نے چاہا تھا کہ میرے بندے سوچیں، سمجھیں غور کریں، آیاتِ الٰہی کو جانیں کہ "اَلَّذِینَ یَذکُرُونَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُودًا وَّ عَلٰی جُنُوبِهِم" اور کھڑے بیٹھے کروٹوں کے بل میرا ذکر کریں اور "وَیَتَفَکَّرُونَ فِی خَلقِ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ" اور میرے ماننے والوں میں سے غور و فکر کرنے والے سائنسدان اٹھیں، سیاستدان اٹھیں، دانشور اٹھیں، علیم اٹھیں، ادیب اٹھیں، کریم اٹھیں مگر جو منظرِ عام اس وقت ہے کہ جو پڑھنے والا ہے وہ خدا کے خلاف ہو رہا ہے۔ اس قدر شدید بحران ہے احساسِ کمتری کا کہ اللہ حیران ہے کہ میں ان مسلمانوں کو کس "سطحِ پستی" سے اٹھاؤں اور کس "منزلِ فکر" تک پہنچاؤں۔

وَمَا عَلَینَا اِلَّا البَلاَغ

سوال وجواب

سوال: آج کے media میں اور آج کے intellectuals اسلام میں عورت کے مقام کو بہت down rate کرتے ہیں، بہت کمتر portray کرتے ہیں۔ اگر اسلام اتنا ہی enlightened ہے جتنا کہ آپ نے اپنے lecture میں کہا تو اسلام عورت کو اتنا کمتر کیوں گردانتا ہے؟

جواب: جس وقت اسلام آیا اس وقت اگر پس منظر میں عورت کے مقام کو دیکھیں تو کچھ خواتین بار بار رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ اسلام نے ہمیں یہ حق نہیں دیا، ہمیں وہ نہیں حق دیا تو ایک دفعہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں یاد ہے کہ جب تم زنانہ possibility کا شکار ہوتی تھیں یعنی جب تم ایام میں ہوتی تھیں تو society کے مرد تمہیں بکریوں کے باڑے میں بند کرتے تھے اور جہاں مینگنیاں گن گن کر تم دن پورے کرتی تھیں یعنی human society تمہیں اتنا بھی قبول نہیں کرتی تھی۔ اس وقت تمہیں ایام میں اسقدر ناقص سمجھا جاتا تھا اور پھر اللہ نے تمہیں یہ رتبہ اور یہ مقام بخشا کہ جب ایک دفعہ خواتین نے شکایت کی کہ اسلام میں بنیادی طور پر قرآن مردوں کو مخاطب کرتا ہے اور ہمارا ذکر نہیں کرتا۔ کیا اللہ کے نزدیک ہم ایسی ہی گئی گزری مخلوق ہیں تو خدا نے اپنی بندیوں کی سن لی اور قرآن میں آیات اُتریں اور ان آیات کے ذریعے اللہ نے بتایا...... جیسے آپ ان کو پڑھتے ہو: "والصَّآئِمِینَ وَالصَّآئِمَاتِ" تو سب سے آخر میں اللہ نے وَالذّٰاکِرِینَ وَالذّٰاکِرَاتِ کا ذکر کیا کہ اللہ کو یاد کرنے والے اور اللہ کو یاد کرنے والیاں......

اسلام over all عورت کے بارے میں exhibition (نمائش) کو پسند نہیں کرتا اور protective ہے۔ اب دیکھئے یورپ میں کتنے بڑے culture differences ہیں کہ خواتین تیز خوشبو لگائیں اور مرد آہستہ اور اسلام میں یہ ہے کہ عورتیں ہلکی خوشبو لگائیں اور مرد تیز...... تو یہ ایک basic رجحان کی نشان دہی کرتا ہے کہ عورت کو اللہ تعالیٰ تھوڑا محفوظ رکھتا ہے کہ جب وہ نمایاں ہوگی اور اپنے آپ کو اسطرح منظر عام پر لائے گی تو اسکی سادہ لوحی کا فائدہ اس طرح بھی اٹھایا جائے گا کہ جیسے آج دنیا میں تمام کا تمام media عورت کے سر پر چلتا ہے۔ تمام advertisements اس کے سر پر چلتی ہیں اور اس درجہ exhibit کیا جاتا ہے خواتین کو کہ سوچنے کی بات یہ ہے کہ کچھ تھوڑی سی خواتین اس exhibition کو پسند کرتی ہیں مگر کیا، تمام

خواتین اسی attitude (رویہ) کو اسی exhibition کو پسند کرتی ہیں؟ Islamic attitude (اسلامی رویہ) بنیادی طور پر protective ہے بچوں کیلئے، ماؤں کیلئے، relationships (تعلقات) کیلئے مگر جو بہت بڑی آزادیاں ہیں وہ اللہ نے عورت کو بخش دی ہیں اور اتنی سختی سے بخشی ہیں کہ پیغمبر ﷺ بھی اس آزادی میں مداخلت نہ کر سکے کہ جب ایک لڑکی کا نکاح ہوا، اس وقت وہ نابالغ تھی اور والدین نے اس کا نکاح کر دیا۔ جب رخصتی کا وقت آیا تو وہ بالغ ہو چکی تھی اور اس نے اس شادی کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ معاملے کو حضورِ اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا اور حضور ﷺ نے لڑکی کو تجویز کیا کہ ''بہتر ہے کہ تو نکاح کر لے''......اس نے کہا: ''میں نہیں کرنا چاہتی'' جب دوسری مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے کہا تو اس لڑکی نے کہا: ''میں نہیں کرنا چاہتی''۔ جب تیسری مرتبہ کہا تو لڑکی نے پھر انکار کیا کہ ''میں یہ نکاح نہیں کرنا چاہتی''۔ تو رسولِ گرامی مرتبت ﷺ نے نکاح کو فسخ قرار دیا اور اس liberty (آزادی) کو اور اس اختیار کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے عورت کے ساتھ مخصوص کر دیا۔ اس قسم کی آزادی اور اس قسم کا اختیار اگر آپ کے مسلم معاشرے میں چھینا گیا ہے یا موجود نہیں ہے تو اس کی وجہ قطعاً اسلام نہیں ہے۔

اسلام نے عورت پر تشدد کی مذمت کی ہے کہ Western معاشرے میں مرد اور عورت کا تشدد day to day (روزانہ) کی روٹین میں شامل ہے مگر رسول گرامی مرتبتؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی بیویوں پر جبر و زور کرتے ہو، ان سے مار پیٹ کرتے ہو، تم کیسے لوگ ہو کہ جن عورتوں کے ساتھ تم صبح کو مار پیٹ اور جبر و زیادتی کرتے ہو پھر انہیں کو اپنے بستر پر اکٹھا کرتے ہو؟ یعنی naturally he pointed out کہ اگر عورتوں پر تم جبر و زیادتی کرو گے تو انکی ناراضگی اور انکی منظوری کے بغیر ان کے ساتھ reprodution کرنا چاہو گے تو تمہارے گھروں میں بنیادی طور پر کسی قسم کی خوشی کا کوئی امکان نہیں ہوگا۔ جہاں تک professional choices (پیشوں کے چناؤ) کی بات ہے، کام سیکھنے کی بات ہے اسلام کے ابتدائی تمام ماحول میں عورتیں اتنی ہی active تھیں جتنے مرد تھے اور Florence Nightingale (فلورنس نائٹ اینگیل) سے بہت پہلے مسلمان عورتوں نے ابتداء کر دی تھی مرہم پٹی کی، زخمیوں کی نگہداشت کی، ان کو پانی پلانے کی اور تمام extra-military services (زائد فوجی خدمات) ان کے سپرد تھیں۔ ''یرموک'' اور ''اجنادین'' کی جنگیں عورتوں کی آزادی اور ان کی professional liberties (پیشہ وارانہ آزادی) کا بہت بڑا ثبوت تھیں کہ تین مرتبہ

یرموک میں مسلمان افواج شکست کھا کے پیچھے پلٹیں اور تینوں مرتبہ ان کو واپس پلٹانے والی، غیرت دلانے والی، جنگ پر آمادہ کرنے والی، انکی بہادری ابھارنے والی مسلمان عورتیں تھیں، جنہوں نے خیموں کی چوبیں اکھاڑ لیں اور ان سے کہا کہ تم عہد جاہلیت میں اتنے بہادر تھے، اب اسلام میں اتنی بزدلی دکھاؤ گے تو ہم اپنے خیموں کی چوبوں سے تمہاری گردنیں اور تمہارے پیٹ کو پھاڑ دیں گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر کار یرموک کی جنگ مسلمان جیت گئے اور یہ بڑی خوفناک جنگ تھی۔ اسی طرح ''اجنادین'' کی جنگ میں ''خولہ بنتِ ازور'' ایک عورت نہیں بلکہ ایک institution ہے جس نے تنِ تنہا نکل کے دشمنوں کے ایک پورے گروہ پر حملہ کیا، اپنے بھائی ضرّار بن ازور کو چھڑایا اور وہ اتنی خوفناک جنگجو تھی کہ خالدؓ نے اسے دیکھ کر کہا کہ میں نے آج تک کسی ایسے جنگجو کو نہیں دیکھا جو اس نقاب پوش کی طرح لڑ رہا ہے۔ یہ ہے کون......؟ اور بعد میں ''خولہ بنتِ ازور'' نے تعارف کرایا تو خواتین و حضرات! ایک بات تو اس سے پوری طرح ثابت ہے کہ اُس زمانے میں آلاتِ حرب کو سیکھنا، ان پر کمانڈ حاصل کرنا جیسے خولہ نے کیا جیسے ہند زوجہء ابوسفیان نے کیا، یہ قطعاً معمولی اور روٹین کی باتیں سمجھی جاتی تھیں۔ اس لیے میرا نہیں خیال کہ اسلام میں عورت کو آزادی کا کوئی مسئلہ درپیش ہو، البتہ ظاہر ہے کہ society کے استحکام کیلئے کوئی بھی صاحب معاشرہ (جو تخلیق کر رہا ہے) ان اقدامات کی ضرور مخالفت کرتا ہے جس سے اس کا خیال یہ ہے کہ عورت کے وجود کی توہین ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ relationship کے معاملے میں اللہ نے جو احتیاط عطا فرمائی ہے وہ اس معاشرے میں بھی اُن liberties کی وجہ سے جو فسادات ہو رہے ہیں وہ بھی بڑے obvious ہیں۔

میں ایک عام سا سوال خواتین سے ضرور پوچھوں گا کہ جن معاشروں میں تعلقات اور ملاقات کی اتنی آزادی ہے کہ ہر وقت male اور female (مرد و عورت) اکٹھا رہ سکتے ہیں اور ہر وقت ان کی understanding ہوتی ہے اور ہر ممکنہ طریقے ان کے ملاپ کے موجود ہیں اور کوئی رکاوٹ ان میں موجود نہیں ہے۔ اس کے بعد چار پانچ سال کی مکمل مفاہمت کے بعد اور social co-operation (سماجی تعاون) کے بعد اور financial co-operation (معاشی تعاون) کے بعد جب ان کی شادیاں ہوتی ہیں تو ان کی طلاقوں کی average (شرح) آپ سے کیوں زیادہ ہے؟ ?Why it is کہ مغرب جو دعویٰ کرتا ہے کہ ہم مکمل آزادی دیتے ہیں اور مرد و عورت کے درمیان کسی قسم کی رکاوٹیں، کسی قسم کے barrier

موجود نہیں ہیں اور محبتوں کی ہی شادیاں ہوتی ہیں اس کے باوجود پھر مغرب میں طلاقوں کی اتنی بڑی average کیوں ہے کہ جو imagine کرنا ہی مشکل ہے؟ اس کے علاوہ عورتوں کے حقوق کے دعویدار culture جو موجود ہیں انہوں نے عورتوں پر کیا بڑی آفت لا رکھی ہے کہ......

یہ قانون تو بنا دیا کہ عورت کو مرد کی جائیداد میں سے آدھا حصّہ ملے گا مگر اس کے عوض عورتوں کو کیا ملا؟ Unidentified relationships, اور living together کا institution آ گیا کیونکہ مردوں نے ان عورتوں کو آدھی جائیداد دینے سے انکار کیا یا آدھی جائیداد بچانے کیلئے وہ نکاح یا registration تک نہیں پہنچتے اور living together کا ایک نیا institution پیدا ہو گیا جس نے عورت کیلئے کوئی عزت وحرمت چھوڑی اور نہ اس کے بچوں کے لئے جو society میں protection مانگتے تھے اور مرد اپنے مقاصد کے حصول کے بعد ان سے فارغ ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی انسانی قانون اتنا اچھا بنا ہوتا کہ عورتوں کو تحفظات دیتا تو میں یقین سے کہتا کہ میں اللہ کو کہہ سکتا ہوں کہ آپ کے اسلام نے عورتوں کو کم حقوق دیئے ہیں یا ان کی کم حفاظت کی ہے But when we look at the conditions and the multiphasic problems جو عورت مغرب میں face کر رہی ہے اور وہ بے شمار بچے جو بغیر ماں باپ کی indentity کے پیدا ہو رہے ہیں تو پھر ہم کیوں convince نہیں ہوتے کہ کوئی system اس وقت دنیا میں موجود نہیں جو عورتوں کو اسلام سے زیادہ عزت واحترام بخش رہا ہے۔

سوال: پروفیسر صاحب! آج کل media پر ایک بڑی گرما گرم بحث چل رہی ہے اور دوستوں اور احباب میں بھی بڑی گرم بحث ہے اور اس کے اوپر ایک پروگرام آیا تھا جس میں کہ علامہ اقبالؒ کے بیٹے جاوید اقبال نے بھی اپنی رائے دی تھی اور دوست کہتے ہیں کہ ڈاکٹر اسرار بھی اس مجلس میں موجود تھے اور انہوں نے اس کا خاطر خواہ اور clear جواب نہیں دیا تھا۔ ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب نے یہ بات بڑی واضح طور پر GEO T.V. پر کہی تھی کہ قرآن میں شراب کو حرام قرار نہیں دیا گیا۔ آپ اسکا بڑا واضح جواب دیں۔

جواب: خواتین وحضرات! ''حرام'' تو ایک ایسا عنوان ہے کہ بہت ساری چیزیں جو آپ پر اس وقت حلال نہیں ہیں ان سب کا ذکر قرآن میں نہیں ہے۔ قرآن کچھ basic laws مرتب کرتا ہے اور پیغمبر کے ذریعے ہم اس کو پھر تحقق کرتے ہیں یا اس کی تخصیص کرتے ہیں۔ قرآن کو اللہ کے

رسول ﷺ سے جدا نہیں کیا جا سکتا اور جب یہ کہا جائے کہ قرآن میں یہ چیز نہیں ہے وہ چیز نہیں ہے تو پھر ہم جواباً ان سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر بـعـیـنـہٖ قرآن کی interpretation وہ ہو جو اس کے لفظوں میں لکھی ہوئی ہے تو پھر بڑی مشکل ہے کہ آپ بغیر شارح کے، بغیر محمد رسول اللہ ﷺ کے قرآن کی کسی وضاحت کو پاسکو کیونکہ بہر حال اگر قرآن کے موضوعات پر وضاحت تسلیم کرنی ہے تو ہمیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث چاہیے ہوتی ہے اور ان کے بغیر آج کے دن باوجود بے پناہ پڑھے لکھے ہونے کے بھی میں نہیں کہہ سکتا کہ میں قرآن کو قرآن سمجھ سکتا ہوں۔ ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب ہوں یا کوئی اور مفکر ہوں ہمیں کوئی ایسی دلیل مہیا نہیں کر سکتے کہ قرآن، قرآن ہے اور اللہ کی کتاب ہے۔ مگر ایک ''شخص واحد'' ہے، محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جن کی زبان سے دو اقوال نکلتے ہیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ وحی ہے، اللہ کی بات ہے اور آپ ﷺ فرماتے ہیں: ''یہ میری بات ہے، یہ حدیث ہے''۔ اس کے علاوہ کسی شخص کے پاس بھی قرآن کے قرآن ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ وہ ''شخص واحد'' جس کو یہ بات کہنے کیلئے چالیس برس تک ''صادق اور امین'' کہلوایا گیا...... لوگوں کیلئے نہیں کہلوایا گیا۔ صادق اس لئے کہلوایا گیا کہ یہ اللہ پر کبھی جھوٹ نہیں بولیں گے اور جو بات کہیں گے اللہ کی طرف سے سچ کہیں گے اور امین اس لیے کہلوایا کہ جو کچھ ہم انہیں دیں گے اس میں نہ ایک حرف زائد کریں گے، نہ ایک حرف کم کریں گے۔ چونکہ ہم قرآن ان کو دے رہے ہیں اور اس میں ایک لفظ کے تغیر کی گنجائش موجود ہو تو پھر رسول اللہ ﷺ صادق اور امین نہیں ٹھہرتے اس لیے سب سے پہلے قولِ رسول ﷺ ہی نے ہمیں بتایا کہ یہ اللہ کی کتاب ہے، اللہ کی وحی ہے اور وہی پھر فرق کرنے والے ہیں، اپنی باتوں میں اور اللہ کی باتوں میں...... اس لئے جب بھی قرآن سمجھا جائے گا، پڑھا جائیگا اس کی authenticity اور اس کی explanation کا تمام تر دباؤ رسول اللہ ﷺ پر ہوگا اور اُن کی احادیث سے ہوگا۔ بغیر حدیث قرآن بھی establish نہیں ہوتا۔

اب سوال شراب کا ہے۔ ابتداء میں پوچھا گیا کہ ''یَسْـئَـلُـوْ نَکَ عَنِ الْخَمرِ وَالْـمَـیْسِـرِ'' (تم سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں) کہ جوئے، شراب اور پانسوں کے بارے میں قرآن (اللہ) کیا کہتا ہے؟

'' قُل فِیهِمَا اِثمٌ کَبِیرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ''

کہہ دو کہ اس میں...... اِثمٌ کَبِیرٌ (بہت بڑے نقصانات ہیں۔) وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ (اور تھوڑا سا

فائدہ بھی ہے۔) سخت سردی میں، congession میں برانڈی کا استعمال کیا جاتا ہے۔شروع میں بچوں کو ڈاکٹر اور مائیں... heavy Pneumonia میں دے دیتے تھے، اس میں تھوڑا سا فائدہ بھی ہے مگر اللہ نے وضاحت سے بتایا:

"وَاِثمُهُمَا اَكبَرُ مِن نَّفعِهِمَا"

کہ اس کے جرائم، اور اس کے نقائص اس کے نفعوں سے زیادہ ہیں تو اس آیت کے بارے میں یہ ہے کہ جیسے مجھے ایک دوست بتا رہے تھے کہ گول دائرے میں جب ٹریفک کی کوئی ہدایت آئے تو ایک permanent ہے کہ کچھ suggessions ہیں، کچھ instructions ہیں مگر کچھ ممانعت ہے۔ تو اگر آپ دیکھیں گے تو یہ آیت تکون میں آ گئی ہے کہ جو بہت عقلمند اور سمجھدار صحابہؓ تھے اس آیت کے آتے ہی شراب چھوڑ گئے تھے کہ "یَسئَلُوْنَکَ عَنِ الخَمرِ وَالمَیسِرِ o قُل فِیهِمَا اِثمٌ کَبِیرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ. وَاِثمُهُمَا اَكبَرُ مِن نَّفعِهِمَا" جاننے والوں کیلئے اشارہ کافی تھا...... ہوسکتا ہے ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب اتنے wise نہ ہوں مگر اسوقت مسلمان جو اللہ کو جاننے والے تھے، سمجھ بوجھ رکھنے والے تھے وہ منشائے ربانی سمجھ گئے تھے کہ خدا شراب پینا پسند نہیں کر رہا لیکن وہ society بنیادی طور پر alcoholic society تھی۔ عرب سوسائٹی alcoholic society تھی...... اور اللہ کوئی سخت گیر مولوی نہیں تھا...... وہ جانتا تھا کہ لوگوں کیلئے اسے چھوڑنا مشکل ہے اس لئے کہ اللہ انسانوں کو بہتر جانتا تھا۔ اس لئے اشارہ کر دیا تھا، سختی نہیں کی تھی۔ بہت سے لوگ اسی آیت سے شراب چھوڑ گئے۔ پھر آگے بڑھ کر کچھ لوگوں نے شراب پینا جاری رکھا اور وہ نشے کی حالت میں نماز کو چلے جاتے تھے۔ libertines (آزاد) لوگوں پر، third minds پر جہالت کا اثر غالب تھا۔ سالہا سال انہوں نے لات و منات کی عبادت کی ہوئی تھی۔ جب نمازوں میں جاتے، ہوش میں نہ ہوتے تو وہ اس طرح کرتے کہ بجائے "اللہ" کے لات و منات پڑھ جاتے۔ باقی آیت وہی چل رہی ہوتی، اللہ کی بجائے "لات" ہو جاتا، "منات" ہو جاتا، "ھبل" ہو جاتا تو خداوندِ کریم نے اب partial (جزوی) ممانعت تخلیق کی۔ ابھی بھی اُس society کے مکمل change ہونے کا وقت نہیں آیا تھا اس لئے اللہ نے چوبیس گھنٹوں میں سے نمازوں کے اوقات کی ممانعت declare کردی: "وَلَا تَقرَبُو الصَّلٰوۃَ وَاَنتُم سُکَرَات" (کہ نماز کے قریب مت جاؤ جب تم نشے میں ہو) تمہیں پتہ ہی نہیں ہوتا کہ تم کیا کہہ رہے ہو تو ایسا نہ ہو کہ تمہاری اس گفتگو سے

تمہارے اعمال اکارت چلے جائیں اور تم ایمان سے نکل جاؤ۔ اب دوبارہ اگر آپ اس آیت کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ پہلے اشارہ دیا گیا ہے کہ نہ کرو تو بہتر...... دوسرے میں practical insinuate (عملی طور پر دل میں بٹھانا) آ گیا ہے کہ ان اوقات میں یا نمازوں کے اوقات میں تم شراب نہ پیو۔ واضح حکم آ گیا کہ شراب پی کر تم یہ کام نہ کرنا۔ اسکے بعد کچھ ایسے واقعات پیش آئے جن میں سے ایک واقعہ بڑا مشہور ہے۔ وہ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شادی کا ولیمہ ابھی نہیں ہوا تھا تو سیدنا ابی بکر صدیقؓ نے انہیں دو اونٹنیاں دی تھیں کیونکہ جناب علی کرم اللہ وجہہ کی مالی حالت اس وقت بہت درویشانہ سی تھی تو حضرتِ ابوبکرؓ نے ان کو دو اونٹنیاں پیش کیں کہ آپ یہ اپنے ولیمے پر لگا ئیں۔ وہ اونٹنیاں کھڑی تھیں اور عرب کے پرانے دستور کے مطابق ''رجز'' پڑھے جا رہے تھے اور رقاصہ موجود تھی، حضرتِ حمزہؓ بھی وہاں موجود تھے، اُس رقاصہ نے شعر پڑھا کہ اے حمزہؓ شیرِ عرب! تو وہی ہے کہ اپنے ایک ہاتھ سے دس دس اونٹنیوں کی کونچیں کاٹ دیتا تھا...... چونکہ حمزہؓ بہت نشے میں تھے اور پورے پورے alcoholic تھے اور ماشاءاللہ! دلاورانِ عرب میں سے تھے...... جب یہ شعر سُنا تو اُٹھے اور ایک ہی ہاتھ مارا اور دونوں اونٹنیوں کی کونچیں کاٹ دیں جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ولیمے کیلئے رکھی ہوئی تھیں۔ اسکا شدید صدمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ہوا۔ اب چچا کو تو کچھ کہہ نہیں سکتے تھے۔ وہ تو اُس وقت کسی اور ہی عالم میں تھے۔ بھاگتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور فرمایا: ''یارسول اللہ! غضب ہو گیا، حمزہ نے یہ کیا ہے۔'' محدثین کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس چادر تھی، انہوں نے پوری طرح چادر بھی نہیں لی اور گھسٹتی ہوئی چادر کے ساتھ مجلس میں آ کر کہا: ''چچا تو نے یہ کیا کِیا؟'' اور حضرتِ حمزہ چونکہ بالکل ہی گئے ہوئے تھے...... حالت ہی کوئی اور تھی...... تو آنکھ اٹھا کر کہا کہ تم سب میرے باپ عبدالمطلب کے غلام ہو۔ حضور ﷺ نے جب یہ بات سنی تو چادر سمیٹی اور کہا کہ چچا کو تو ہوش ہی نہیں ہے، وہ پتہ نہیں کس عالم میں ہے، اب ان سے کیا بات کروں۔ یہ واقعہ پیش آیا اور اس قسم کے کچھ اور واقعات پیش آئے تو قرآن نے آیت اتاری کہ اے لوگو! کیا تم خدا کا ساتھ دینا نہیں پسند کرو گے؟ کیا تم شیطان کا ساتھ دینا پسند کرو گے؟ یہ شراب جو تمہیں پلاتا ہے، تمہیں آپس میں لڑواتا ہے، تمہارے اعمال ضائع کرواتا ہے، تمہیں قتل و غارت پر آمادہ کرتا ہے تو اب فیصلہ کرلو کہ تم خدا کا ساتھ دو گے کہ شیطان کا ساتھ دو گے......؟ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ حرام نہیں ہوا...... حرام تو بڑی چھوٹی سی چیز ہے۔ حرام کے بعد بھی خدا کی بندگی یا ساتھ سے

مسلمان نہیں ہٹتا۔ یہاں تو اللہ بڑی سخت بات کہہ رہا ہے کہ فیصلہ کرلو کہ تم اللہ کا ساتھ دینا چاہتے ہو یا شیطان کا ساتھ...... اب کون ڈاکٹر صاحب کو سمجھائے کہ یہ حرام سے سخت آیت ہے اور یہ بہت واضح آیت تھی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس آیت کو سمجھا کیسے گیا......؟ لوگوں نے کیسے سمجھا......؟ اصحابؓ نے کیسے سمجھا......؟ محمد رسول اللہ ﷺ نے اسے کیسے سمجھا؟ اس کے بعد کُلی ممانعت کا اعلان ہونے کی وجہ سے مدینہ کی گلیوں میں شراب اس طرح پھینکی گئی کہ گلیوں میں، نالیوں میں پانی کی بجائے شراب بہتی تھی۔ اب بتائیں کہ کیا ''ڈاکٹر صاحب'' زیادہ صاحبِ فہم ہیں اس معاملے میں......؟ مدینہ کے اصحابؓ نے اور مدینہ کے شارح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا غلط مطلب سمجھا تھا کہ اس سے مکمل ممانعت منظور ہے اور شراب اب کوئی بھی نہیں پیئے گا اور جو پیئے گا وہ قابلِ سزا ہو گا۔ اب سوال یہ ہے کہ قابلِ سزا ہونے کا جواز موجود ہے کہ نہیں؟ حدیث اس پر وارد ہے کہ ایک دفعہ منع کرو، نہ منع ہو تو دوسری مرتبہ منع کرو، نہ منع ہو تو تیسری مرتبہ اسے بند کردو پھر بھی اگر باز نہ آئے تو اسے قتل کردو۔ یہ شراب کی سزا کے چار steps تھے جو پہلے عرصے میں نافذ ہوئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کی سزا چالیس کوڑے رکھی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اسکی سزا اسّی کوڑے رکھی، اور throughout عالم اسلام میں کسی کو شبہ نہیں ہوا سوائے ''ڈاکٹر صاحب'' کے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اس آیت کو غلط سمجھا ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ جو ہمیں suit کرتا ہے، وہی ہم مانتے ہیں۔ ایک چھوٹی سی مثال آپ کو بتاؤں کہ ''قادسیہ'' کی جنگ میں ''ابو محجن سقفی'' پابندِ سلاسل تھے اور اس کی وجہ شراب تھی یعنی practically تاریخ اس واقعے کی گواہ ہے۔ پتہ نہیں ''ڈاکٹر صاحب'' نے پڑھی یا نہیں کہ قادسیہ کی جنگ میں ابو محجن سقفی کو ایک خیمے میں اس لیے قید کیا گیا کہ وہ شراب پیئے ہوئے تھا۔ پھر جنگ جب تیز ہوئی تو اس نے رجز پڑھا اور اس نے کہا: ''کیا بدبختی ہے میری کہ میں جو عرب کا اتنا بڑا جنگجو ہوں''...... میں صرف ایک نشے کی وجہ سے اللہ کی خاطر لڑنے سے محروم ہوں...... تو حضرتِ سلمیٰ، جو حضرتِ سعدؓ کی بیوی تھیں، ان کو اسکا رونا برا لگا اور خیال کیا کہ میں اسے کھول دوں کہ یہ اللہ کی راہ میں لڑے اور پھر محجن سقفی جیسے لڑے وہ تاریخ میں ریکارڈ ہے اور واپس جب آئے تو حضرتِ سعدؓ نے ان کا حال پوچھا اور پھر انکو اس معذرت پر کہ میں آئندہ نہیں پیئوں گا...... ان کی سزا معاف کی اور انکو بخش دیا۔

اب مسئلہ جو بڑا سادہ سا ہے کہ اس کی سزا، اس کی فہمائش، اسکی بندش سب موجود ہیں، دین میں موجود ہیں، رسول اللہ کے طرزِ عمل میں موجود ہیں، اصحابِ رسول ﷺ کے طرزِ عمل میں

موجود ہیں اور کسی بھی گورنمنٹ کے اس طرزِ عمل میں موجود ہیں کہ شراب دو قسم کے effects تخلیق کرتی ہے۔ ایک depressant (بے حسی) اور دوسرا exuberant (فراواں) اور aggressive (جارحانہ) اور اگر شراب پی کر وہ مخلوق میں خراب کاری کرے گا، دنگا مشتی کرے گا، رولا ڈالے گا، خلقت کے آرام کو نقصان پہنچائے گا تو اسلام ہی کیا آج کا قانون بھی، Western قانون بھی اسے سزا دے گا...... اس لئے مجھے نہیں پتہ کہ ''ڈاکٹر صاحب'' نے یہ جواز جو دیا ہے تو کیا انہوں نے صرف لفظِ ''حرام'' ہی کو حرام قرار دینا ہے یا کچھ اللہ کے رسول ﷺ کی متابعت بھی کرنی ہے یا قرآن کو علیحدگی میں پڑھنا ہے اور بغیر کسی شارح کی مدد کے پڑھنا ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے قرآن نہیں پڑھا...... اس وجہ سے وہ یہ باتیں کرتے ہیں۔

سوال: دوست پوچھ رہے ہیں sir کہ اسلام سے لوگ آخر اتنے خوف زدہ کیوں ہیں؟

جواب: یہ اسلام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے یا اللہ کو نہ سمجھنے کی وجہ سے لوگ خوف زدہ ہیں۔ ہم پر ہندووانہ اثرات بڑے گہرے مسلط ہیں۔ برصغیر میں جب Aryans (آریا) کی آپس میں struggle شروع ہوئی تو شروع میں چونکہ برہمن جو priest (پجاری) تھا وہ rule کرتا تھا اور راجپوت اس کی متابعت کرتے تھے مگر جب آپس کی باہمی کشمکش ہوئی تو راجپوت چونکہ صاف ستھرا جنگجو تھا وہ جنگ جیت گیا اور برہمن defensive (مدافعانہ) ہو گیا۔ جب برہمن defence پر گیا تو اس نے راجپوت کو دوبارہ trap (قابو) کرنے کیلئے مذہب میں دو چیزیں introduce (متعارف) کیں، ایک ''allurement'' (لبھاؤ) تھی اور دوسرا ''خوف'' تھا۔ خوف کیلئے اس نے کالی، درگا، سرسوتی، گھنشام، گنیش اور خوفناک شکلوں والے دیوتا پیدا کر دیئے اور تنگ و تاریک حجروں میں ان کو متمکن کیا...... جب پریشان حال راجپوت جو بیچارہ سیدھا سادا سپاہی تھا...... مندروں میں گھستا اور ان دیوی دیوتاؤں کو دیکھتا اور ان کے ساتھ وابستہ داستانیں سنتا تو اس کا دل خوف سے بیٹھ جاتا تھا اور پھر وہ برہمن کے اقتدار میں آ جاتا تھا۔ اس کا دوسرا حصہ دیوداسیاں، ناچ اور رقص و سرور تھے جو مذہب کے نام پر ہوتے تھے۔

اتفاق یہ دیکھئے کہ جب اسلام آیا تو اس میں ایسی کوئی چیز نہیں تھی، اسلام انس تھا، محبت تھا، اخلاص تھا، اسکے علاوہ اسلام میں کوئی شے نہیں تھی۔ مذہب priority (ترجیح) نہیں تھی، اللہ priority تھا، اللہ سے محبت priority تھی، اُنس priority تھی۔ مذہب رستہ تھا، منزل اللہ

تھا اور اللہ تک پہنچنے کا صرف ایک رستہ تھا اور وہ محبت تھی، اُنس تھا۔

"لَن تَنَالُو البِرَّ حَتّٰی تَنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ"

(تم کبھی اللہ کو نہیں پا سکتے جب تک اُسکی محبت کیلئے تم اپنی محبتیں قربان نہ کرو)

تو It was a match of love. کہ خدا کیلئے تم کیا دیتے......؟ کیونکہ بار بار اللہ یہ کہتا ہے کہ مجھے اُنس اور محبت سے یاد کرو۔

"فَاذکُرُوا اللّٰہَ کَذِکرِ کُم اٰبَآئکُم"

(پھر یاد کرو اللہ کو جیسے اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو)

مجھے ایسے یاد کرو جیسے belongings کو کرتے ہو۔ اَو اَشَدَّ ذِکرًا (ذرا زیادہ کرو) تاکہ مجھے محسوس ہو کہ تم دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر مجھ سے محبت رکھتے ہو۔ مولوی نے اسے اُلٹا دیا...... مولوی اسے اس priority سے دور لے گیا جو اللہ نے مذہب کے ذریعے suggest کی تھی کہ اپنے ذہن کی استعداد کے ساتھ، اخلاص کے ساتھ خدا کی معرفت کی کوشش کرنا...... جب شیطان نے یہ کہا کہ اے اللہ! میں تیرے بندوں کے اوپر سے آ ؤں گا، میں ضرور انہیں گمراہ کروں گا تو اللہ نے کہا: "تُو یقیناً کرے گا مگر تُو میرے ایک قسم کے بندوں کو کبھی گمراہ نہیں کر سکے گا۔" اِلَّا عِبَادَ اللّٰہِ المُخلَصِین جو میرے لیے اپنے دل میں اخلاص رکھیں گے، محبت رکھیں گے، اُنس رکھیں گے تُو انہیں کبھی نہیں گمراہ کر سکے گا، جو اپنی محبتیں میرے لیے قربان کریں گے، جو مجھے اپنے آباؤ اجداد سے بھی زیادہ یاد کریں گے۔ میں اُن کو اپنا دوست سمجھتا ہوں اور جگہ جگہ آپ کو نظر آئے گا: "سَبِّحِ اسمِ رَبِّکَ الاَعلٰی . سَبِّح اسمِ رَبِّکَ العَظِیم" اور ہر جگہ دیکھئے کہ خدا ذکر پر اور محبت پر زور دے رہا ہے اور اتفاق یہ دیکھئے کہ علماء نے اس کا بالکل ہی الٹ کر دیا، اللہ کو خوف و وحشت کی علامت بنا دیا،......شاید اقبال اسی لیے گلہ کرتا ہے کہ

بٹھا کے عرش پر رکھا ہے تو نے اے واعظ
خدا ہی کیا ہے جو بندوں سے احتراز کرے

سب سے زیادہ محبت کا رشتہ اللہ اور بندے کا ہے، سب سے بہترین دوست زمین پر انسان کا صرف اور صرف اللہ ہے مگر جیسے اللہ خود کہتا ہے:

" اَمَّن یُّجِیبُ المُضطَرَّ اِذَا دَعَاہُ "

(کون ہے جو اضطراب میں مضطرب کی دعا سنتا ہے؟)

وَیَکشِفُ السُّوْءَ (کون ہے جوتمہاری برائی کی گرہیں کھولتا ہے؟) تمہاری سختیوں کی گرہیں کھولتا ہے؟ تمہارے غم وآلام کو دور کرتا ہے؟ وَیَجعَلُکُم خُلَفَآءَ الاَرضِ اور کون تمہیں زمین پر عزت و برکت عطا کرتا ہے؟ اللہ ہی تو ہے قَلِیلاً مَّا تَذَکَّرُونَ مگر تم اسے یاد بڑا کم کرتے ہو۔

سوال: جو مولوی ہیں یہ تو اس علم کو مانتے ہی نہیں، نہ دے سکتے ہیں تو اگر کوئی شخص روحانیت حاصل کرنا چاہے تو وہ کیا کرے؟

جواب: روحانیت تو progress ہے لیکن ایسے ہی جیسے آپ کسی جگہ داخل ہوئے، آپ نے ایف، اے۔ بی، اے کیا، ایم، اے کیا اور پی ایچ، ڈی کیا۔ روحانیت کوئی دلچسپ شے نہیں ہے۔ This is a kind of specialization of emotions and feelings. اب دیکھئے کہ ہر یونیورسٹی میں داخلے کے بعد آپ علم میں درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہیں......اسلام میں مسلمانوں کا عجیب عالم ہے کہ آپ داخل ہوئے، نماز روزہ شروع کیا اور اسی حال میں آپ ستر سال کی عمر میں فوت ہو گئے، کوئی ترقی نہیں ہوئی......کوئی استعداد نہیں بڑھی...... کوئی خدا کا سراغ نہیں ملا......کوئی محبت اور انس میں اضافہ نہیں ہوا......تو یہ اللہ کی طرف ایک غیر منطقی اپروچ ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ انسان اگر خلوص سے اللہ کو چاہے، محبت سے، اُنس سے اس کو طلب کرے تو وہ ضرور ایک ایسے مقامِ معرفت تک پہنچے گا، شناخت تک پہنچے گا۔ مگر بقدرِ ظرف...... یہ نہیں کہا جا سکتا کہ سارے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بن جائیں گے یا سید نا علی عثمان ہجویریؒ بن جائیں گے یا خواجہ معین الدین چشتیؒ بن جائیں گے مگر:

جلوہ بقدرِ ظرفِ نظر دیکھتے رہے
کیا دیکھتے ہم ان کو مگر دیکھتے رہے

ہر انسان میں یہ صلاحیت موجود ہے، ہر انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے، اس پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہے۔

اللہ کو جو آپ سے چاہیے وہ صرف ایک سادہ سی بات ہے۔ emotion اخلاص کا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ آپ سے اخلاص طلب کرتا ہے You be sincere to him اور باقی چیزیں وہ خود دے دیتا ہے......There is no barrier. بندگی کوئی barrier (رکاوٹ) نہیں ہے۔ اللہ نے آپ کو اپنے لئے پیدا کیا ہے۔ اس نے کسی اور چیز کیلئے پیدا نہیں کیا۔ sky scrapers (بلند و بالا عمارات) کیلئے نہیں پیدا کیا، اُس نے آپ کو مارشل فتوحات کیلئے نہیں

پیدا کیا۔ چاند اور سورج کی تسخیر کیلئے نہیں بلکہ اس نے اپنے لئے پیدا کیا۔ کیا وہ وعدہ خلاف ہے؟ کیا وہ اپنے خلاف خود جائے گا، جب اس نے انسان کو پیدا ہی اپنی شناخت کیلئے کیا، اپنی محبت کیلئے کیا تو کیا کوئی ایسا ہے جس کو وہ اپنا سراغ نہ دے گا...... مگر سادہ سی بات ہے، آپ اپنی منافقتوں سے، اپنے ذہن کے اس attitude (رویے) سے، scepticism (تشکیک) سے اس راستے کو کھو دیتے ہو۔ آپ کو علم سے اس سراب کو ڈھونڈنا ہے، خدا کو پہچاننا ہے، خدا کو جاننا ہے۔ اللہ آپ کو رستہ دکھائے گا، اپنی دوستی اور محبت عطا کرے گا اور ہر ایک کو عطا کرے گا اگرچہ اسکے انداز اور اس کے مقامات جدا جدا ہونگے۔

سوال: ایک تو آج کے زمانے میں علم بڑا کم ہے اور آپکی تقریر سے ایسا لگتا ہے کہ جیسے دین کی understanding بغیر علم کے ممکن نہیں ہے۔ دوسرا رزق کمانے سے ہی فرصت نہیں ملتی، رزق کمانے سے فرصت نہیں ہے تو ایک عام آدمی کیلئے بتائیں کہ اس کیلئے دین آخر ضروری ہے ہی کیوں؟

جواب: دین ضروری کیوں ہے؟ بہت ضروری ہے...... اس لئے کہ جو کچھ آپ کر رہے ہو تو سب سے پہلے اس کا بڑا مختصر سا جواب یہ ہے کہ خدا کے بغیر You are a bad businessman. اگر آپ اس زمین پر گزر جاتے ہو تو نہ آپ ایک بہتر مفکر ہو خدا کے بغیر، نہ آپ بہتر businessman ہو کیونکہ آپ کو ایک بات کا پتہ نہیں ہے کہ یہ بڑی مختصر سی دنیا ہے اور آگے trillion and trillion years of galaxial life ہے جس کا سودا ستّر اور ساٹھ سال سے آپ کر رہے ہو۔ اگر آپ نے جہنم کو مستقل چن ہی لیا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں، نہ مجھے شوق ہے کہ آپ خدا کو ضرور پہچانیں۔ But as a human being اگر آپ تاجر پیشہ ہو، دانشور ہو، پڑھے لکھے ہو تو سب سے بڑی بات جو آپ کو جاننا ہے کہ trillion years of galaxial life کیلئے میں اتنی مختصر زندگی کا سودا کیسے کر سکتا ہوں اس لئے مجھے خدا کی ضرورت ہے تو اگلے سارے زمانوں میں، سارے وقتوں میں اور اس زمانے میں، مختصر زندگی میں بھی، میری زندگی پر، ہر چیز کی ضرورت کیلئے خدا حاوی ہے۔ ہمارا یہ تصور کہ ہم اس دنیا میں اپنی زندگی آپ گزارتے ہیں کسی احمق کا تصور تو ہو سکتا ہے کسی عاقل کا نہیں ہو سکتا...... اس کی وجہ خواتین وحضرات! یہ ہے کہ انسان شروع سے ہی بے بسی کی زندگی لے کے آتا ہے۔ زمین پر نہ اس کا باپ اس کے اختیار میں ہے، نہ ماں اختیار میں ہے، نہ رشتے ناتے، نہ

pattern of life ،کوئی اندازِ زندگی اس کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ بارہ، چودہ سال تک وہ محض ایک جبر اور مجبوری کی زندگی گزارتا ہے۔ نہ وہ کمانے کے قابل ہے، نہ کھانے کے...... نتیجہ کیا ہوا کہ جب آخری عمر آئی تو پھر وہی عرصہ پلٹ آیا۔ بوڑھا ہو گیا، نہ اٹھنے کے قابل، نہ بیٹھنے کے قابل...... کیا تھوڑے سے، چھوٹے سے وقفے کیلئے میں سمجھوں کہ انسان صاحبِ اختیار ہو گیا اور اپنی زندگی خود گزار گیا یا گزار رہا ہے تو یہ غلط ہے۔ انسان کا کوئی بندوبست اللہ نے انسان کے سپرد نہیں کیا۔ اسکی facilities ضرور بنائیں، protocole دیا، ماں باپ دیئے، گھر دیئے، پیدائش کا وقت دیا، پیدائش کے مقام دیئے، تعلیم کی سہولتیں دیں، مزدوری دی، پیشے دیئے اور آخر میں صرف ایک کام کیلئے سب کچھ دیا...... کہ جب تُو قبر کے سرہانے پہنچے تو میں تجھ سے پوچھوں گا۔ "مَنْ رَبُّکَ" (تیرا رب کون ہے؟) زمین سے گزر آئے، عیش کر آئے، بال بچے پال آئے، زندگی گزار آئے، jobs کر آئے، محبتیں کر لیں، اب مجھے بتاؤ کہ خدا کون ہے؟ کیا پہچانتے ہو تمہارا رب کون ہے؟ .and if you can't answer you are failed اور اسی وقت اللہ میاں judgement سنائے گا قبر کے قریب اور سرے پر...... قبر کو آپ نے کیا سمجھا ہوا ہے؟ It's a gate way to galaxies. Qabar is a gate way to galaxies آپ کا یہ سوال نہیں ہے، یہ تو داخل ہونے کا ایک paper ہے۔ اگر صحیح جواب دو گے تو اِدھر جنت کی گیلیکسی کھلی ہے...... اُدھر جہنم کی galaxy بھی کھلی ہے۔ قبر وہ دروازہ ہے جہاں آ کے آپکو فیصلہ سنایا جاتا ہے کہ کن galaxies کو آپ نے مڑنا ہے۔ Man is never dead. انسان مرتا نہیں ہے۔ ہاں، جو لوگ یہ سمجھتے ہیں...... جیسے اللہ نے قرآن میں کہا کہ ان کا گمان یہ ہے کہ وقت ہمیں زندہ رکھتا ہے اور وقت ہمیں مارتا ہے، بھلا بوسیدہ ہڈیوں میں دوبارہ جان پڑے گی...... تو خدا کہتا ہے کہ یہ ایسی بات اس لئے کہتے ہیں کہ کم علم ہیں اور جانتے نہیں ہیں، جو اللہ کو جانتا ہے اس کو اللہ کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے۔

سوال: Pope John Pal کا انتقال ہوا اور تقریباً پانچ لاکھ سے زیادہ لوگ بہتر گھنٹے بارش میں کھڑے رہے اور دنیا کے تمام میڈیا نے گیارہ دن تک ان کے ایک ایک سانس کو گن گن کے سنایا۔ Pope کے مرنے کے بعد کیا یہ بات واضح نہیں کہ اس دنیا میں اس وقت seculars یا communist کا religion کے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ اس وقت واضح طور پر جنگ جو ہے وہ Catholic اور اسلام کے درمیان میں ہے۔

جواب: بات یہ ہے کہ یہ اسلام کی جنگ نہیں ہے۔ اسلام کی Catholic یا Christian سے کوئی لڑائی نہ کبھی رہی ہے، نہ ہے۔

صلیبی جنگوں کے دور سے لے کر آج تک ایک خوف پوری عیسائی دنیا کے دل میں شروع سے موجود رہا۔ دو مرتبہ یورپ اُجڑا اور Easterns کے ہاتھ سے اُجڑا اور مجموعی طور پر "Attila the Hund" نے اور بعد میں Muslims نے Italian Empire کو زمین بوس کیا، تو اس وجہ سے بہت سے گہرے صدمے Christian چرچ کی سوچوں کا حصہ ہیں اور ان میں ''انطاکیہ''، ''حمص''، ''بعلبک'' تمام صلیبی جنگیں اور منصورہ کے معرکے وغیرہ ہیں جس کے بعد یورپ کو ہمیشہ خوف رہا کہ ہم جو کچھ بنائیں گے......کوئی نہ کوئی Eastern آ کے وہ چھین لے گا اور ہمیں برباد کر دے گا۔ پہلے بھی جس وقت انگلینڈ ابھی وجود ہی نہیں رکھتا تھا، نہ اس قدر important تھا کہ اس کو کسی بڑے ملک کی حیثیت میں شمار کیا جاتا۔ اس وقت فرانس اور روم دو بڑی سلطنتیں تھیں...... چھ مہینے امیر خیر الدین باربروسہ کے شاگرد نے اٹلی پر land کئے بغیر اس پر قبضہ کئے رکھا۔ ان کے پاس لوگ کم تھے اور انہوں نے اپنے جہازوں سے پورا محاصرہ کیا ہوا تھا اور Italians ان کو خراج دیتے تھے اور اسی طرح یورپ کے heart میں جا کر دو سو سال تک مسلسل سسلیا اور کارسِکا پر مسلمانوں نے حکمرانی کی......اسی طرح Ottoman Empire (سلطنت عثمانیہ) کے مسلمان حکمرانوں خاص طور پر ''سلطان سلیمانِ ذیشان'' وغیرہ نے Balqan States کو ہمیشہ دبوچے رکھا۔ اگر ''جنگ تولون میں عبدالرحمٰن الرافقی'' نہ رکتے تو آج...... (بڑا مشہور قول ہے historians کا) فرانس کے کلیساؤں میں Mass اور Vespers کے بجائے اذانوں کی صدائیں سنائی دیتی تھیں۔ اس لئے درحقیقت اگر دیکھا جائے تو ایک خوف سا پوری Western society پر مسلط ہے کہ مسلمان یا East اگر powerful ہو جائے گا تو پھر ہمیں تباہ کر دے گا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ عثمانیہ سلطنت کے ابتدائی دور میں جب ''امیر تیمور برلاس'' کے حملے کا اندیشہ پیدا ہوا......تو انگلینڈ میں مائیں بچوں کو سلانے کیلئے ڈراتی تھیں: "Hush! the Turks are coming" انہیں اتنا خوف تھا۔ اب چونکہ حالات بدلے ہیں اور انہوں نے progress حاصل کر لی ہے They don't want to loose this height, وہ ڈرتے ہیں اور خوف زدہ ہیں، کہ اگر مسلمانوں نے یا کسی بھی Eastern power نے ترقی حاصل کر لی تو ہم دوبارہ اسی طرح غربت اور ناداری

کو پلٹ جائیں گے اور Easterns ہمیں تباہ کردیں گے۔ اس خوف و وحشت کی ایک علامت انکی یہ حرکات ہیں جواب جاری ہیں کہ مشرق میں سے کسی ملک کو خاص طور پر کسی مسلم ریاست کو سر نہ اٹھانے دو ورنہ جب cultures کا مقابلہ ہوتا ہے تو ''لین پول'' اور دوسرے مؤرخین بھی لکھتے ہیں کہ جب عیسائی حکمرانوں کرک اور بالڈرن نے یروشلم پر قبضہ کیا تھا تو ''مسجدِ عمر'' میں اسّی ہزار مسلمانوں کو قتل کیا گیا حتیٰ کہ ان کا خون اُن کے گھوڑوں کے سموں تک آیا اور ان کے گھوڑوں کے سم مسلمانوں کے خون میں ڈوبے ہوئے تھے جیسے کیچڑ میں ڈوبتے تھے اور جب ''سلطان صلاح الدین'' کو اس کی اطلاع ہوئی تو ''صلاح الدین'' نے قسم کھائی کہ جب ہم یروشلم فتح کریں گے تو ہم بھی اسی طرح قتل عام کریں گے..... مگر جب فتح پائی تو کیا کیا......؟ ''لین پول'' لکھتا ہے کہ تاریخِ عالم میں کسی بادشاہ نے اتنی عالی ظرفی، اتنی ہمت، اتنے اخلاق کا مظاہرہ نہیں کیا اور اس سے بڑا شاید دنیا میں کوئی بادشاہ نہیں تھا جو ''صلاح الدین'' فتحِ یروشلم کے زمانے میں تھا کہ جب ایک عورت نے کہا: ''مجھے قتل کردے''۔ صلاح الدین نے کہا: ''کیوں؟'' تو اس نے کہا: ''میرا بیٹا تمہارے پاس قید ہے اور میرے پاس تو پیسے نہیں اسے چھڑانے کیلئے، مجھے ماردو۔ میں بیٹے کے بغیر کیسے زندہ رہوں گی؟'' یہ سن کر صلاح الدین رو پڑا اور اس نے اسے کہا: ''میں قانون نہیں بدل سکتا مگر اس کا خون بہا میں خود دوں گا''۔ صلاح الدین نے اپنے پلّے سے اسے ransom (خون بہا) دے کر چھڑایا۔ جب لشکر نے یہ دیکھا کہ بادشاہ کی مرضی یہ ہے تو تمام اُمراء نے اپنے اپنے قیدی اپنے پلّے سے ransom دے کر چھڑائے اور اس وقت یہودی چرچ کا یہ عالم تھا کہ جب ان سے درخواست کی گئی کہ یہ غریب لوگ ہیں، انکا ransom دے کر ان کو چھڑالو تو اُن میں سے ایک شخص نے ایک سونے کی مہر بھی اس عوض میں نہ دی اور لوگ صلاح الدین کی تعریف کرتے ہیں۔

جب کلچر مقابل آتے ہیں تو آپ دیکھو گے کہ ہمیشہ مسلمانوں نے انتہائی فراخ دلی اور عظمتِ کردار کا مظاہرہ کیا مگر Western cultures میں آپ دیکھو کہ Zulu tribes کی تاریخ کبھی ان سے اوجھل نہ ہوگی کہ ایک Major Jankin کے کان کی لو انہوں نے کاٹ لی تھی اور اس کے عِوض میں برطانوی forces نے ان نہتے Zulu tribes کا پورے کا پورا قتلِ عام کیا جو آج بھی "Zulu massacre" کے نام سے جانا جاتا ہے۔

باقی یہ جو آپ نے Pope والی بات کی ہے، تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے کیونکہ اِس

وقت بھی اگر کوئی Christian مذہب تھوڑا سا intact (قائم) ہے تو وہ Roman Catholics کی وجہ سے ہے اور Pope چونکہ بنیادی طور پر Roman Catholic مذہب کا سربراہ ہے تو آپ کہہ سکتے ہو کہ جیسے ہمارے ہاں بریلوی سمجھے جاتے ہیں تو سارے کا سارا ان کا جوائنس ہے اسی طرح کا ہے جیسے ہمارے بریلویوں کا پیر فقیر سے ہے۔ اب بھی ہمارے پاس کوئی پیر فقیر آجائے اور بریلوی حضرات کو پتہ چلے تو وہ اتنی ہی محبت اور عقیدت سے کام لیں گے۔ مجموعی طور پر جو یورپ میں enlightenment آئی ہے اس میں جو Protestant اور Calvinist ہیں وہ شروع میں ''رومن کیتھولک ازم'' کے شدید مخالف تھے خاص طور پر Calvinist تو بہت ہی سخت ہیں مگر اب انہوں نے ان کو recognize as a value کرلیا ہے تو میرا خیال یہ ہے کہ جو Christiandom میں اپنے مذہبی سرداروں پر اتفاق آیا ہے وہ ہمارے ہاں نہیں آیا مگر ہمارے ہاں بھی ایک صورت میں آ گیا ہے کہ مخالف اور متحارب اسلامی جماعتیں سیاست کیلئے ایک پلیٹ فارم پر اکٹھی ہوگئی ہیں۔

سوال: یہ ایک والد نے سوال کیا ہے اور لکھا ہے کہ میں یہ سوال آپ سے ایک باپ کی حیثیت سے کر رہا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ حکمران کا یہ فیصلہ ہے کہ سڑک پر نکریں پہن کے بھاگنے پر کوئی پابندی نہیں ہونی چاہیے۔ جو نہیں agree کرتے وہ آنکھیں اور ٹی وی بند رکھیں اور دوسری طرف میں اپنے بچوں کے ساتھ بیٹھ کے GEO اور ARY جیسے چینلز بھی شاید نہیں دیکھ سکتا اور آپ کا لیکچر سننے کیلئے بھی ہزار بارہ سو لوگ آج یہاں صبح چھٹی والے دِن آئے ہوئے ہیں۔ یہ قوم کی بے حسی ہے، مقدر ہے یا کسی آنے والے وقت کی نشاندہی ہے؟

جواب: خواتین و حضرات! یہ تو بات انہوں نے بڑی مناسب کی مگر ہمیں کچھ adjust بھی کرنا ہوتا ہے۔ ایک دفعہ بیٹھے بیٹھے حضور ﷺ کے آنسو نکل آئے اور اصحابؓ پریشان ہو گئے کہ شاید ہم سے کچھ گستاخی ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے تو عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم سے گستاخی ہوئی؟ فرمایا: ''نہیں، میں تو ان مسلمانوں کا سوچ کے رو پڑا ہوں جو میرے بہت بعد میں آئیں گے اور وہ تمہاری طرح ہی مجھے مانیں گیا اور مجھ پر یقین رکھیں گے تو مجھے ان پر جو اتنی محبت آئی تو میں رو پڑا ہوں''۔ اصحابؓ نے پوچھا: ''کیا وہ ہماری طرح ہونگے؟'' فرمایا: ''نہیں، ان کی کچھ عادتیں تمہاری طرح ہونگی اور کچھ ان کی اپنی ہونگی''۔ تو اب اگر غور کیجئے تو یہ میڈیا......، یہ فساد......، یہ نئی نئی رونقیں...... ظاہر ہے کہ اصحابِ رسول ﷺ کی عادتیں ایسی تو

نہیں تھیں۔ ہماری عادتیں اِن سے develop ہو رہی ہیں تو media basically is in the hands of money seekers کافی سارے میڈیا کے proposals جو مجھے آئے ہیں کہ آپ آئیں اور وہاں تقریر کریں، تو میں نے ان سے کہا، یار......! پہلے جو علما، میڈیا پر گئے تھے، ان کا تو اللہ کی طرف سے بُرا ہی حشر ہوا ہے...... مجھے بھی خوار کرتے ہو...... میں نے ان سے کہا کہ جی آپ میڈیا پر کرتے کیا ہو......؟ بڑی deliberately تم ایک نعت کے فوراً بعد ایک تیز طرار ڈانس کا گانا لگاتے ہو تا کہ اگر کوئی نعت سے متاثر بھی ہے تو اگلے ڈانس سے وہ اثر ختم ہو جائے...... تو very cleverly media plays the tricks. بنیادی طور پر انہوں نے کسی قسم کا کوئی institution of information نہیں دینا ہوتا بلکہ وہ معاشرے کو تقسیم کر دیتے ہیں۔ دس فیصد کو ڈرامہ اچھا لگتا ہے، دس فیصد کو گانے اچھے لگتے ہیں ......اور کچھ بڑے بوڑھے، معذور قسم کے لوگوں کو اسلام اچھا لگتا ہے، مذہبی پروگرام اچھے لگتے ہیں مگر جو مذہبی پروگرام ہیں بھی جیسے ایک قطر والا ٹی وی ہے اُسکو دیکھنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ اسلام میں سوائے قوالی کے اور کوئی شے نہیں ہے اور کوئی کام نہیں مسلمانوں نے کرنا۔ اگر انہوں نے اللہ کے قریب ہونا ہے تو انہوں نے صرف قوالیاں سُنی ہیں، ہاہو کرنی ہے اور بس...... اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشے جائیں گے۔ No religious institution or no religious media exists at this time (کوئی مذہبی میڈیا اس وقت موجود نہیں ہے) البتہ ایک deliberate effort (ایک شعوری کوشش) کی جاتی ہے میڈیا کی طرف سے کہ ایک انتہائی نالائق مولوی کو ایک انتہائی تیز طرار، خوبصورت خاتون کے سامنے بٹھا دیا جاتا ہے اور ساتھ ہی ایک جدید ترین مفکر بیٹھ جاتے ہیں ...... اس کے بعد سوال و جواب شروع ہوتے ہیں۔ سوال جواب میں پتہ چلتا ہے کہ مولوی کو تو آتا ہی کچھ نہیں اور پتہ یہ چلتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب تو بڑی معقول باتیں کر رہے ہیں اور وہ خاتون تو بہت ہی شاندار باتیں کر رہی ہے۔ اب جو impression gather ہوگا، جو آگے جائے گا، وہ یہ کہ مذہب سست اور دقیانوسی چیز ہے۔ جو اصل cleverness ہے میڈیا کی وہ یہ ہے کہ Perhaps, religion suffers from decadence, it has no better exponency اور مجموعی طور پر پتہ یہ چلتا ہے کہ ایک زوال پذیر کیفیت کا ایک جدید، متحرک اور فعال چیزوں کے ساتھ مقابلہ ہو رہا ہے۔ اب دیکھئے میں بڑا حیران ہوتا ہوں کہ میڈیا جان

بوجھ کر ایسے احمقانہ طرزِ عمل ابھارتا ہے جیسے وہ استخارے والا institution ہے۔ اِدھر سے سوال آ رہا ہے، وہ میرا خیال ہے مشین میں جا رہا ہے، وہاں سے جواب نکلتا ہے کہ ان پر جادو ہوا پڑا ہے...... بڑی مشکل سے کوئی ایسا جواب آ تا ہے جس میں آسیب اور عملیات کا سایہ نہ ہو۔ میرا خیال ہے مشین جواب ہی یہی دیتی ہے، اس کو feed ہی یہی کیا گیا ہے کہ ساری دنیا پر جادو ہوا ہے..... عملیات ہوئے پڑے ہیں..... آپ فلاں جگہ یہ کام کریں، فلاں جگہ یہ کام کریں، پیسے بھجوا دیں، آپ کو تعویذ بھجوا دیا جائے گا۔ کیا آپ اسلام اسے سمجھتے ہیں؟

گر ہمی مکتب و ہمی مُلا

کارِ طفلاں تمام

یہ مذہب نہیں ہے..... مذہب کوئی اور شے ہے۔ کائنات کا سب سے بڑا metaphysical order (مابعد الطبیعیات) اگر ہے تو اللہ سے ہے اور مذہب سے ہے۔ مابعد الطبیعیات کا یہ عالم ہے کہ دنیا کے تمام فلسفہ ءمشرق و مغرب مابعد الطبیعیات میں random (بے ترتیبی) اور abstraction (خیال پرستی) پر چلتے ہیں۔ وُہ خدا کو نہیں ڈھونڈ رہے ہوتے، values کو ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے Justice is God (انصاف خدا ہے) کوئی کہتا ہے Thinking is God. (اچھی سوچ خدا ہے) کوئی کہتا ہے Matter is God. (مادیت خدا ہے۔) صرف اسلام ایسا ہے جس کی مابعد الطبیعیات ایک specific, definite اور pronounced direction (واضح مخصوص اور متعین سمت) کو جاتی ہے اور وہ "اللہ" ہے اور جو لوگ اس میں آتے ہیں اور جو اللہ کو تلاش کرتے ہیں، وہ اللہ کو پا لیتے ہیں..... مگر پچھلے دنوں یہ institution بھی "بابوں" کی نذر ہو گیا۔ ہر author اٹھ کے بابوں کی ایک تفصیل دے رہا ہے۔ یہ "بابے" اِدھر بیٹھے ہیں، وہ "بابے" اُدھر بیٹھے ہیں But this is not religion, this is not mysticism. تصوف یہ نہیں ہے، تصوف جستجوئے خداوند ہے، بہترین عقل و شعور کے ساتھ، بہترین عمر میں ترجیح اوّل کا انتخاب تصوف ہے۔

سوال: عام طور پر آج کل کے زمانے میں یہ تأثر دیا جا رہا ہے کہ مذہب tolerance نہیں رکھتا۔ religion میں tolerance کیوں نہیں ہے؟

جواب: کس religion کی بات کر رہے ہیں آپ؟ مجھے یہ تو بتا دو.....! میں تو یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ miss knower کہاں سے آیا ہے؟ میں نے تو پہلے تقریر ہی اسی پر کی ہے کہ

اسلامی کلچر اور مذہب دونوں جو سب سے بڑی نمایاں quality رکھتے ہیں وہ tolerance ہے۔ میں نے تو آپ سے کہا کہ اسلام اپنے اوپر attack برداشت کرتا ہے اور اپنی existence کو questionable بنانے کے باوجود بھی یہ کہتا ہے: "لَا اِکْـرَاہَ فِـی الـدِین" کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔ اگر آپ غور کیجئے تو تمام مذاہب اپنے لئے لڑتے ہیں، مذہب کا جھگڑا اس وقت شروع ہوتا ہے جب آپ مذہب کو تسلیم نہیں کرتے ہو اور اسلام وہ واحد مذہب ہے جو اپنے تسلیم نہ کرنے والوں کو "نہ تسلیم کرنا" allow کرتا ہے۔ تو پھر یہ بالکل غیر موزوں ہے...... I don't think this یہ کسی عام آدمی کا خیال تو ہوسکتا ہے مگر مذہب جیسی tolerance کسی میں نہیں ہے۔ اب بھی آپ دیکھئے socialism tolerate نہیں کرتا...... secularism مذہب کو tolerate نہیں کرتا...... مذہب ان سب نظریات کو قبول کرتا ہے صرف ایک فرق رکھتا ہے کہ وہ ان کے moral decisions قبول نہیں کرتا۔ بس......!

سوال: پروفیسر صاحب! رسولِ اکرم ﷺ کی ایک دعا ہے جس میں کہ آپ ﷺ نے اللہ سے اشیاء کی حقیقت کا علم مانگا۔ یہ حقیقت اشیاء کیا چیز ہے؟

جواب: رسل نے جب یہ کہا تھا کہ We only know the relationship of things, we do not know the nature of things. تمام sciences اشیاء کے تعلق کا علم ہیں۔ جب تک تحقیق پوری نہ ہوگی آپ اشیاء کی نوعیت کو نہیں جانیں گے، آپ صرف اُنکے تعلق کو جانیں گے۔ How do things react? اُن کے formulae کیا ہیں؟ وہ کس سے ملیں تو انکا کیا عمل ہے؟ یہ آپ جانتے ہیں مگر ان کی nature نہیں جانتے تو حضورِ گرامی مرتبت ﷺ کی جو دعا ہے وہ بڑی different ہے اور حضور ﷺ نے یہ دعا مانگی تھی کہ "اَللّٰھُمَّ نَبِّئنِی بِحَقِیقَتِ الاَشیَآءِ" کہ اے پروردگار! مجھے حقیقتِ اشیاء کا علم دے اور تھوڑا سا میں آپ کو واضح کردوں کہ suppose, I am dreaming اور میں اپنے خواب میں بہت دور دراز گھوم رہا ہوں، میں انگلینڈ جا رہا ہوں، میں ملازمتیں کر رہا ہوں، میں بلڈنگیں بنا رہا ہوں اور میں گاڑیاں لے رہا ہوں اور This is all what I am doing اور میں اس میں مخلص ہوں، میں سوچ رہا ہوں، میرے خیال میں یہ سب کچھ جاری ہے مگر یہ حقیقت نہیں ہوگی کیونکہ جونہی میں یہ dream دیکھنا بند کروں گا تو یہ

سارے محلات، یہ سارے ملک، یہ ساری گاڑیاں ایک جھٹکے سے ختم ہو جائیں گی۔ جب میں خواب سے باہر آؤں گا تو it will always be finished تو حقیقت وہ ہے جو اسے (خواب کو) دیکھ رہا ہے اور اس کا ذہن جو فریب تصور تخلیق کرے گا یا سراب تخلیق کرے گا اس کو ہم حقیقت نہیں کہتے تو اس حدیث کا اصل مطلب یہ ہے کہ Prophet looks at the true nature of things and the nature of things. اگر میں یہ کہوں کہ اللہ نے ہم سب کو پیدا کیا ہے۔ صرف تصور میں اس نے، ہمیں پیدا کیا ہے۔ ہم اس کے تصور میں حرکت کر رہے ہیں۔ He has only planned us, thought us, and we are working in his imagination. کوئی وقت آئے گا، خدا کہے گا...... دفع کرو......! کیا فضول چیزوں کے بارے میں مَیں نے ان کو جاری کیا ہوا ہے...... I am no more ready to think about these things وہ اٹھ کھڑا ہو گا اور کہے گا: "کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَان"...... finished!...... تو حقیقت تو وہ ہو گی نا جو اللہ کہے گا، جو اُسے سوچ رہا ہے، جو اسے فنا کر رہا ہے اور ہم ایک ایسے relationship کے شکار ہونگے جس میں کوئی حقیقت نہ ہو گی۔ ایسے مفروضوں کے شکار ہونگے، ہماری زندگی غلط تصور ہو گی، ہمارا عمل غلط تصور ہو گا۔ We all will be fancing a thing which is not real.

سوال: Generally مسلمان کو اللہ سے ڈرنا چاہیے جب کہ ہماری حکومتیں یا حکمران زیادہ تر امریکہ سے ڈرتے ہیں اور ایک ڈاکٹر صاحب قصور سے آئے ہوئے ہیں وہ پوچھ رہے ہیں کہ یہ اتنا بڑا gap ہے۔ آپ کیا فرماتے ہیں اس وقت کیسا نظامِ حکومت ہونا چاہیے۔

جواب: دیکھیے کلچر اور civilization کے درمیان ایک transition ہوتی ہے۔ ایک period جتنا جلدی آپ change کرو گے اتنے بھونڈے اور احمق نکلو گے، اُگلنے اور نگلنے کے process میں ہاضمہ نہیں ہوتا...... آپ نگلو گے اور اُگلو گے، یہ ایک procedure ہے۔ کوئی بھی کلچر قبول کرتے ہوئے سب سے بڑی احتیاط ان عادات کے اختیار کرنے میں ہوتی ہے کہ ہم اپنا basic تہذیب کا ڈھانچہ برباد نہ کریں اور یہ بڑی مشہور definition ہے کلچر کی کہ کلچر کبھی exclusive (بلاشرکت) نہیں ہوتا، اُسی تہذیب کی ایک اعلیٰ form ہوتی ہے، آپ اس society سے علیحدہ ہو کے کوئی کلچر نہیں نکال سکتے۔

جو چیز وہ (مغرب) ہمیں پیش کرنا چاہتے ہیں وہ ہماری کسی بھی تہذیبی منزل کا جزو

نہیں ہے، نیکریں پہن آئیں یا یہ کرنا ہے، وہ کرنا ہے...... You will take about half a century to reach there. آپ کو اس سے پہلے بہت سارے اصول غارت کرنے ہونگے، بہت سارے قوانین آپ کو ختم کرنے ہونگے، بہت سارے مذہب سے چھٹکارا پانا ہوگا، ہمارے بہت سے جو interpretations ہیں انکو صفر کرنا ہوگا، تب کہیں جا کر آپ اس stage پر پہنچو گے۔ ایک عجیب آدمی ہے جو ایک دم سے اچھی بھلی تہذیب، مضبوط تہذیب کے اندر ایک حادثہ create کرنا چاہتا ہے...... ایک سانحہ کہ ایک دم سے "روحِ محمد ﷺ" اس کے بدن سے نکال دو...... دین نکال دو...... مشرقی اقدار نکال دو...... Indian اخلاق لے آؤ۔ آپ دیکھئے کتنا جھوٹ بولتا ہے انڈین ٹی وی پر Indian culture دیکھ کر ایسے لگتا ہے کہ یہ America سے بھی آگے نکل گئے ہیں، اتنے آزاد ہو گئے ہیں مگر جب وہ Miss World کا competition ہو رہا تھا تو جہاں ہو رہا تھا وہاں لوگ خودکش حملوں کی اور خودسوزی کی دھمکیاں دے رہے تھے۔ Back home they are as wicked and stupid as so far تو ہمیں کہا جا رہا ہے کہ ہم بہت جلدی بدل جائیں، دیکھتے دیکھتے نیکریں پہنیں، سڑکوں پر نکل جائیں...... یورپیوں کی طرح برگر منہ میں ڈالیں اور چیخیں چلائیں، ہا ہو کریں، مائیکل جیکسن سُنا جا رہا ہو اور کانوں میں ہم نے دو انگلیوں کے بجائے "وہ" (ہیڈ فون) ٹھونس رکھی ہوں۔ It takes time to develop a taste for Michael Jackson, It takes time. ابھی کل تو ہم استاد سلامت علی خان سے فارغ ہوئے ہیں۔ اب اتنی جلدی مائیکل جیکسن تک کیسے پہنچ جائیں، تو اتنی سرعت کیسے...... یہ عجلت پذیر Intellectuals جب حکومت میں شامل ہو جائیں تو بڑی بربادی آ جاتی ہے۔ پھر وہی ہوا اور جواب دینے والوں نے اسکا جواب وہی دیا۔ مولوی نے مذہب کی وجہ سے react نہیں کیا، بالکل نہیں، یہ غلط ہے، مذہب کی وجہ سے نہیں react کیا، انہوں نے تو اپنے انداز سے react کیا۔ اگر انہیں ان تمام چیزوں کی اجازت دی جاتی تو پھر انہیں پتہ ہے کہ ہم بیچاروں کی حیثیت اور شخصیت ختم ہو جائے گی۔ ابھی تو Major bulk of civilization (تہذیب کا ایک بڑا حصہ) نے اسکا کوئی reaction show نہیں کیا۔ ہمیشہ civilization اس قسم کی احمقانہ cultural حرکات پر مسکراتی ہے، غور و فکر کرتی ہے۔ پھر واپس پلٹتی ہے۔ ابھی civilization نے تو ان باتوں کا جواب ہی نہیں دیا، مگر مولویوں نے عجلت کر دی مار پیٹ کر

کے...... حالانکہ میرا خیال ہے کہ صدرِ پاکستان کی نیت بڑی اچھی تھی...... انکا خیال یہ تھا کہ بڑے متقی لوگ ہیں...... اور ظاہر ہے کہ انکو پتہ تھا کہ یورپ میں ٹانگیں بازو دیکھنے کا بڑا رواج ہے تو متقی لوگ جب ان بچیوں کو دیکھیں گے تو automatically نظریں نیچی کر لیں گے، ٹانگیں ہی دیکھنی ہیں نا انہوں نے، نظر بھی نیچی ہوگی، شرع بھی پوری ہو جائے گی، نظارہ بھی ہو جائے گا۔ مگر افسوس یہ ہوتا ہے کہ اس قسم کے بہت سے قوانین جو ہوا میں ہیں...... اور یہ سارے کے سارے ایک ہی چیز show کرتے ہیں کہ They are pretty illogical, illitrate or semi-educated intellectual جو آج کل پاکستان میں rule کر رہا ہے اور یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے۔

میں بڑا شکر گزار ہوں، بڑی ہمت سے آپ نے سنا اور I will always remember this is an old city of mine. اس محبت کا توصلہ میں دے ہی نہیں سکتا۔ میرے مرشدِ گرامیؒ کا شہر ہے I learnt my lessons from my جنید یہ شیخ سیدنا علی بن عثمان ہجویریؒ I have never seen a better intellectual than Syed Hujveir مدتوں مغرب و مشرق کے فلاسفر اور دانا پڑھے ہیں مگر یقین جانیے کہ سیّد ہجویرؒ سے بہتر دماغ نہیں پایا۔ جتنی clarity (وضاحت) جتنی keenness (ذہانت) میرے شیخ ہجویرؒ کی understanding میں ہے ایسے لگتا ہے کہ It's a miracle of human understanding (وہ انسانی سمجھ بوجھ کا ایک معجزہ ہے۔) اور جس چیز کی وہ صفت کرتے ہیں بڑے classic انداز میں کرتے ہیں۔ میں ان کے دو اقوال ضرور پیش کروں گا۔ وہ فرماتے ہیں کہ

> ''میں لوگوں کی خدمت بہت کیا کرتا تھا، پھر میں مقروض ہو گیا، میرے دل میں گلہ آیا، میں شکوہ پذیر ہوا تو میرے شیخ ''ابوالفضل'' نے میرے حالاتِ قلب پر آگاہی پائی اور فرمایا: ''اے علی بن عثمانؒ! کیا تُو لوگوں کے عذاب و ثواب کا مالک ہے، جنہیں اللہ عذاب میں رکھنا چاہے تُو ان کو ثواب دے گا۔ تُو اتنی نیکی کر جتنی تجھ میں استطاعت اور گنجائش ہے، اگر اپنی استطاعت سے بڑھ کے نیکی کرو گے تو خسارے میں چلے جاؤ گے اور تمہارا نفس تمہیں بہکائے گا اور خدا کے خلاف کھڑا کر دے گا''۔

شیخ نے فرمایا:۔

''میرے شیخ ابوالفضلؒ جان دے رہے تھے اور ان کا سر میرے زانوؤں پر تھا، میرے دِل میں ایک بھائی کی طرف سے کچھ آزردگی تھی تو شیخ نے کہا: ''علی بن عثمانؒ! اگر تو ایک بات جان لے تو تیرے دل کی یہ کیفیت چلی جائے گی کہ سب لوگ وہی کرتے ہیں جس کام پر اللہ نے انہیں لگا دیا ہے اور یہ تمام کیفیتیں تجھے بری نہ لگیں، تُو محسوس نہ کر، تجھے اللہ نے کسی بہتر کام پر لگا دیا ہے''۔

یعنی لوگوں کے طرزِ عمل ان کی تعلیم کے مطابق ہیں اس لیے جب کبھی آپکو غصہ آئے اور جب کبھی نفرت پیدا ہو تو ان کو اس ''تعلیم'' اور ''کم تعلیمی'' کا advantage ضرور دیا کریں اور ایک آخری بات جو شیخ نے فرمائی:

''میرے دِل پر اضطراب تھا تو میں اپنے شیخ کے پاس گیا اور کہا کہ سماع کا بندوبست کرائیے تو حضرت نے سماع کا بندوبست کیا، جب کچھ قلب قرار میں آیا تو میں اُٹھ کے چلا تو میرے شیخ نے آواز دی: ''اے علی بن عثمانؒ! ایک وقت آئے گا کہ تجھے سماع میں اور کوے کی آواز میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوگا''۔

تو شیخ فرماتے ہیں کہ یہ outgrowth کا مسئلہ ہے، جب تم اضطراب کے لیے چھوٹے چھوٹے آسرے ڈھونڈو گے تو پھر ان آسروں میں کھو جاؤ گے، تم کبھی خدا تک نہیں پہنچ سکو گے۔ اس لئے خدا کے رستے میں اسباب کے آسروں کو منقطع کرو۔ خالص دِل، خالص شعور کے ساتھ اس سے معاونت طلب کرو کیونکہ میرے شیخ نے کہا کہ:

''جب ہم زندہ تھے تو تین سو پینسٹھ اولیا اللہ و تعالیٰ علی العزیز صرف خراسان کی گھاٹیوں میں تھے مگر ایک وقت آئے گا کہ آپ اللہ کے بندے ڈھونڈو گے اور وہ نہیں ملیں گے تو پھر اتنا یاد رکھنا کہ جس اللہ نے پچھلوں کو دیا ہے وہ اگلوں کو بھی دے گا''۔

وَثُلَّةٌ مِّنَ الاَوَّلِین   وَثُلَّةٌ مِّنَ الاٰخِرِین

وَمَا عَلَینَا اِلَّا البَلاَغ

شبِ معراج

اَعُوذُ بِااللهِ السَّمِيعِ العَلِيمِ مِنَ الشَّيطٰنِ الرَّجِيم

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰناً نَّصِیْراً

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونo وَسَلامٌ عَلَى الْمُرسَلِيْنَo وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنo

اَلَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْداً

خواتین وحضرات! زمان ومکاں کا جو تصور مشرق ومغرب میں ہے اُس میں بہت اختلاف ہے Quranic concept of time and space is absolute different from the concept of Western philosophers. زمین و آسمان کا فرق اس لئے ہے کہ جہاں مغرب کے فلاسفہ، سائنسدان، ہیئت دان اور cosmologists وقت کو infinite (لامحدود) سمجھتے ہیں......اسلام اور قرآن وقت کو محدود سمجھتا ہے۔ یہ infinite (لامحدود) نہیں ہے۔ قرآنِ حکیم کے نزدیک وقت infinite

(لامحدود) نہیں ہے بلکہ محدود ہے۔

یہ بڑی اہم بات ہے کہ جب خدا زمین وآسمان اور افلاک کا ذکر کرتا ہے:

"وَّالشَّمسَ وَالقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرٰتٍ م بِاَمرِہٖ"

جب یہ ذکر کرتا ہے کہ ہم نے کائنات میں ہر چیز مسخر کی ہے، ترتیب دی ہے، ہر چیز مسلسل چل رہی ہے۔ "کُلٌّ یَّجرِی لِاَجَلٍ مُّسَمًّی" ہر چیز وقت مقررہ تک چل رہی ہے۔ پروردگار عالم نے یہ نہیں کہا کہ infinite time کے لئے یہ اشیاء چل رہی ہیں بلکہ کائنات کی ہر شے ضرور متحرک ہے۔ کائنات میں ہر متحرک چیز کا تصور سب سے پہلے نہ Ptolemy نے دیا نہ Copernicus نے دیا بلکہ قرآنِ حکیم نے دیا جس نے یہ کہا کہ کائنات میں ہر چیز چل رہی ہے۔ "کُلٌّ یَّجرِی لِاَجَلٍ مُّسَمًّی" ہر چیز چل رہی ہے ایک وقت مقررہ تک۔ اللہ کے نزدیک کائنات کو گھیرنے والا، چلانے والا، زمان ومکاں سے مختلف ہے، یہ finite ہے، یہ infinite نہیں ہے۔ خواتین وحضرات! زمان ومکاں کے بارے میں قرآن کا تصور یہ ہے کہ یہ تین رفتاروں سے چلتا ہے۔ اس کی dimensions تین ہیں۔ ایک تو وہ رفتار ہے جس میں ہم اور آپ اسیر ہیں اور وہ ایک نارمل اندازے کے ساتھ چل رہا ہے جس کا انسان کو بھی اندازہ ہے کہ اس زمان ومکاں میں ہم قید ہیں، اس میں وقت ہیں، ساعتیں ہیں، گھڑیاں ہیں اور یہ ایک نارمل life کا اندازہ ہے، ایک squeezed atmosphere (بھینچی ہوئی فضا) کا اندازہ ہے۔ زمین تو ایک مصنوعی کائنات کے بیچ میں ایک مصنوعی مستقر ہے جسکی کوئی permanent حیثیت نہیں۔ یہ خصوصی طور پر بنایا گیا ہے اور اس کے لئے بھی وقت مقرر کیا گیا ہے، وہ بھی خصوصی ہے، محدود ہے اور اس زمین پر بھی اللہ نے اپنی حکمتِ الٰہیہ سے اوقات کی تین جہتیں روشن کی ہیں جو بڑی important ہیں۔ یہ حضرت عزیرؑ کے واقعہ میں اللہ نے منسوب کی ہیں کہ جب عزیرؑ نے یہ کہا: "اے مالک وکریم تُو مردہ کو زندہ کیسے کرتا ہے؟ اور زندہ کو مردہ کیسے کرتا ہے"؟ تو "فَاَمَاتَہُ اللّٰہُ" (تو اللہ نے اُسے مار دیا)۔ "ثُمَّ بَعَثَہٗ" (پھر اسے زندہ کیا۔) پھر پوچھا: "کَم لَبِثتَ" (کتنی دیر آپ سوئے رہے؟) فرمایا: "لَبِثتُ یَومًا اَو بَعضَ یَومٍ" ایک دن یا آدھا دن سویا رہا تو کہا: "فَانظُر اِلٰی طَعَامِکَ وَشَرَابِکَ لَم یَتَسَنَّہ" تمہیں میں نے سو سال کیلئے سُلایا تھا۔ ذرا کھانے اور پینے کو دھیان دے جو کہ تُو ساتھ لایا تھا "لَم یَتَسَنَّہ" ایسے محسوس ہوا کہ اسے کسی نے چھوا تک نہیں، جیسے تازہ وہ لائے تھے ویسے ہی پڑا رہا۔ "وَانظُر اِلٰی حِمَارِکَ" ذرا اپنے

گدھے کو دیکھ جو تیرے ساتھ آیا تھا، جس پر تُو سواری کرتا تھا۔ اسکی ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں۔

خواتین و حضرات! کہنے کو معمولی سی آیت ہے مگر زمان و مکاں میں کوئی فلسفی اس کی توجیہ نہیں کر سکتا۔ ایک چھوٹے سے مقام پر، ایک چھوٹی سی جگہ پر اللہ نے زمانے کی تین ساعتیں گزار دی ہیں۔ can you imagine the wonder کہ ایک ہی جگہ پر، ایک محدود جگہ پر وہ شاید دس گز کی جگہ بھی نہ ہو...... ایک ساعت میں اللہ نے سو سال کا وقت گزار دیا...... نارمل وقت گزار دیا...... گدھے پر وقت گزار دیا، اُسکی ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں۔ سو سال میں گدھا مر کے فنا ہو چکا تھا۔ پوچھا: "تُو کتنی دیر سویا رہا اے عزیر......!" کہا: "ایک آدھ دن...... بس مجھے تو یہی گمان ہے، آدھا دن یا ایک دن......" کہا: "نہیں...... تُو سو سال سویا رہا...... ذرا کھانے کو دیکھ......! اُس پر ایک ساعت بھی نہیں گزری"......

خواتین و حضرات! چونکہ شب معراج میں بھی ہمیں اس زمان و مکاں سے واسطہ پڑا ہے اس لیے ہم نے یہ دیکھا ہے کہ فلسفہ قدرت خداوند کیا ہے؟ اور خدا کی قدرت یہ ہے کہ اُس نے ایک جگہ وقت کو squeeze (دبا) کر کے دن و رات میں قید کر دیا۔ ایک جگہ میں اس نے اس پورے وقت میں سو برس گزار دیئے اور ایک جگہ پر اسی زمان و مکاں کو اُس نے مطلقاً گزرنے نہیں دیا۔ اُس نے اس کو پابند کر دیا۔ خواتین و حضرات! Unimaginable complications (ناقابل فہم پیچیدگیاں) ذہن میں پیدا ہوتی ہیں کہ یہ کس قسم کی قدرت ہے اور یہ کس قسم کا زمانہ ہے......؟ جس زمانے کو ہم infinite (لامحدود) کہتے ہیں اور جس کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ یہ سرے سے ناپائیدار ہے۔ اس کا گزر ہی روکا نہیں جا سکتا۔ زمانے نے آج تک کسی کا لحاظ نہیں کیا۔

؎ جو تھا نہیں ہے جو ہے نہ ہو گا یہی ہے اک حرفِ محرمانہ
قریب تر ہے نمود جس کی اس کا مشتاق ہے زمانہ

مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شب معراج میں کیا واقعہ پیش آیا......؟ کیا زمانہ روک دیا گیا......؟ کیا انسان اور پوری کی پوری کائنات پر حالتِ نوم طاری کر دی گئی......؟ آیا زمانے کو squeeze کر دیا گیا؟ ایک بہت بڑا سوال جو شبِ معراج کے وقت بہت سے علماء میں باعثِ بحث رہتا ہے وہ یہ سوال ہوتا ہے کہ کیا حضور ﷺ جسمانی طور پر معراج کو گئے یا حضور ﷺ روحانی طور پر معراج کو گئے؟ خواتین و حضرات! مجھ سے بھی ایک agnostic (مادیت پرست) نے یہ سوال

پوچھا تھا۔اُس نے پوچھا کہ آپ کیا تصور کرتے ہو کہ خدا کے رسول ﷺ کیسے گئے کائناتِ بالا میں، جسمانی طور پر یا روحانی طور پر...... میں نے اس سے پوچھا کہ کیا میں نے انہیں بھیجا تھا؟ مجھے اس بات کا جواب دو؟ کیا میں نے بھیجا تھا رسول ﷺ کو کائناتِ بالا میں؟ اگر میں نے بھیجا ہو تو میں معذرت خواہ ہوں...... یا مجھے بتاؤ کہ کسی دنیاوی بادشاہ نے بھیجا تھا جسکی قوتیں limited (محدود) ہوتی ہیں۔اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ کو خدا نے بھیجا ہے تو مجھے اپنے concepts اللہ کے بارے میں پہلے واضح کرو کہ اگر اللہ کسی کو چاہے تو زمین سے اُٹھا کر عرش پر بدنا پہنچا دے تو کیا اُس میں طاقت ہے؟ کیا اُس میں قوت ہے؟ کیا تم اس کو omnipresent (ہر جگہ موجود) omnipotent (قادرِ مطلق) omniscient (قادرِ مطلق) خدا مانتے ہو۔اسی کو مطلق رب اور مطلق خدا مانتے ہو کہ جو اگر چاہے تو ایک بندے کو زمین کی پستیوں سے اُٹھا کے آسمان کی رفعتوں پر بدنا نہیں پہنچا سکتا تو پھر وہ خدا کا ہے کا ہے......؟ مگر اگر آپ اسکا کوئی valid reason (مضبوط وجہ) چاہتے ہو تو پھر ہمیں اتنے گہرے زمان و مکاں کے مسئلوں سے گزرنا ہوگا کہ شاید ہماری عقل وفہم عاجز آ جائے۔

آیئے جائزہ لیں......! سیرت کی سب سے پہلی کتابوں میں ''سیرت ابن ہشام'' کی روایت میں آپ کو سنا رہا ہوں۔آپ ماشاءاللہ پڑھنے لکھنے والے، سمجھ دار لوگ ہو، بعد میں آپ سے ایک سادہ سا سوال پوچھوں گا......رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

> ''میں حطیم میں سویا ہوا تھا کہ جبرئیلؑ آئے۔انہوں نے میرا پاؤں ہلایا، میں اُٹھا، میں نے دیکھا......اِدھر اُدھر تو کوئی بھی نہیں تھا تو میں گھوم پھر کے دوبارہ آ کر اپنی آرام کی جگہ سو گیا۔پھر جبرائیلؑ آئے، پھر انہوں نے میرا پاؤں ہلایا، میں دوبارہ اُٹھا، پھر اِدھر اُدھر دیکھا، کوئی بھی نہیں تھا۔پھر دوبارہ اپنی آرام کی جگہ آ کے سو گیا۔تیسری مرتبہ میرا پاؤں ہلا، میں اُٹھا تو وہ جبرائیلؑ تھے اور اُنہوں نے مجھے ساتھ لیا''۔

یہ آغازِ سفر ہے۔خواتین وحضرات! ایک سادہ سا سوال میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ حضور ﷺ سوئے ہوئے تھے، جبرائیلؑ نے پاؤں ہلایا، آپ اُٹھے، جیسے عام طور پر ہم سبھی لوگ اُٹھتے ہیں تو انہوں نے دیکھا اور ڈھونڈا......کوئی صاحب نظر نہیں آئے۔پھر واپس آئے اور فرمایا کہ میں اپنی آرام کی جگہ پلٹا اور دوبارہ سونے لگا تو پھر میرا پاؤں ہلایا گیا......خواتین وحضرات! آپ خود

سوچیں کہ یہ معراج خواب میں ہوئی یا بدن میں ہوئی۔ اگر ایک آدمی کو سوتے ہوئے جگایا جائے اور وہ اُٹھ جائے اور اُٹھنے کے بعد دیکھے کہ کوئی آدمی بھی نہیں ہے اور وہ پھر آرام سے سو جائے...... اور یہ واقعہ ایک مرتبہ نہیں تین مرتبہ پیش آ رہا ہے تو آپکا کیا خیال ہے کہ وہ خواب دیکھ رہے تھے......؟ کیا سرکار رسالت مآب ﷺ خواب دیکھ رہے تھے......؟ جب وہ یہ بیان بھی کر رہے ہیں کہ میں خواب سے اُٹھا، میں نیند سے اٹھا، میں نے اِدھر اُدھر دیکھا، کوئی بندہ مجھے نظر نہیں آیا تو میں پھر سو گیا، پھر اُٹھایا گیا تو یہ تیسری مرتبہ ہوا۔ بڑی وضاحت سے آغاز میں ہی یہ حدیث اور یہ روایت ہمیں بتا رہی ہے کہ رسول اکرم ﷺ خواب میں نہیں تھے۔ اُن کو جگایا گیا۔ انہوں نے جاگ کر چیک کیا۔ انہوں نے اِدھر اُدھر گھوم کر دیکھا...... جیسے بڑا نیچرل ہے۔ جب کوئی نظر نہیں آیا تو اپنا وہم وگمان سمجھ کر پھر سونے لگے، پھر اُٹھائے گئے...... پھر سوئے، پھر اُٹھائے گئے۔ جب تیسری مرتبہ اٹھائے گئے تو خواتین و حضرات! یہاں ایک بڑا خوبصورت واقعہ پیش آیا۔ یہ ایک عجیب وغریب واقعہ تھا۔ فرمایا کہ: ''پھر میرا سینہ چاک کیا گیا، پھر میرا دل نکالا گیا پھر اُسکو دھویا گیا''۔ اسے ''شَقِ صدر'' کہتے ہیں۔ یہ جو آپریشن اُس وقت ملائکہ نے سرکارِ رسالت مآب ﷺ کا سرانجام دیا' یہ ایک مرتبہ نہیں ہوا۔ ایک مرتبہ پیدائش کے وقت، حلیمہ سعدیہ کے گھر میں یہ واقعہ پیش آیا۔ یہ مفروضہ نہیں تھا۔ یہ خواب نہیں تھا۔ حضور گرامی مرتبت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو پہلا آپریشن ہوا تھا، ابھی اُس آپریشن کی وہ ایک باریک سی دھار میرے پورے بدن پر اپنی جگہ سلامت ہے۔ At a time رسول اللہ ﷺ کی دو دفعہ ''اوپن ہارٹ سرجری'' ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑے کمال کی سرجری تھی جس تک پہنچنے میں شاید میڈیکل سائنسز کو پچاس، ساٹھ سال لگ جائیں گے۔ اُس سرجری کے end میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے بہت ٹھنڈک اور یخ بستگی محسوس ہوئی۔

میں بہت عرصہ سوچا کرتا تھا کہ جو anaesthesia ہم استعمال کر رہے ہیں وہ پتہ نہیں سکِن میں ٹھنڈک پیدا کرتا ہے یا نہیں مگر دو سوال میرے ذہن میں ضرور آئے کہ کوئی ایسا طریقہ سکِن میں ضرور موجود ہوگا کہ یہ کہیں سے آپس میں جڑی ہوگی جسکا ایک بند کھولنے سے zip کی طرح سارے بند کھل جاتے ہیں اور وہ ملائکہ کے علم میں ہوگا۔ اسی cellular combination کو انہوں نے علیحدہ کیا ہوگا تو باقی سکن بغیر کوئی خون نکلے کھل گئی ہوگی۔ انہوں نے سکن کھولی اور انہوں نے operate کیا، دل باہر نکالا بالکل جس طرح آپ کے

ہاں آپریشنز میں نکالتے ہیں تو اُس میں سے کوئی چیز نکالی اور کوئی چیز بھر دی۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

''میرے دل کو ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا۔ میرے دل سے کوئی چیز نکالی گئی اور پھر ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا۔''

خواتین و حضرات! میں اس قصے کی توجیہ پیش کر رہا ہوں کہ سرکار ﷺ کو، بہت بڑا سفر درپیش تھا، جو Physical conditions (جسمانی حالات) اُس وقت اُن کی تھیں، جو heart conditions تھیں، جو خون کے دباؤ تھے، جو نارمل دل کی condition تھی وہ شاید اتنے بڑے الٰہیاتی اور cosmic (کائناتی) سفر کو برداشت نہیں کر سکتی تھی تو ملائکہ نے یہ کیا کہ دل میں کچھ آلات ڈالے، ایمان و حکمت کے آلات ڈالے، وہ کشادگی جو اتنے بڑے کائناتی سفر سے گزرتے ہوئے آدمی کو نارمل رکھتی، وہ آلات اُس میں ڈالے گئے۔ یہ پہلے بھی ہوا اور یہ خصوصاً معراج کے سفر کے آغاز کے وقت ہوا۔ وہ نکالے گئے جس سے جسم adjust کر گیا اس لئے حضورِ گرامی مرتبت کو نہ ''اسریٰ'' کے وقت تکلیف ہوئی، نہ معراج کے وقت تکلیف ہوئی۔

''اسریٰ'' اور ''معراج'' دو علیحدہ چیزیں ہیں۔ ''اسریٰ'' اس سفر کو کہتے ہیں جس کا قرآنِ پاک میں ذکر موجود ہے:

''سُبحٰنَ الَّذِی اَسریٰ بِعَبدِہٖ لَیلاً مِّنَ المَسجِدِ الحَرَامِ اِلَی المَسجِدِ الاَقصَا الَّذِی حَولَہٗ لِنُرِیَہٗ مِن اٰیٰتِنَا'' (بنی اسرائیل ۱۷ : ۱)

(پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد اقصیٰ سے بیت المقدس تک جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھی ہے تاکہ دکھائیں اس کو اپنی قدرت کے کچھ نمونے۔)

یہ وہ سفر ہے جو حضور گرامی مرتبت نے مکہ سے بیت المقدس تک کیا۔ ''معراج'' وہ سفر ہے جو کائناتِ بالا سے ہوا۔ جب زمین کی حدود سے نکلے اور کائنات بالا میں داخل ہوئے تو اُس سفر کو ''معراج'' کہتے ہیں۔

یاد رکھیں، معراج ''سیڑھی'' کو کہتے ہیں۔ ''اسریٰ'' زمین سے انتقال کو کہتے ہیں اور ''معراج'' کائنات بالا کی طرف سفر کرنے کو کہتے ہیں۔ خواتین و حضرات! یہاں ایک اور بڑی دلچسپ بات ہوئی۔ حضور فرماتے ہیں کہ جبرائیلؑ مجھ کو لے کر ''براق'' کے پاس آئے۔ ''براق'' کی کچھ تھوڑی سی تفصیل اُنہوں نے دی کہ بُراق کیا تھا؟ ذرا آپ بھی غور کیجئے گا کہ براق کیا ہے؟

دو تفاسیر ہمارے پاس براق کی موجود ہیں۔ایک میں حضور ﷺ نے فرمایا:

''مجھے جبرائیلؑ براق کے پاس لے کر آئے جسکے اوپر کا حصہ روشن تھا اور درخت کی طرح تھا اور اُس کے پاؤں تلے سے آگ نکلتی تھی، پھر وہ مجھے لے کر آئے اور اُس میں دو بیٹھنے کی جگہیں تھیں۔ایک پر جبرائیلؑ بیٹھے اور ایک پر اُنہوں نے مجھے بٹھایا اور پھر اُنگلی سے اشارہ کیا۔ براق ہنہنایا اور اُسکے پاؤں سے آگ نکلی اور پلک جھپکتے ہی وہ آسمان کی وسعتوں میں گم ہوگیا''۔

خواتین و حضرات! بُراق کو نکال دو۔ اگر آپ اس کی جگہ cosmic helicopter (کائناتی ہیلی کاپٹر) کہہ دو تو کیسا رہے گا۔ وہ آئے۔ آگے cosmic ہیلی کاپٹر کھڑا تھا۔اُس کی energy (توانائی) کا فشار نیچے سے تھا۔اوپر گول سی درخت کی طرح چھاؤں بنی ہوئی تھی۔اُس میں دو سیٹیں بنی ہوئی تھیں۔ایک سیٹ پر حضرت جبرائیلؑ نے حضور ﷺ کو بٹھایا۔ایک سیٹ پر خود بیٹھے اور انگلی سے اشارہ کیا۔اتنا sophisticated (نفیس) سسٹم تھا کہ touch (چھونے) کی نوبت نہیں آئی۔اشارہ کیا اور وہ کوسمک ہیلی کاپٹر بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے آسمانوں کو بلند ہوا۔حضور ﷺ نے اُس کے بارے میں صرف ایک جملہ ارشاد فرمایا:

''اُسکا دوسرا سُم آنکھ کی حدود پر پڑتا تھا''۔

آنکھ کے اُفق پر پڑتا تھا۔وہ اتنا برق رفتار تھا کہ اگر ایک سُم اِدھر پڑتا تھا تو دوسرا آفاق میں پڑتا تھا۔ It was so fast. ظاہر ہے کہ یہ کوئی بہت ہی زیادہ، برق سے بھی زیادہ تیز رفتار کوئی سواری ہو سکتی ہے جس پر حضور ﷺ بیٹھے تھے۔اُسی کے بارے میں ایک خوبصورت بات حضور ﷺ نے فرمائی۔اگر میرے پاس ڈائیگرام ہوتی تو آپ کو بنا کر دکھاتا کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''پھر مجھے براق کے پاس لایا گیا اور اُس کے دو پر اُس کے زانوؤں سے نکلتے تھے جن سے وہ اپنے پاؤں کھرچتا تھا''۔

خواتین و حضرات! اگر پَر کسی بھی قسم کے ہوں، ہمارے پاس جتنا بھی پَروں کا تصور ہے وہ upper blades کا ہے یعنی پرندوں کے پروں جیسا مگر یہاں سرکارِ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ اُس کے دو پر اُس کے زانوؤں سے نکلتے تھے جن سے وہ اپنے پاؤں کھرچتا تھا۔اب اگر آپ تھوڑا

سا غور فرمائیں تو وہ پَر نہیں کیپسول تھا جس کے نیچے اس کو ڈھانپنے والی دو sides تھیں۔ وہ اُس کے نیچے جا کر اُس کے foot work کو لگتی تھیں۔ اس طرح وہ اوپر نیچے پھرتا تھا۔ اگر آپ نے کوئی modern capsule دیکھی ہو تو اُن میں یہ طرز عام پائی جاتی ہے۔

یہ بات اچھی طرح یاد رکھیں کہ سائنس ہمیں خدا کی ودیعت کردہ ہے۔ اللہ کی سائنسز are obviously far more superior and sophisticated. (ظاہر ہے کہ کئی گنا زیادہ برتر اور نفیس ہیں) وہ حکمران جس نے اتنی meticulous (جزئیات میں جا کر) دنیا design کی ہے جس نے لوحِ محفوظ میں پوری کائنات کا ایک پورا master plan رکھا ہے۔ زمین کا master plan رکھا ہے وہ خود کتنا بڑا سائنس دان ہوگا۔ ابھی کل ''شب برات'' گزری ہے جس پر آپ نے بڑی wastage کی ہوگی، بڑے چراغ جلائے ہونگے، آپ نے بڑے دھماکے کئے ہونگے۔ مگر خواتین وحضرات! اگر آپ غور کریں تو اول تو بہت سارے علماء اس کے ذکر سے ہی انکاری ہیں۔ اس کا ذکر بڑی sophistication سے آیا ہے۔ صرف سادہ سی بات ہے کہ شب برات وہ رات ہے کہ جب لوحِ محفوظ سے پوری دنیا کی مدت کا تعین کیا جاتا ہے اور آسمانِ چہارم پر ایک ہزار سال کی سکیم اتاری جاتی ہے۔ ایک ہزار سال کی سکیم آسمان چہارم کے ملائکہ کو دی جاتی ہے In next one thousand years the earth will have these people, these incidents, these emotions, these patterns, these deaths, these lives. پورے کا پورا ایک ہزار سال کا plan اتارا جاتا ہے۔ جب شب برات ہوتی ہے تو آسمان اوّل کے ملائکہ کو، ہماری زمین کے ملائکہ کو ایک سال کا plan دیا جاتا ہے۔ اسی لیے حدیثِ مبارکہ ہے کہ کوئی شادی کی تیاری کر رہا ہوگا اور اُس کی موت کا وقت آ گیا ہوگا۔ کوئی خرید وفروخت کر رہا ہوگا اور ابدی نیند سو جائے گا۔ کوئی بھوکا مر رہا ہوگا اور اُسے دولت مل جائے گی کہ یہ ایک سال کے بجٹ کی، خدا کے بجٹ کی رات ہے جو پوری زمین پر اتاری جاتی ہے۔

شب برات اور شب معراج میں بنیادی فرق ہے۔ یہ تین بڑی راتیں ہیں جن کو آپ کو علیحدہ علیحدہ دیکھنا ہوگا...... This is not a night of wastage یہ رات ضائع کرنے کیلئے نہیں ہے۔ آپ کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے کہ یہ رات تقویٰ وعبادت کی ہے۔ بہت پہلے میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ دُعا واحد ایک چیز ہے جو تقدیر میں exception

(استثناء) کرتی ہے۔ جسکو اپنی تقدیر بدلنی ہو وہ دُعا کا ضرور آسرا لے مگر جب اس رات آپ wastage کا شکار ہو جاتے ہو تو ظاہر ہے کہ آپ کی دعاؤں میں کیا اثر ہوگا؟

خواتین وحضرات! اس کے بعد حضورِ اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

''مجھے بیت المقدس پہنچایا گیا، وہاں ملائکہ نے مجھے پیغمبرانِ قدس سے ملایا۔ میں نے اُن کی امامت کروائی۔ پھر مجھے دو پیالے پیش کئے گئے (بلکہ بعض روایات میں ہے کہ تین پیالے پیش کئے گئے)، پانی کا شراب کا اور دودھ کا...... مجھے آواز دینے والا کہتا تھا کہ پانی بے کار ہے، اس سے تیری اُمت کو کوئی فائدہ نہیں۔ میں نے اجتناب کیا۔ جب میں نے شراب کو دیکھا تو مجھے دیکھنے والے نے آواز دی کہ اے رسول ﷺ تیری اُمت برباد ہو جائے گی، بے کار ہو جائے گی۔ (تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا تو natural 'choice ہی دودھ تھا) پھر میں نے دودھ کے پیالے کو ہاتھ میں لیا تو مجھے جبرئیلؑ نے آواز دی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فطرت کو چُنا اور آپ ﷺ کی اُمت بھی فطرت پر قائم رہے گی، آپ ﷺ کی اُمت ہمیشہ الٰہی معاملہ میں شرک نہیں کرے گی، فطرت پر قائم رہے گی۔ نیکی کی خصلت پر قائم رہے گی''۔

خواتین وحضرات !اس انتخاب کے بعد ایک بڑی important بات ہوئی۔ اس important بات کی reference (حوالہ) مجھے بہت خوب یاد ہے اس لئے آپ کیلئے بیان کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''پھر میرے لئے ایک سیڑھی لائی گئی۔ (معراج اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ اُس رات اُن کیلئے سیڑھی لائی گئی اور حضور ﷺ نے فرمایا) وہ سیڑھی اتنی خوبصورت تھی کہ زندگی میں میں نے اُس کے بعد ایسی خوبصورت سیڑھی نہیں دیکھی''۔

خواتین وحضرات! بڑی مدت کے بعد 1997ء میں امریکہ میں آسٹن یونیورسٹی کے Head of the Department سے میری بات ہو رہی تھی تو اُس نے مجھ سے پوچھا "How do you perceive God"? کہ آپ کیسے سمجھتے ہو کہ خدا کو آپ پالیتے ہو یا

اُس سے آپ کا ربط کیسے ہوتا ہے تو میں نے اُسے کہا، مجھے ایک اُردو کا شعر یاد آ گیا کہ

دل کے آئینے میں ہے تصویرِ یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

میں نے اُسے کہا کہ I feel there are corridors in the universe (میرا خیال ہے کہ کائنات میں کچھ کوریڈورز ہیں۔)

"جب آپ ایک special emotional frequency
(خاص جذباتی فریکونسی) پر جاتے ہو تو آپ اُس corridor
(راہداری) میں داخل ہو جاتے ہو جہاں آگے آپ کا خدا ہوتا ہے"۔

اس کے علاوہ اُس کا براہِ راست contact نہیں ہے۔ اُس نے مجھے کہا: Corridors? I don't think so, we call it stairs. (ہم ان کو سیڑھیاں کہتے ہیں) میں نے کہا: Who call it stairs? (کون ان کو سیڑھیاں کہتا ہے۔) کیا یہ تمہارا ذاتی تجربہ ہے؟ کہنے لگا نہیں۔ ہم جو cosmology (علم ہیئت) کے جاننے والے ہیں ہمارے علم میں یہ آیا ہے کہ کائنات میں ایسی stairs (سیڑھیاں) موجود ہیں کہ جو پوری کائنات کو مختصر کر دیتی ہیں۔ اُن stairs پر چل کر ہم شاید کائنات کیلئے بے پناہ فاصلے ختم کر دیتے ہیں۔ جب میں نے stairs کا لفظ سنا تو مجھے معراج کا مطلب یاد آ گیا کہ معراج کا تو مطلب ہی "سیڑھی" ہے۔ حضور ﷺ نے شبِ معراج میں جو ہمیں علامات دی تھیں، اُس میں یہ فرمایا تھا کہ: "پھر سیڑھی میرے پاس لائی گئی اور پھر جبرئیل اور میں اس پر سوار ہوئے اور پھر آناً فاناً آسمانِ اوّل پر پہنچ گئے"۔

اس پروفیسر نے مجھ سے کہا کہ There are certain special trajectories between Earth and Saturn (راہداری) یہ زحل و زمین کے درمیان ہیں۔ اگر ہم اُن trajectories کو کور کریں تو ہم آٹھ منٹ میں زمین سے زحل پر پہنچ جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کیا اُس پر آپ کسی جہاز یا کسی کیپسول یا کسی ذریعے سے پہنچ سکتے ہو تو اُس نے مجھے کہا کہ We will believe that there are stairs. کہ وہ فاصلے کو اتنا short کر دیتی ہیں۔ خواتین و حضرات! یہ معراج بھی اُنہی stairs کے متعلق ہے اور رسولِ اکرم ﷺ نے اُنہی stairs کی بات کی۔ ذرا آپ اور آگے بڑھتے ہوئے دیکھئے گا کہ وہاں کیا واقعہ پیش آیا۔

بدقسمتی سے واقعہء معراج کا mention, proper (مناسب بیان) کبھی بھی نہیں ہوتا۔ مساجد اللہ میں بھی، علمائے کرام بھی عام طور پر آپکو وہ باتیں بتاتے ہیں جو اُن کی side (طرف) کی باتیں ہیں But what is exactly is only told by the Prophet himself (حقیقت وہی ہے جو پیغمبر ﷺ نے خود بتایا) حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ:

''پھر جبرئیل مجھے لے کر آسمان اوّل کے دروازے پر آئے۔ آسمان اوّل کے نگہبان نے پوچھا: ''کون ہے''؟ کہا: ''میں جبرئیل''...... کہا: ''ساتھ کون ہے''؟ کہا: ''محمد ﷺ ہیں'' کہا: ''خود آئے ہیں یا بلائے گئے ہیں'' کہا: ''بلائے گئے ہیں''۔ کہا: ''مرحبا! گزر جائیے!''......

اس انکوائری سے absolutely (بالکل) ایسے لگتا ہے کہ جیسے آپ کسی بڑی محفوظ، بڑی protective، بڑی Well guarded ایسی جگہ جا رہے ہوں جہاں آپ سے ID (آئی ڈی) طلب کی جا رہی ہو اور ساتھ والے کی آئی ڈی بھی طلب کی جا رہی ہو...... اور اس میں کوئی مبالغہ نہیں۔ بخاری میں، مسلم میں، ابی داؤد میں exactly (بالکل) یہی واقعہ mention (درج) ہے۔

خواتین وحضرات! Can you imagine that movement is happening in a highly protected atmosphere (آپ تصور کر سکتے ہیں کہ ایک اعلیٰ ترین محفوظ جگہ پر ایک سسٹم چل رہا ہے) اور وہاں وہی precautions (ہدایات) لی جا رہی ہیں کہ غالباً جن کی ایک کاپی آپ زمین پر استعمال کرتے ہو کہ جب بھی آپ کسی protective atomosphere (محفوظ جگہ) میں جاتے ہو وہ آپ سے (ID) آئی ڈی طلب کرتے ہیں، پھر یہ پوچھتے ہیں کہ کس سے ملنا ہے...... کسی نے اندر سے بلایا ہے کہ خود ہی ملنے آ گئے ہو...... یا اندر سے پوچھتے ہیں کہ صاحب آپ نے اُسے بلایا ہے تو بھیج دیں ورنہ ہم اُسے واپس کر دیں۔ یہ تمام سفر جو ہے اس میں بہت سے واقعات پیش آئے جیسے آسمانوں پر حضور ﷺ کی بہت ساری باتیں، انبیاء سے ملنا، نمازوں کا درس...... مگر سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہاں بڑے اختلافات پائے جاتے ہیں جیسے شروع میں اختلاف ہے کہ کیا حضور عالی مرتبت طبعاً گئے یا ذہناً گئے۔

میں آپ کو ایک بات بیان کرتا چلوں کہ بہت سے علماء نے بیان کیا ہے کہ قرآن کو explain (وضاحت) کرنے والا قرآن ہے۔ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ قرآن کو explain کرنے والا قرآن، لفظوں کو explain کرتا ہے مگر وضاحت وہ کرتا ہے جسکو قرآن کا فہم عطا ہوا۔ یہ بات اچھی طرح یاد رکھیں۔ اگر فرض کیجئے کہ عالم یہ کہتا ہے کہ قرآن کا ایک لفظ ایک term (معنی) میں یہاں استعمال ہوا اور دوسری term (معنی) میں وہاں استعمال ہوا ہے...... ایک بڑے عالم اور حافظ تھے، بڑے سخت اور کٹر تھے تو ایک دفعہ خواجہ مہر علی کے پاس چلے گئے اور کہنے لگے کہ ''مہر علی! تم قرآن میں تاویل کرتے ہو۔'' انہوں نے کہا: ''ہاں کرتا ہوں،...... میں آیات کو بدلتا نہیں ہوں مگر فہم کے مطابق جو سمجھ میں آئے تاویل کرتا ہوں'' ۔کہا: ''کیا تمہیں نہیں پتہ، اسکی کتنی سزا ہے اور یہ کتنی غلط بات ہے۔ تم کو تاویل نہیں کرنی چاہیے......'' تو انہوں نے کہا: ''دیکھو! اگر میں تاویل نہیں کروں گا تو تمہارا تو بیڑا ہی غرق ہو جائے گا''۔ تو انہوں نے کہا: ''کیسے''؟ کہا کہ ''تم نے قرآن میں پڑھا نہیں کہ جو یہاں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا......'' تو بہر حال اُس سے آپ تفسیر نہیں کر سکتے اور خاص طور پر جب ''رویاء'' کی ہم تعریف کرنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ قرآن کے کتنے بڑے عالموں نے اس کی وضاحت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے حضرت ابنِ عباسؓ کو دعا دی تھی کہ قرآن کی تاویل میں یہ بچہ منفرد ہوگا۔ عبداللہ ابن عباس بڑے ہوئے، اس تاویل کے حامل ہوئے، اللہ نے اُنہیں بہت بڑی برکت بخشی۔ کسی نے اُن سے پوچھا کہ ''رویاء'' کا مطلب کیا ہے۔ کیا اس کا مطلب ''خواب'' ہے۔'' فرمایا:

''رویاء کا لفظ بیداری میں مشاہدے کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے''۔

اس کے بارے میں تھوڑی سی میں آپ کو وضاحت دیتا ہوں۔ بعض اوقات یہ سمجھنے کے باوجود کہ انسان بدنی طور پر سلامت اور زندہ ہے، اس کے باوجود ہم visual effects (بصری اثرات) کے تحت اور mental effects (ذہنی اثرات) کے تحت کچھ باتیں ایسی دیکھتے اور سوچتے ہیں جو شاید ہمارے ساتھ والا نہ دیکھ رہا ہو، نہ سوچ رہا ہو، ...... مثلاً یہ تمام آسیب کی باتیں، تمام سحر کی باتیں وغیرہ...... حالانکہ آپ بالکل سلامت و بیداری میں ہوتے ہیں اور آپ اُن سب کو غلط دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود آپ کو ان پر یقین ہوتا ہے۔ جیسے خواتین میں آپ نے دیکھا کہ ''خون کے چھینٹے پڑنے'' کی باتیں یا ''آسیب پڑنے'' کی باتیں یا ''کپڑے جلنے''

کی باتیں اگر ایک خاتون دیکھتی ہے تو ساری دنیا دیکھنا شروع کر دیتی ہے۔ ایک عورت خون کا چھینٹا دیکھتی ہے تو ساری دیکھنا شروع کر دیتی ہیں۔ بیداری میں اپنے ذہن کی توجہات کی وجہ سے آپ کی visionary power (بصری طاقت) اسی طرح تبدیل ہو جاتی ہے...... پھر معراج پر کیا شبہ ہو سکتا ہے؟ اسی لیے پروردگار نے اس کا ذکر کرتے ہوئے قرآن حکیم میں فرمایا:

"مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی" (النجم ۵۳:۱۷)

(نہیں کجی کی نظر نے اور نہ حد سے بڑھی)

کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جو اُن کے کسی ٹیڑھے پن کا نتیجہ ہو یا اُن کی کسی غلطی کا نتیجہ ہو بلکہ جو کچھ ہم نے چاہا کہ وہ دیکھیں اُنہوں نے بالکل اسی طرح، وہی دیکھا۔

خواتین و حضرات! بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جبرائیلؑ کو دیکھا۔ اصل میں جبرئیل پیغمبروں کا بڑا پرانا ساتھی ہے۔ جس پیغمبر نے نبوت میں آنکھ کھولی اُسے صبح و شام جبرئیلؑ نظر آئے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اتنا بڑا کمال کیا ہو گیا کہ رسول اللہ کو اتنی دور لے جایا گیا...... اتنی دور لے جا کے بھی کیا جبرئیل دکھانا تھا......؟ جبرئیل تو صبح و شام اُن کے پاس آتے تھے...... چلو اگر اصل میں نہیں تو کسی دوسرے (لباس) انداز میں...... کبھی "دحیہ کلبی" کی شکل میں آ گئے...... کبھی کسی اور شکل میں...... حضور ﷺ نے فرمایا:

"اے لوگو! تمہیں پتہ ہے، یہ ایمان سکھانے کون آئے تھے"؟ اصحاب نے کہا: "یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں تو کچھ نہیں پتہ" کہا: "یہ جبرئیل تھے"۔ یعنی حضور ﷺ تو جبرئیل کو ہر رنگ میں پہچانتے تھے۔

؎ بہ ہر رنگ کہ خواہی جامہ برپوش
من انداز کردند رامی شناسم

آخر پیغمبر ہی جبرئیل کا شناسا نہ ہوگا، تو اور کون ہوگا؟ مگر کیا عجیب بات ہے کہ شب معراج کی تعبیر صرف جبرئیل ہو...... یہ بڑا عجیب سا لگتا ہے اور اگر انہوں نے خواب میں معراج دیکھی ہو تو میں بھی آج دعویٰ کر سکتا ہوں کہ خواب میں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا...... وہ اللہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے...... میں نے جنت کو دیکھا...... تو آپ کو اس میں کیا چیز عجیب لگے گی؟ آپ کہو گے...... خواب ہی ہے نا...... اگر وہ خواب ہی ہے، اگر رسول اللہ ﷺ نے خواب ہی دیکھنا تھا تو کیا ضرورت تھی ابوجہل کو جا کر صدیق اکبرؓ کو یہ کہنے کی کہ "دیکھا آج پکڑے گئے ہو۔ اگر کوئی

شخص یہ کہے کہ میں رات کی رات بیت المقدس پہنچا، آسمانوں کی سیر کی اور پلٹا تو کیا تم سمجھو گے کہ وہ ٹھیک کہہ رہا ہے"۔ ابوبکرؓ نے کہا: "نہیں" ......اس نے کہا: "اچھا پھر تمہارا دوست یہ کہہ رہا ہے"۔ فرمایا: "اگر وہ کہہ رہا ہے تو پھر سچ کہہ رہا ہے"۔ اس لیے حضور ﷺ نے فرمایا:

"ہر اُمت کا ایک صدیق ہوتا ہے اور میری اُمت کا صدیق ابی بکر عبداللہ بن قحافہ ہے"۔

خواتین و حضرات! یہ شعورِ ذات جب آگے بڑھتا ہے، جب حضور گرامی مرتبت "سدرہ" تک پہنچتے ہیں تو خداوند کریم "سدرہ" کا بڑی وضاحت سے بیان کرتا ہے اور یہ کہ ابنِ عباسؓ سے کسی نے پوچھا کہ معراج میں حضور ﷺ نے کس کو دیکھا۔ فرمایا: "اللہ کو دو مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ نے دیکھا"۔ ایک صحابی نے کہا کہ "اللہ تو کہتا ہے کہ مجھے کوئی آنکھ نہیں دیکھ سکتی تو یہ آپ کیسے کہتے ہو۔ (یہ ام المومنین عائشہ صدیقہ کا قول تھا۔) فرمایا عقل کے اندھے......! اللہ نے نور نہیں دکھایا، اُن کو جلال نہیں دکھایا، اللہ نے اُن پر آگ نہیں پھینکی"۔ یعنی اگر اللہ اپنی جلالت مآب میں اُن کو نور دکھاتا تو شاید آنکھ نہ دیکھ سکتی۔ اللہ نے اُن کو جسطرح چاہا، جس طرح اپنے بندے پر اپنے آپ کو آشکار کرنا چاہا ویسے دکھایا......اب میں مختصراً آپ سے پوچھوں کہ کیوں دکھایا گیا؟ خدا کا خود کو آشکار کرنا کیوں ضروری تھا؟ A very very solid reason (ایک بے حد مضبوط وجہ ہے) کہ جب سے زمین بنی ہے، جب سے انسان بنا ہے، اللہ کی اس زمین پر کوئی شہادت موجود نہیں۔ کسی بندے نے یہ شہادت نہیں دی کہ میں نے اللہ کو دیکھا ہے۔ شہادت کے بغیر اللہ کی موجودگی تو قائم تھی، دیگر بڑے ذرائع اللہ نے دے رکھے تھے مگر شہادت کے بغیر خدا پر دلیل مکمل نہیں ہو سکتی تھی تو رفتہ رفتہ پیغمبرانِ قدس کو اللہ کی طرف سے تھوڑی تھوڑی جلوہ نمائی ہوتی گئی، معجزات دکھائے گئے۔ جب معجزات دکھائے گئے تو لوگوں نے کہا کہ جادوگر بھی ایسا کر لیتے ہیں...... آگے بڑھتے ہوئے حضرت موسیٰؑ کی خاطر اللہ نے اتنے بڑے بڑے کام کئے۔ "طور" اُٹھا کر قوم پر کھڑا کر دیا۔ "نیل" کو چیرا:

"وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى"

بیس چالیس برس بادلوں نے سایہ رکھا......یعنی اللہ نے ہر پیغمبر کو اپنے ساتھ خصوصی تعلق کی ایک معرفت دی۔ اپنے تعلق سے آگے بڑھایا۔ پھر جب حضرت عیسیٰؑ آئے: "وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ" جبرئیلؑ سے مدد لی، صبح و شام لی، چلتے پھرتے میں لی......مگر ایک آخری مرحلہ رہتا تھا کہ کسی کی اللہ پر شہادت موجود نہیں تھی۔

صدیوں سے جو روایتِ مذہب چلی آ رہی تھی وہ ''رویت'' کی شہادت سے خالی تھی۔ اللہ کو اپنی یہ دلیل مکمل کرنا تھی کہ کم از کم زمین و آسمان میں ایک بندہ تو ایسا ہو جو یہ کہہ سکے کہ ''اے بندگانِ خدا! اللہ کے وجود پر کوئی شک نہیں''...... جو صادق ہو، امین ہو، سچا ہو، اُسکی judgement پر کوئی شبہ نہ ہو جیسے اس قرآن کی آیت میں آپکو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اُسکی judgement پر قطعاً کوئی شک نہیں۔

''مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی'' (النجم ۵۳:۱۱)

(نہیں جھوٹ بولا دل نے کچھ دیکھا)

اُس کی آنکھ نے کوئی غلطی نہیں کی، کوئی judgement خراب نہیں ہوئی بلکہ جو کچھ اس کو دکھایا گیا، جو اس کو بتایا گیا ہماری طرف سے بتایا گیا اور اُس نے اپنے رب کی شہادت کو مکمل کیا۔ اسی لئے پیغمبر ﷺ کو شاہد اور نذیر کہا گیا ہے۔ یہ معراج کی سب سے بڑی reason تھی کہ حضورِ گرامی مرتبت کے ذریعے پروردگارِ عالم نے اپنے وجودِ عالی پر شہادت دلوائی جیسے اُس نے چاہا...... ہم یہ نہیں جانتے کہ اُس نے اُسے کیسے دکھایا۔ اگر اُس نے ''بصارتِ ظاہرہ'' سے نہیں دیکھا تو کم از کم بار بار قرآن دو چیزوں پر بہت زور دیتا ہے تاکہ آپ کسی قیمت پر یہ نہ سمجھو کہ یہ کوئی آسیب تھا، وسوسہ تھا یا گمان تھا، خیال تھا۔ ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔

''مَا ضَلَّ صَاحِبُكُم وَمَا غَوٰی'' (النجم ۵۳:۲)

(نہ بہک گیا صاحب تمہارا اور نہ راہ سے پھر گیا)

غور فرمایئے کہ سورۃ کے شروع ہوتے ہی خدا کہتا ہے کہ رسول ﷺ کے مشاہدے میں کوئی غلطی نہیں تھی، یہ کوئی آسیب زدگی نہیں تھی۔ نہ وہ بھولا، نہ وہ بھٹکا بلکہ جس چیز پر اُس نے شہادت دی ہے مکمل اور محکم شہادت دی ہے۔

''وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰی'' (النجم ۵۳:۳)

(اور وہ نہیں بولتا اپنی خواہش سے)

وہ اپنی مرضی سے بھی بات نہیں کرتا۔ اگر تمہیں یہ خیال ہو کہ اُس نے من گھڑت بات سنا دی ہے کوئی ''اساطیر الاولین'' میں اضافہ کر دیا ہے تو ایسا بھی نہیں ہے۔ اُس نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کی۔

''اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی'' (النجم ۵۳:۴)

(مگر وہ جوان کو وحی کی جاتی ہے)

بلکہ جو کچھ اُس کے دل میں اللہ نے ڈالا اُس نے وہی بات کی۔ جو کچھ اللہ نے اُس کو دکھایا وہی اس نے دیکھا اور وہ خداوندِ کریم کا واحد شاہد ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے اللہ پر واحد شہادت دی ہے اور یہ شب معراج جو ہے یہ اتنا بڑا منصب ہے، اتنی بڑی عقلی اور ذہنی معراج ہے جسکا تصور زمانے میں پہلے کسی کو نہ ہوا اور یہ سفر کوئی آج سے شروع نہیں ہوا۔

خواتین وحضرات! میں آپ کو تھوڑا سا ہسٹری کا background (پس منظر) بتا دوں۔ پرانی مصر کی داستانوں میں ''دیوداس'' کی کہانی ہمارے پاس موجود ہے، ہزاروں سال پہلے اسی ''حقیقتِ عظمیٰ'' کی تلاش میں مصر کا وہ عظیم بادشاہ ''گلگامش'' نکلا۔ اُس نے اپنے جسم و جان پر فتح پائی۔ وہ کائناتی اور بالائی سفر پر گیا۔ اُس کے ہاں بھی ایک معراج موجود ہے مگر اُس معراج میں بھی ''شہادت'' نظر موجود نہیں۔ کسی پیغمبر کے پاس یہ شہادتِ نظر موجود نہیں......کوئی پیغمبر یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ اُس نے خدا کو دیکھا اور اتنا قریب گیا......اتنا قریب کہ دو کمانوں سے کم فاصلہ رہ گیا۔ آپ کو پتہ ہے کہ ''قَابَ قَوسَین'' کا مطلب یہ دو ''بھوئیں'' ہیں۔ جب بہت زیادہ قربت کی نشان دہی کرنی ہو، ایسی قربت جس میں فراق ہی کوئی نہ ہو، جس میں جدائی ہی کوئی نہ ہو تو اللہ اپنے محبوب کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ میری اور اُس کی قربت یہ تھی کہ جیسے دو بھوؤں کا درمیان کا فاصلہ ہو۔ اتنی قربت سے رسول اللہ ﷺ نے شہادت دی۔

اس میں ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا ہے کہ جب پچاس نمازیں اللہ نے عطا کیں، بڑی مہربانی فرمائی۔ حضرت موسیٰ آسمان پر موجود تھے، تو آپ ﷺ تو مستی میں تھے۔ خدا کو دیکھنا......!

؎ تکلیف تیرے یاد آنے کی

اُس وقت ہوش وحواسِ پیغمبر سارے سرور ولذّت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ آپ نے پچاس ہی پکڑیں اور آ گئے تو رستے میں موسیٰ نے کہا: ''محمد ﷺ! کیا لائے ہو......؟'' کہا: ''میرے دوست نے، میرے حبیب نے، میرے اللہ نے، مجھے میری امت کیلئے پچاس نمازیں دی ہیں''...... کہا: ''کیا کررہے ہو اے میرے نیک بخت بھائی! اے میرے محبوب پیغمبر! تمہاری اُمت نہیں پڑھ سکے گی۔ یہ ''ایک والی'' بھی نہیں ہے، آپ پچاس اُٹھا لائے ہو...... آپ واپس جاؤ! مجھے میری اُمت کا تجربہ ہے، مجھے اپنے بنو اسرائیل کا تجربہ ہے۔ یہ نہیں پڑھیں گے یہ نمازیں...... آپ جاؤ اور تخفیف کرواؤ''...... آپ ﷺ گئے اور یہ درخواست کی کہ میرے پروردگار یہ نمازیں

کچھ زیادہ لگتی ہیں۔انہوں نے دس کم کردیں۔آپ چالیس لے کر آئے۔پھر موسیٰ کے پاس سے گزرے۔موسیٰ نے کہا: ''نہیں بھائی! مجھے زیادہ تجربہ ہے۔تیری اُمت مصیبت میں پڑ جائے گی۔کسی نے چالیس نمازیں نہیں پڑھنی ہیں۔آپ جاؤ! پھر تخفیف کرواؤ''!......ہوتے ہوتے یہ نمازیں آدھی ہوگئیں۔ویسے اکثر لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کو مزہ آرہا تھا۔بار بار دیدار نصیب ہورہا تھا تو اس بہانے نمازوں کی تخفیف کروانے کے بہانے بار بار ''جلوہء روئے یزداں'' ہورہا تھا۔بار بار سرکار کے قریب جارہے تھے۔اس لیے خود بھی جان بوجھ کر نمازوں کی تخفیف میں لگے ہوئے تھے۔جب پانچ رہ گئیں تو ہمارا اور آپ کا مسئلہ ''اٹک'' گیا تو کہا کہ اب نہیں......اب مجھے شرم آتی ہے۔اب اس سے کیا تھوڑی کرواؤں۔اللہ نے کہا: ''اے میرے محبوب نبی! میں نے پانچ کم نہیں کی ہیں۔پچاس نمازوں میں کوئی کمی نہیں کی لیکن یہ جو پانچ دی ہیں نا، انکا ثواب پچاس کے برابر ہے۔صلہ تیری امت کو وہی ملے گا جو پچاس نمازوں کا ہے......''

خواتین وحضرت! ایک عجیب سا تناظر پیش کرتا ہوں۔ابھی آپ نے دیکھا کہ یہاں رسول ﷺ رک گئے۔رک کر کہا کہ اب میں دوبارہ نہیں جاؤں گا۔مجھے شرم آتی ہے۔اللہ سے حجاب آتا ہے۔کہیں گے کہ کیا بار بار نمازیں معاف کرارہے ہو مگر قیامت کا دن بھی آئے گا جب رسول اکرم ﷺ سے کہا جائے گا کہ اُمت کی شفاعت کرو۔آپ جائیں گے، اللہ کی تعریف کریں گے۔اللہ کہے گا: ''اے محمد ﷺ! ہم نے وعدہ کیا تھا، ہم کسی صورت بھی آپ کو ناراض نہیں رکھ سکتے۔جاؤ! آپکے جو لوگ جہنم میں ہیں اُن کو نکال لو''۔پھر یہ اُن کو نکالنے جائیں گے۔تھوڑی دیر کے بعد پھر پریشانی ہوگی، یاد آئیگا کہ ابھی کچھ اور باقی ہیں۔پھر حضور ﷺ حضورِ یزداں پہنچیں گے کہ اے مالک وکریم! ابھی تو کچھ اور لوگ جہنم میں باقی ہیں۔کہا جائے گا: ''اچھا جاؤ! ہم تمہیں ناراض نہیں رہنے دیں گے اور لوگ بھی لے آؤ''۔جب ہوتے ہوتے چوتھی مرتبہ آئیگی تو نماز کے وقت تو رک گئے تھے مگر یہاں نہیں رکیں گے۔اپنی اُمت سے محبت کا یہ عالم ہے کہ پانچویں مرتبہ پھر پہنچیں گے اور کہیں گے: ''پروردگار! مجھ سے آپ نے وعدہ کیا تھا کہ میری اُمت میں سے کوئی بندہ آپ جہنم میں نہیں رکھیں گے''۔اللہ کہے گا: اے محمد ﷺ! ہم اپنا وعدہ پورا کریں گے۔ہم کسی قیمت پر تمہیں ناراض نہیں دیکھنا چاہتے مگر یہ جو لوگ تم دیکھ رہے ہو نا جہنم میں یہ تمہارے جیسے ضرور ہیں، یہ مسلمان لگتے ہیں مگر مسلمان نہیں ہیں، (یہ سیکولر ہیں۔ان کا دل سے تمہارے مذہب کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے۔یہ تو ''چنڈال چوکڑی'' ہے۔نام انکے مسلمانوں جیسے ہیں، باقی ساری

کی ساری ان کی عادات کافروں والی ہیں، ساری سوچیں کافروں والی ہیں) تو اے محمد ﷺ! غم نہ کر، اب صرف اُن لوگوں کو جہنم میں روک رکھا ہے کہ جنہیں قرآن نے روک رکھا ہے، جنکا کتاب پر یقین نہیں، قرآن پر یقین نہیں، جنکا تیری رسالت پر یقین نہیں، جنکا میری خدائی پر بھی یقین نہیں ہے اس لیے غم زدہ نہ ہو۔ یہ تیری اُمت کے لوگ نہیں ہیں۔

وَمَا عَلَينَا اِلّاالبَلاغ

سوال وجواب

سوال: سائنسی نظریات کے تحت قرآن کو ملانا تو درست ہے لیکن قرآن کی کوئی توجیح یا نبی ﷺ کا کوئی واقعہ آج سائنس اگر ثابت کر دیتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے لیکن کیا سائنس کی اتھارٹی کو لے کر اُن کے کسی واقعہ کو اتھارٹی دینا درست ہے کیونکہ نظریہ یا اتھارٹی کل کو reject بھی ہو سکتی ہے۔

جواب: آپ نے درست فرمایا مگر دیکھیں قرآن تو سائنس سے بہت آگے ہے، اتنا آگے ہے کہ ابھی سائنسی تحقیق تو نصف میدان میں بھی نہیں ہے مثلاً قرآنِ کریم میں اللہ فرماتے ہیں کہ

"اَللّٰہُ الَّذِی خَلَقَ سَبعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الاَرضِ مِثلَھُنَّ "

(اللہ وہ ہے جس نے سات کائناتیں تخلیق کی ہیں اوراُن سات کائناتوں میں سات زمینیں تخلیق کی ہیں)

"یَتَنَزَّلُ الاَمرُ بَینَھُنَّ"

(ان ساری زمینوں میں ہمارا حکم اترتا ہے)

یعنی یہ تو بہت پرانی بات ہے کہ سائنسز کتابِ تحقیق ہیں مگر قرآن کتابِ تخلیق ہے۔ظاہر ہے کہ خدا کو خدا سے بہتر کون جانتا ہے؟ اور کون سمجھتا ہے کہ کونسی چیز اسنے کیسے پیدا کی۔اب سائنس کی جو باتیں آکر قرآن کی تصدیق پر آمادہ ہوتی ہیں تو وہاں سائنس کی تحقیق ختم ہو جاتی ہے۔مثلاً جب خدا نے یہ کہا:

"وَجَعَلنَا مِنَ المَآءِ کُلَّ شَیءٍ حَیٍّ"

(اور میں نے تمام حیات کو پانی سے پیدا کیا ہے۔)

اب سائنسز بھی یہاں آکر رک گئیں۔اب کوئی بھی thesis ایسا نہیں آئے گا جس میں سائنس دان اُٹھ کر یہ کہے کہ نہیں، زندگی پانی سے نہیں بلکہ بجلی سے پیدا کی گئی ہے تو جو سائنسی تحقیقات قرآن کے اُن بنیادی اصولوں سے آکر مل جائیں وہ قابلِ تسلیم ہوں گی۔جیسے قرآنِ حکیم میں اللہ نے کہا کہ کیا تمہیں پتہ ہے؟

"اَوَلَم یَرَ الَّذِینَ کَفَرُوا"

(تم کیسے میرا انکار کرسکتے ہو)

"اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضَ کَانَتَا رَتقاً فَفَتَقنٰھُمَا"

(کیا تمہیں پتہ نہیں کہ بنیادی طور پر کائنات ایک وجود تھی پھر ہم نے اسے پھاڑ کے جدا کر دیا......)
اب جب سائنسی تحقیق چلتے چلتے قرآن کی اس آیت سے آ کر مل جائے تو تصدیق شدہ ہوگی اور باقی کی سائنس میں شک وشبہ ہوگا اور ضروری نہیں کہ وہ acceptable ہو۔ ابھی اس گردش میں ہم سائنس سے مدد نہیں لے رہے۔ سائنس خدا کی حریف نہیں ہے بلکہ انسانوں کو خدا کا دیا ہوا ایک عطیہ ہے۔ مثلاً اگر میرے پاس سردرد کا دم ہے اور سائنس دان نے اُس کی دوا اسپرین کی ٹکیہ میں دی ہے تو مجھے یقین ہے کہ اللہ اس دم میں اثر نہیں دے گا۔ وہ یہ کہے گا کہ اے انسان کیا میں نے تجھے حکمت نہیں دے دی، اگر میں نے تجھے حکمت دے دی ہے تو تُو خواہ مخواہ اس قسم کے سہارے کیوں لے رہا ہے۔ قرآنِ حکیم میں اللہ نے بڑی وضاحت سے فرمایا کہ "یُؤتِی الحِکمَۃَ مَن یَّشَآءُ" انگریزی میں آپ سائنس کہتے ہو مگر بنیادی طور پر حکمت ہی کا لفظ ہے جو اُدھر چل رہا ہے کہ جسے چاہتا ہوں حکمت عطا کرتا ہے۔ "وَمَن یُّوتَ الحِکمَۃَ فَقَداُوتِیَ خَیرًا کَثِیرًا" جسے حکمت عطا کی اسے خیرِ کثیر عطا کی۔ اسی لیے ہم سائنس کو final نہیں مانتے۔

جب خدا یہ فرماتا ہے: "اِذَالشَّمسُ کُوِّرَت . وَاِذَالنُّجُومُ انکَدَرَت" کہ وہ وقت آئے گا جب سورج ماند پڑ جائے گا، ستارے گدلے پڑ جائیں گے یعنی وہ وقت ابھی آیا نہیں ہے۔ اگر آپ غور کریں تو دوزخ کا وقت ابھی آیا نہیں ہے۔ جنت کا وقت ابھی آیا نہیں ہے۔ ارواح کو دوبارہ زندہ کرنے کا وقت ابھی نہیں آیا اور یہ جو خدا نے کہا کہ ہم صور پھونکیں گے تو سارے اُٹھ کھڑے ہونگے، قبروں سے حواس باختہ ہو کر نکلیں گے، یہ وقت ابھی نہیں آیا مگر کچھ ایسی باتیں جو اللہ نے زمین اور آسمان کے بارے میں کہہ دی ہیں وہ ضرور واقع پذیر ہوں گی اور سائنس دان اُس کے بارے میں estimate (اندازہ) لگا رہے ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ میں ساری کائنات کو اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹ لوں گا اور بائیں ہاتھ میں اپنی زمین کو رکھوں گا۔ وہ قیامت کے دن کی خبر دیتا ہے:

"وَاَشرَقَتِ الاَرضُ بِنُورِ رَبِّھَا"
(اور جب زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا جائے گی۔)

کہ جب زمین کو کسی اور زمین سے بدل دیں گے اور زمین تمہارے رب کے نور سے چمک جائے گی تو یہ ساری باتیں بہت آگے کی ہیں اور ہمارے علم میں ابھی کچھ بھی نہیں ہے اسی لئے ہم سائنس کو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ایک بہت بڑے سمندر میں ایک چھوٹی سی کشتی پر ایک ٹوٹی ہوئی پتوار ہے جس

کے ذریعے ہم ایک بہت بڑے بحرِ بے کراں کو عبور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اندھیرا بڑا مطلق ہے، کہیں کہیں روشنی کی ایک چمک پڑتی ہے اور ہم تھوڑا سا راستہ دیکھ لیتے ہیں اور آگے قدم بڑھا لیتے ہیں۔ جس وقت قرآن اترا تھا اس وقت سائنسز موجود تھیں، اس سے پہلے بھی سائنسز موجود تھیں مگر قرآن سچا تھا اور اس وقت سائنسز غلط تھیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ ہمارے مسلمان لوگوں نے قرآن کو کیوں نہ سچا سمجھا۔ جب Ptolemy کہہ رہا تھا کہ زمین ساکت ہے اور باقی ستارے اس کے گرد حرکت کر رہے ہیں اور تین ہزار سال قبل مسیح میں Copernicus نے یہ کہا تھا کہ نہیں، سورج ساکت ہے اور ستارے اسکے ارد گرد حرکت کر رہے ہیں، اس وقت کوئی اُٹھتا اور قرآن دیکھتا ہے تو یہ نہ کہہ سکتا تھا۔ قرآن دونوں کے خلاف ہے۔ قرآن تو کہہ رہا ہے: "کُلٌّ یَّجرِی اِلٰی اَجَلٍ مُسَمًّی" کہ کوئی بھی ساکت نہیں ہے۔ وقت مقرر تک سب چل رہے ہیں۔ اب آ کر سائنسز نے اس قرآنی آیت کی تصدیق کی ہے۔ اب ہم سائنس کو اسی لیے attach کرتے ہیں کہ جب ہمیں وضاحت دینی ہوتی ہے، ہم کہتے ہیں کہ اب matter of fact سائنسز ہیں۔ objective reality (ظاہری حقیقت) اُس subjective بیان (داخلی یا ذہنی گواہی) کے پاس آ گئی ہے جو خدا نے ہمیں دی تھی اور جس کی judgement ہمارے پاس نہیں تھی۔ اگر آپ غور کیجئے تو بے شمار ایسی آیات ہیں کہ خدا کہتا ہے کہ میں زمین کو کناروں سے گھٹا رہا ہوں اب اس آیت کی وضاحت کیلئے geology کا کوئی specialist چاہیے ہوگا، کوئی ٹیم ہوگی، جو زمین کی پیمائش کرے گی، وہ آپ کو بتائے گی کہ زمین کناروں سے گھٹ رہی ہے یا نہیں گھٹ رہی ہے۔ ان دونوں کا سمبندھ ہے، حکمت اور علم کا ایک اشتراک ہے۔ اللہ علم ہے اور صاحبِ علم ہے اور حکمت یا سائنس اس کی explanation (وضاحت) ہے کہ ہم explanation کے ذریعے ہی علم کی کسی حقیقت کو پا سکتے ہیں۔ خدا نے جب اپنے پسندیدہ بندوں کا ذکر کیا، محبوب بندوں کا ذکر کیا تو اُس میں نہ نماز کا ذکر ہے نہ روزے کا ذکر ہے بلکہ دو باتوں کا ذکر ہے۔

" اَلَّذِینَ یَذکُرُونَ اللہَ قِیٰمًا وَّ قُعُودًا وَّ عَلٰی جُنُوبِھِم"

(کہ بہترین بندے وہ ہیں جو کھڑے، بیٹھے، کروٹوں کے بل مجھے یاد کرتے ہیں)

"وَیَتَفَکَّرُونَ فِی خَلقِ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ"

(اور وہ زمین و آسمان کی تخلیقات پر غور کرتے ہیں)

اب آپ بتائیے کہ غوروفکر سائنس کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے۔

سوال: اُس وقت مسجد اقصیٰ تو تھی نہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: میرا خیال کہتا ہے کہ مسجد اقصیٰ سے ہمارے مولوی حضرات سمجھتے ہیں کہ یہ مسلمانوں کی مسجد ہے۔ مسجد اقصیٰ سے مراد یہ نہیں ہے کہ یہ مسلمانوں کی مسجد ہے۔ مسجد سے مراد وہ تمام سجدہ گاہیں ہیں جو اللہ کیلئے وقف ہیں۔ مسجد اللہ کی ہوتی ہے صرف ہم لوگ اپنے ماحول میں نام الگ رکھ لیتے ہیں۔ وہاں ''ہیکل'' کہتے تھے جیسے ہیکلِ سلمان...... قوموں میں نام مختلف ہوسکتے ہیں۔ مسجد کا یہ قطعاً مطلب نہیں ہے کہ وہاں مسلمانوں جیسی اذانیں ہوتی تھیں۔ یہ بہت بعد میں واقعہ پیش آیا۔ یہ نام اُس کا بڑا پرانا تھا اور مسجد سے مراد یہ ہے کہ وہاں عبادت گاہ موجود تھی جو مسلمانوں کی نہ سہی کسی اور قوم کی بھی ہوسکتی تھی۔ ہم ''ہیکلِ سلمانی'' کو بھی مساجد کے لحاظ سے انتہائی معزز سمجھتے ہیں جیسے ہماری اپنی مسجد ہے اور یہ ساری مساجد وہاں موجود تھیں۔

سوال: جب عرش پر (ID) آئی ڈی چیک کی گئی تھی تو اُس وقت کیا دربان کو پتہ نہیں تھا کہ کون آرہا ہے؟ کیا وہاں کسی اور کا بھی آنا جانا تھا؟

جواب: میں مختصری آپکو اُس سسٹم system کی بات بتا رہا ہوں، ان کو پتہ تھا تبھی تو اُنہوں نے کہا: کہ ''مرحبا آیئے، گزر جایئے''...... یہ جملہ استعمال ہوا۔ اگر ان کو پہلے سے خبر نہ ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو خبر نہ دی ہوتی کہ محمد ﷺ آرہے ہیں تو وہ کہتے، کون ہے؟ روک دو۔ ID کا یہی مطلب ہوتا ہے نا، کہ پہلے پیچھے سے information آچکی ہوتی ہے کہ فلاں فلاں معزز صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ میں GHQ جاتا رہا تو وہ کہتے کہ کیا پیچھے کسی جنرل صاحب کو خبر ہے کہ آپ آرہے ہیں۔ تو وہ لسٹ دیکھ کر کہتے کہ جی ہاں آپکا نام ہے، تشریف لے جایئے۔ تو پہلے سے نام گرامی ''محمد ﷺ'' ملاقات کی لسٹوں پر کندہ تھا۔

سوال: حضور ﷺ کو کیا اپنی اُمت کا اندازہ نہیں تھا کہ وہ نماز پڑھ سکتے ہیں پھر وہ چار یا پانچ مرتبہ نماز معاف کروانے کیوں گئے؟

جواب: یہاں حضور ﷺ کے اتنے بڑے شرف وعزت کو اُن کی کمزوری کہنا ٹھیک نہیں ہے۔ آپ پچاس پڑھ لیتے...... وہ تو بڑے خوش تھے۔ اگر حضور ﷺ اپنی استطاعت کو گمان کرتے تو اُن کو تو اللہ نے کہا تھا کہ اے مدثر! آپ ﷺ ذرا راتوں کو سونا کم ہی کر دیا کرو، راتوں کو اٹھا کرو، سارا دن عبادت، ساری رات نماز، آپ ﷺ کو دنیا کے اور کام بہت ہیں تو آپ ﷺ تھوڑی کم

کیا کرو عبادت...... آپ ﷺ عبادت میں تقویٰ اور ریاضت میں ہم سب سے بہت آگے تھے۔ بلکہ آپ ﷺ کی غارحرا کی زندگی دیکھیں تو آپ لوگ ایسے نہیں گزار سکتے مگر رسول ﷺ کو اپنی اُمت پر بار بار شفقت آرہی تھی اور یہ جو موسیٰ تھے یہ تو آپکے بڑے ہمدرد نکلے اور اُلٹا آپ اُن کو طعنہ دیتے ہو کہ اُن کو پتہ نہیں تھا۔ اُن کو سب باتوں کا پتہ تھا مگر ان کو اُس وقت ملاقات کی اتنی خوشی تھی کہ اور باتوں کا خیال نہیں تھا۔ حضور ﷺ تو پچاس کو بھی تحفہ سمجھ رہے تھے۔ دعا دو موسیٰ کو جنہیں آپ کا پتہ تھا کیونکہ موسیٰ کو اپنی قوم کا بڑا تجربہ تھا کہ جب اللہ نے کہا: ''اے موسیٰ قوم کو لے جا، داخل ہو جا بیت المقدس میں''......اور آپ نے کہا ہے کہ اے قوم! مجھے اللہ نے کہا ہے، اسی اللہ نے جس نے نیل چیرا تھا، اُسی اللہ نے کہا کہ داخل ہو جاؤ، تم فتح حاصل کرلو گے۔ قومِ موسیٰ نے کہا: ''ہمیں کیوں مرواتا ہے اے موسیٰ! ہمیں گاجر مولی کھانے دے، جا، اللہ کو لے جا......اکیلا ہی فتح کر لے''......حضرت موسیٰ نے تنگ آ کے کہا کہ:

''اَعُوذُ بِاللّٰہِ اَن اَکُونَ مِنَ الجٰھِلِین''

(اے مالک و کریم! میں اپنی قوم سے بڑا تنگ ہوں)

اسی قسم کی بات آپ نے بھی کی ہے۔ پیغمبروں کی فراست تو اپنی جگہ ہوتی ہے۔ پیغمبر ﷺ اس درجہء ملاقات پر پہنچ کر اتنے سرشار تھے، اتنے سرشار تھے......! مگر دیکھو کہ جب اُن کو یہ بتایا گیا کہ یارسول اللہ آپ کی اُمت یہ بوجھ نہیں اُٹھا سکے گی تو سرشاری کے اور خدا کی محبت کے ان اثرات کے باوجود وہ پھر بھاگے بھاگے آپ لوگوں کیلئے گئے۔ اس کو آپ نقصان سمجھتے ہو؟ یہ تو بہت مروت کی بات ہے، بڑے کرم کی بات ہے۔

سوال: آپ کہتے ہیں کہ حواس خمسہ سے آگے بڑھیں گے تو خدا ملے گا۔ یہ حواس خمسہ سے آگے نکلنے سے کیا مراد ہے اور کس طرح حواس خمسہ سے آگے نکلا جا سکتا ہے؟

جواب: آپ کے علم، آپ کی معلومات اور آپ کی شناختِ عقل کو اگر چار درجوں میں بانٹا جائے......

مغربی سائیکالوجسٹ اور دانش ور عقل کو تین درجوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ میں چار حصوں میں تقسیم کرتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ Intelligence is very common with animal or with man جب آپ پڑھتے لکھتے ہو، دانشور بنتے ہو تو آپ intelligent بن جاتے ہو۔ ایک تعلیمی ''امارت عقل'' ہے۔ جب آپ اس سے آگے بڑھتے

ہو، آپ کی عقل آپ کی intelligence (ذہانت) کسی موضوع پر concentrate (مجتمع) کرتی ہے تو آپ intuitive (وجدانی) ہو جاتے ہو، آپ کو intuitive (وجدان) نصیب ہوتی ہے۔ آپ کو دانائی کی خصوصی فطرت نصیب ہوتی ہے۔ یہاں تک ہم اور مغرب common (مشترک) ہیں۔ اُن میں بھی intuitive لوگ ہیں اور ہم میں بھی intuitive لوگ ہیں۔ قرآنِ حکیم نے اسکو کرامتِ عقل قرار دیا ہے اور فرمایا:

"وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ"

اس میں تخصیص نہیں چھوڑی۔ نیوٹن کو بھی intuitive نصیب ہوسکتی ہے مگر ایک عقل اس سے آگے بڑھتی ہے، ہر چیز کو اللہ کے reference سے طے کرتی ہے، خدائی احکام کے reference سے بات کرتی ہے۔ اس عقل کو اللہ تعالیٰ انتہائی refine (مصفّا) کر دیتا ہے اور اس کو "الہام" کہتے ہیں، ادراک کہتے ہیں۔ یہ غیر مسلم کے پاس نہیں ہوسکتی، یہ صرف مسلمان کے پاس ہوسکتی ہے۔

سوال: شبِ معراج کے دوران آپ نے انبیاء کی امامت کروائی وہاں انبیاء خود موجود تھے یا پھر اُن کی ارواح نے نماز پڑھی؟

جواب: میرا آپ سے سوال ہے اور سوال یہ ہے کہ جیسے آپ کا شہید زندہ ہو اور آپ کو پتہ نہیں۔ جیسے وہ رزق لیتا ہو اور آپ کو پتہ نہیں۔ انبیاء برزخی زندگی گزار رہے ہوتے ہیں اور ان کے وجود بھی ان کے ساتھ ہوتے ہیں جیسے شہید کا بدن ضائع نہیں ہوتا اسی طرح انبیاء کے بدن بھی ضائع نہیں ہوتے۔ وہ بدنی سلامتی کیساتھ برزخی زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔

سوال: بُراق چونکہ برق کی جمع ہے اور برق روشنی کو کہتے ہیں۔ سائنس آج بھی Multiple of life پر ریسرچ کر رہی ہے تو آپ کا اس کے بارے میں کیا concept ہے؟

جواب: جب حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ جنت کتنی وسیع ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک گھر سے دوسرے گھر کا فاصلہ پانچ سو برس کا ہے۔ میں ایک دفعہ امریکہ کی ریاست Texas (ٹیکساس) میں تھا، وہاں گھر بڑی بڑی دور تھے یعنی کار کے بغیر آپ ایک گھر سے دوسرے گھر نہیں جاسکتے تھے تو میں نے اس وقت کم از کم زمین کی وسعت کا اندازہ لگایا کہ ان کے پاس اتنی بے تحاشا زمین ہے کہ ایک گھر سے دوسرے گھر جانے کے لیے آپکو سواری چاہیے، کم از کم آپ پیدل نہیں جاسکتے تو پھر مجھے اس حدیث کا خیال آیا کہ جنت اتنی بڑی ہے، اتنی وسیع ہے

کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "عَرضُهَا السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ" زمین وآسمانوں کی لمبائی سے زیادہ جنت کی چوڑائی ہے اور اُس میں جو گھر بنے ہوئے ہیں وہ گھر کیا ہیں...... ایک ایک ستارہ ہے۔ بڑی دیر پہلے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے جب "چہل کاف"...... لکھا تو اُس میں انکا آخری جملہ یہ تھا کہ "یَا کَوکَباً کُنتَ تَحکِی کَوکَبَ الفَلکَ" (کہ ستارہ دل مَن کہ مشابہ ہستی ستارہ آسماں وا) تو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنے وجدان میں دیکھا تھا کہ جس طرح ہر انسان کا دل ہے، اُس طرح ایک ستارہ اُسے عطا کیا گیا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ "سُبحٰنَ اللهِ وَبِحَمدِهٖ سُبحٰنَ اللهِ العَظِيم" پڑھو گے تو جنت میں ایک درخت لگاؤ گے اور جب آپ اپنے ستارے تک بہت ساری تسبیح کے بعد پہنچو گے تو وہ سرسبز اور ہرا ہوگا اور بغیر تسبیح کے پہنچو گے تو خاصی بنجر اور ویران جگہ ہوگی جس کو آپ کو آباد کرنا پڑے گا تو ایک مکان سے دوسرے مکان کا فاصلہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ 500 برس ہے۔ پوچھا گیا: "یارسول اللہ! جائیں گے کیسے؟" فرمایا: "بُراق سے" (روشنی کی رفتار سے)...... اگر آپ غور کرو، اگر تھوڑی سی فہم ہو تو ایک براق ایک لاکھ پچیس ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے ایک گھر سے دوسرے گھر تک پہنچے گا اور پانچ سو light years لے گا۔ آپ اس Heaven galaxy (جنت) کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتے مگر چونکہ وہاں زندگی کوئی نہیں، وہاں وقت کوئی نہیں ہوگا...... بس ایک بیکراں وسعت ہوگی، آپ کو آگے جا کر محسوس نہیں ہوگا۔

سوال: آپ کی کتاب میں پڑھا ہے کہ عالمِ بالا میں درجات علم کے مطابق ہیں اور قرآن میں آیا ہے کہ تمام درجات اعمال سے ہیں نہ کہ علم سے ہیں۔ وضاحت کریں۔

جواب: عمل تو علم کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ اعمال نتیجہ ہیں علم کا...... اس لیے میں کہتا ہوں کہ وضاحت کیلئے ہمیں رسول اللہ ﷺ کے پاس جانا پڑتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کہ "خالی اعمال ایسے ہیں جیسے کولہو کا بیل"...... چلتا رہے گا۔ اُس میں نہ شناخت ہے، نہ علم ہے، نہ commitment ہے۔ علم ہی اعمال کو رنگ دیتا ہے۔ "صِبغَةَ اللهِ" (اللہ کا رنگ) "وَمَن اَحسَنُ مِنَ اللهِ صِبغَةً" (اللہ کے رنگ سے کونسا رنگ بہتر ہے) "وَنَحنُ لَهٗ عٰبِدُون" ہر عبادت کرنے والا اُس وقت معبودِ الٰہی کو چاہتا ہے جب اللہ کے رنگ میں رنگا جاتا ہے اور یہ رنگ علم سے ہے، commitment (سپردگی) سے ہے، شناخت سے ہے۔ اس بے چارگی کا کیا فائدہ جس میں آپ کو اسلام بڑا مظلوم مذہب لگے۔ بھائی! اللہ کو آپ کے اسلام کی کوئی ضرورت

نہیں.....اللہ پر آپ احسان نہ کرو مسلمان ہو کر.....آپ جاؤ! امریکہ بسو، عیسائی ہو جاؤ، یہودی ہو جاؤ، خدا کیلئے خدا پر احسان نہ کرو۔ وہ مظلوم نہیں ہے۔ وہ تو اتنا جابر و قاہر و مطلق ہے، خلق سے اتنا بے نیاز ہے کہ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ مسلمان ہو کر اُس نے اللہ پر احسان کیا ہے تو یہ سب سے بڑی حماقت ہے۔ اللہ دنیا کو قائم رکھتا ہے چاہے اُسے اپنے مطلب کا ایک بھی شخص مل جائے اور یہ حدیثِ رسول ہے:

> پوچھا گیا: ''یارسول اللہ ﷺ! قیامت کب آئے گی''؟ فرمایا: ''جب زمین پر ایک بھی شخص اللہ اللہ کہنے والا نہیں ہوگا''۔

اگر ایک ارب میں سے ایک آدمی بھی اللہ کو یاد کر رہا ہے تو وہ قیامت برپا نہیں کرے گا۔ وہ کثرت و قلت پر نہیں جاتا۔ اُس نے جو آپ کو دیا ہے، وہ آپ کی زندگی آسان کر رہا ہے۔ ''مَا اَنزَلْنَا عَلَیکَ القُرآنَ لِتَشقٰی'' (ہم نے آپ پر مشقت کیلئے قرآن نہیں اتارا) آپ کی آسانی کے لیے بنایا ہے۔ آپ کی زندگی اور سہولت کیلئے بنایا ہے۔ آپکو آخرت میں فلاح دینے کیلئے بنایا ہے۔ وہ کونسا مسلمان ہے جو اللہ پر احسان کرتا ہے اس لیے کہ قرآن میں تو دوسری بات ہے۔ جب تک آپ علمی طور پر اپنے رب کو پا نہیں لیتے، جب تک آپ کی commitment صحیح نہیں ہوتی تب تک آپ کا مذہب ناقص رہتا ہے۔ خدا نے فرمایا ''وَنَرفَعُ دَرَجٰتٍ مَّن نَّشَآءُ'' اگر آپ غور کریں تو یہاں درجات کا ذکر ہے کہ جب اللہ نے چاہا، جس کے چاہے درجے بلند کئے اور کن لوگوں کے کئے: ''وَفَوقَ کُلِّ ذِی عِلمٍ عَلِیم'' (ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے) اعمال بھی علم کے ذریعے ہی ہونگے اگر اُن کے ساتھ نیات موجود ہوں اور نیات علم سے مرتب ہوتی ہیں اور اعمال آپ کے علم سے مرتب ہوتے ہیں۔ عمل کو نیت سے جدا کرنا آسان نہیں ہوتا۔ یہ بڑا غلط خیال ہے کہ قول و فعل میں تضاد نہیں ہونا چاہیے۔ قول و فعل میں تضاد نہ بھی ہو تو آپ ''منافق'' ہو سکتے ہیں۔ ایک تیسری چیز بھی چاہیے، وہ یہ کہ ''قول و فعل اور فکر'' میں تضاد نہیں ہونا چاہیے۔ اگر ایک آدمی سارا دن اللہ کی باتیں کرتا رہے، سارا دن نمازیں پڑھتا رہے، سارا دن سجدہ ریز رہے تو پھر بھی ''منافق'' ہو سکتا ہے مگر جب اُس کی فکر، ''قول و فعل'' کو مرتب کرے گی تو پھر وہ ایمان کے درجے پر پہنچے گا۔

سوال: Theory of relativity کے مطابق کوئی چیز جب speed of light سے چلتی ہے تو time 'delay ہو جاتا ہے اور باقی چیزوں پر relative وقت ویسے ہی گزرتا ہے

مگر معراج کے واقعہ میں اُلٹ ہوا۔ کیا آپ ﷺ پر وقت گزر گیا اور باقی ساعتیں رکی رہیں؟
جواب: Relativity اب کافی غلط ثابت ہو چکی ہے۔ اُس کے اوپر special relativity آ گئی ہے۔ اب یہ ایک بنیادی سی theory ہے۔ اب یہ بھی عجیب وغریب لگتی ہے۔ پتہ چلتا ہے کہ اللہ ہی سچا ہے کہ:

"اَللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرض"
(اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا)

جیسے اللہ تعالیٰ یہ کائنات پھیلا رہا ہے تو اصولاً مرکز سے جدا ہوتی ہوئی چیز کو وسط میں جا کر slow ہو جانا چاہیے تھا لیکن ابھی جدید ترین مطالعہ میں آیا ہے کہ کائنات محدود نہیں ہو رہی، slow نہیں ہو رہی بلکہ یہ مزید تیز ہو رہی ہے، اور اگر یہ مزید تیز ہو رہی ہے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ Ultimately all matter will be converted into energy (آخر کار تمام مادہ توانائی میں بدل جائے گا) اور جب ساری ہی کائنات energy میں بدل جائے گی جیسے اللہ کہتا ہے کہ تمام زمین و آسمان صرف میرا نور ہیں تو وہ نور آسانی سے اللہ اپنی طرف سمیٹ لے گا اور وجودِ انسان بھی ختم ہو جائے گا۔ اس بیکراں کائنات میں کسی شعاع میں جب کوئی زندگی کا ایک primary سا وقفہ ہو گا تو یہ ساری چیزیں جو اللہ کے "تصورِ بے پناہ" سے گزر رہی ہیں، میں اور آپ بھی گزر رہے ہیں...... ہو سکتا ہے کہ اللہ کو مجھ میں یا آپ میں کوئی خوبی نظر آ جائے تو اس بے پناہ "سیلابی زندگی" سے وہ آپ کو دوبارہ زندگی دے کر کوئی نمایاں حیثیت اسلیئے دے دے کہ ان لوگوں نے اپنی زندگی سے گزرتے ہوئے صحیح سوچا، بہتر عقل برتی اور مجھے تسلیم کیا: "اِنَّا ھَدَیْنٰہُ السَّبِیلَ اِمَّا شَاکِراً وَّاِمَّا کَفُوراً" مجھے ماننا چاہا اور میں نے اُن کو نجات دی اور ایک "بے حاصل ترتیب" سے نکال کر ان کو ایک "کائناتی فرار" میں ڈال دیا۔

سوال: عام طور پر واقعہ معراج میں جو سفر ہے وہ ہم نے براق کے ذریعے سنا ہے لیکن آپ نے اُسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اسریٰ اور معراج...... اُس میں یہ جو براق پر سفر تھا، وہ صرف سدرہ تک تھا یا آگے بھی تھا؟

جواب: یہ آگے بھی تھا مگر جب "سدرۃ المنتھیٰ" سے آگے پہنچے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ نئی سواری لائی گئی جسے "رفرف" کہتے ہیں۔ اس سفر کی detail میں نے اس لئے بیان نہیں کی کہ عام طور پر میرا یہ خیال ہے کہ کچھ نہ کچھ واقعات پتہ چلتے ہی رہتے ہیں مگر ان میں داستان سرائی اتنی

ہوتی ہے اور بے سروپائی اتنی ہوتی ہے کہ بڑی مشکل سے انسان original version (اصل روایت) تک جاتا ہے گو کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ سے محبت اتنی شدید ہے کہ ہمیں خوف آتا ہے اُس بات سے..... کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''اگر مجھ سے کسی نے غلط بات منسوب کی تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے''..... اس لیے خوف آتا ہے کچھ ایسی details بیان کرنے سے جو شاید اتنی confirmed نہ ہوں۔

سوال: نیوٹن نے research کی تھی کہ قیامت 2007ء میں آئے گی۔ سیارے اور ستارے آپس میں ٹکرا جائیں گے اور دنیا ختم ہو جائے گی۔ اس کے بارے میں آپکا کیا خیال ہے؟

جواب: ''نیوٹن'' بے چارہ مفلس سا تھا۔ اتنا بڑا عالم تو کوئی بھی نہیں ہوتا، نہ میں، نہ وہ، نہ کوئی اور..... بات یہ ہے کہ جو کچھ اس کو ملنا تھا وہ بس ''کششِ ثقل'' میں مل گیا۔ اب وہ theory بھی doubtful (شک و شبہ کا شکار) ہوگئی ہے اور کششِ ثقل بھی division میں چلی گئی ہے تو میرا خیال یہ ہے کہ اُس بے چارے کی بے جا اور بڑی طویل مشقتوں کا صلہ اللہ نے اُسے اس میں دے دیا تھا ورنہ قیامت کے بارے میں اس کا اندازہ کافی غلط ہو چکا ہے اور غلط ہوگا۔ اسی طرح بہت سے پرانے سائنس دانوں کی باتیں اب کافی مضحکہ خیز لگتی ہیں مگر ہم ان سائنسدانوں کو برا نہیں کہتے۔

They have their own whatever theoretical hypothesis are available to them. They worked very hard, they concentrated and they dedicated their lives to their jobs.

اُس کے بعد کچھ نہ کچھ لے کر وہ نکل آئے۔ تین ہزار سال قبل مسیح سے لیکر آج تک آپ دیکھیں تو اتنی ترقی نہیں ہوئی ہے، چار پانچ اصولوں کے سوا آپ کو کچھ اور نہیں نظر آئے گا۔ مثلاً مارکونی نے جو ریڈیو ایجاد کیا تو وہ اُس wave کی بنیاد پر تھا۔ یہ جو آج تک communication کی بے تحاشہ ترقی چلی آرہی ہے یہ اُسکا after back (بعد میں آنے والا نتیجہ) گنا جائے گا یا الیکٹرونکس کی ٹیکنالوجی سمجھی جائے گی ورنہ پہلے تو وہی تھا جو ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں اس نے message (پیغام) دیا۔ اسی طرح نیوٹن نے جو ایک بڑی دریافت کی، بڑا کائناتی اصول دریافت کیا وہی اس کے کریڈٹ میں جائے گا۔ قیامت کا وقت اس کے کریڈٹ میں نہیں جائے گا۔ میرا نہیں خیال..... ویسے 2007ء تو ہو ہی گیا ہے۔

سوال: سائنس لامکاں کے بارے میں کیا نظریہ رکھتی ہے؟
جواب: سائنسز اتنی confused ہیں۔ خاص طور پر ابھی تک seven dimensions کی اطلاع ملی ہے اور ابھی سائنس اس بات پر آ گئی ہے کہ There are other universes جنکا انہوں نے Bubble universes نام رکھا ہے۔ ابھی وہ خدا کی اس بات کی بھی تصدیق کرنے پر اتر آئے ہیں کہ There is not a single universe. There are other universes also. مگر بندے نے اور سائنس دان نے کیا کرنا ہے؟ ابھی ہم کائناتِ اوّل کی دہلیز نہیں پھاند سکے ہیں تو ہم باقی کائناتوں کی کیا خبر رکھیں گے...... کائناتوں کی تسخیر ہمارا شغل نہیں ہے اس لئے کہ قرآنِ حکیم نے فرمایا ہے: جانچ، پرکھ، دیکھنا، سننا تو ہے مگر یہ نہیں ہے کہ ہم ساری کائناتوں کی تسخیر کیلئے آئے ہیں، یہ بعد کی باتیں ہیں۔ ہماری عمر مناسب نہیں، ہماری عقل مناسب نہیں۔ آپ اندازہ کرو کہ کروڑ ہا brain cells میں سے ہم نے صرف لاکھوں کو استعمال کیا ہے۔ ہم نے ان سے کیا achieve کرنا ہے...... دراصل یہ "مُستَقَرٌ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِین" ہے۔ اس زمین پر basically (بنیادی طور پر) ہم نے کائنات کی مملکت کیلئے، اس کی تحقیق کیلئے کوالیفائی کرنا ہے اور یہ جو تھوڑا سا عرصہ ہے یہ حتمی اور ultimate نہیں ہے، نہ یہ زمین حتمی اور ultimate ہے۔ یہ ایک ایسی زمین ہے جسکی تباہی کے آثار زندہ ہو چکے ہیں، نمایاں ہیں اور اگر نہ بھی ہونگے تو پروردگارِ عالم کے بقول اگر میں ایک پتھر آسمان سے پھینک دوں تو یہ زمین اس خلائے بیکراں میں گم ہو جائے گی اور زندگیاں بھی چلی جائیں گی۔ ایسی زمین پر آپ اتنے بڑے بیکراں کا تصور پال بھی نہیں سکتے ہو۔ یہ limitations (حدود) ہماری limitations اتنی زیادہ ہیں اور اس کے مقابلے میں بیکراں وسعتیں اتنی بڑی ہیں کہ کوئی average of solution (حل) نہیں بنتی۔

سوال: عالمِ ارواح کے بارے میں سائنس کا کیا نظریہ ہے؟
جواب: سائنس بے چاری desperate ہی کر سکتی ہے...... جب سائنسدان کے پاس حقائق نہیں ہوتے تو آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ وہ کتنا کمزور ہوتا ہے۔ یہ بات یاد رکھیے کہ سائنس کی objectivity (حقیقت) آپ کو بہت please (خوش) کرے گی۔ یہ بڑی حتمی، بڑی یقینی ہوتی ہے۔ جب سائنس کے پاس حقائق نہ ہوں تو اُس سے بڑا مجبور کوئی نہیں ہوتا جیسے ابھی نیوٹن کی بات ہوئی۔ یہ سائنس کی فطرت ہے کہ اپنے موضوع پر چھوٹی سی بات کو تو definite (حتمی)

حکم لگاتی ہے مگر جب اپنے وجود سے باہر کی کائنات پر اپنی تحویل کے دائرے سے باہر نکلتی ہے اور جتنی بھی رائے قائم کرتی ہے وہ بڑی ہی نالائق ہوتی ہے اور بعض اوقات تعجب ہوتا ہے کہ ایسی بلندی اور ایسی پستی......تو سائنسدان بے چارہ کیا کر سکتا ہے؟ سائنسدان ایک چھوٹے سے تخلیقی جوہر کی دریافت میں پچیس پچیس برس لگا دیتا ہے اور وہ بھی چانس ہو سکتا ہے جیسے "Flemming"(فلیمنگ) بیچارہ کسی اور چیز پر تحقیق کر رہا تھا۔تو اوپر سے اُسے ''پنسلین'' عطا ہوگئی۔''نیوٹن'' کسی اور چیز کے چکر میں تھا اُسے ''کششِ ثقل'' عطا ہوگئی۔صدیوں کے لحاظ سے، زمانوں کے لحاظ سے پروردگارِ عالم کچھ محنتی لوگوں کو ان کی محنت کے عوضانے کے طور پر کچھ عطا کر دیتا ہے جیسے رزق کے طور پر پروفیشن دیتا ہے اسی طرح کچھ لوگوں کو اُن کی محنت کے عوضانے کے طور پر کائناتی اصولوں کی دریافت کی مدد سے ان کو بڑی بڑی عزت اور بڑی بڑی شہرت عطا فرماتا ہے۔اس لیے میں نہیں کہہ سکتا کہ Scientists will ever be able to cope these problems also.

سوال: Balance کا مطلب صرف دین سے ہے یا دین و دنیا دونوں کے چلانے سے ہے؟

جواب: balance کیا ہے؟ سچ پوچھئے تو اگر آپ مسلمان ہو، تو مسلمان کا تصور ''اعتدال'' کے سوا کچھ نہیں ہے۔آپ کے پیغمبر ﷺ کے بارے میں Westerns میں سے کسی نے ایک جملہ لکھا تھا:

> ''اگر یہ کہا جائے کہ ان میں یہ عادت تھی، تو نہیں تھی......اگر یہ کہا جائے کہ نہیں تھی، تو تھی......یعنی اگر یہ کہا جائے کہ انہوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا تو شاید کھایا......اگر یہ کہا جائے کہ فاقہ کیا تو کیا......اگر یہ کہا جائے کہ ان کو کبھی چوٹ نہیں لگی تو ایسا ہوگا۔......مگر یہ کہا جائے کہ چوٹ لگی، تو لگی۔......اگر یہ کہا جائے کہ وہ کبھی نہیں سوئے تو یہ شاید سچ ہو......مگر اگر یہ کہا جائے کہ کیا وہ سوئے تھے تو ہاں، وہ سوئے تھے''......

وہ اتنا معتدل پیغمبر ہے کہ زندگی کے ہر رستے میں اُس نے آپ کیلئے ''اعتدال'' کا ایک چراغ منور کیا ہے۔اب آپ کی مرضی ہے کہ آپ ''اعتدال'' کو کس ہستی کے توسط سے ڈھونڈتے ہو۔ہمارا تو خیال یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے جیسے اعتدال کو define (تعریف) کیا ہے کسی social scientist نے نہیں کیا ہے۔بخاری اور مسلم میں رسول اللہ ﷺ کی آٹھ احادیث ہیں،

فرمایا:

''اعتدال اختیار کرو اور اگر مکمل اعتدال اختیار نہ کرسکو تو اُس کے قریب ترین رہو''۔

اور خواتین و حضرات! میں دعویٰ کر سکتا ہوں کہ کسی سوشل فلاسفر نے اس بات کو point out (واضح) نہیں کیا کہ Balance is not a fixity رسول اکرم ﷺ آپ کو بتا رہے ہیں کہ اعتدال ایک دائرہ ہے۔ Balance یہ نہیں ہے کہ آپ ایک قدم چلو تو آپ اُس دائرے سے آؤٹ ہو جاؤ گے۔ آدمی waver (ڈگمگاتا) کرتا ہے اپنی limitations (حدود) سے اِدھر اُدھر ہوتا ہے مگر جب تک آپ حدود اللہ کراس نہیں کرو گے آپ balance سے نہیں نکلو گے:

''وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُونَ''

جو حدود اللہ سے نکلتا ہے وہ اندھیروں میں ہوتا ہے، وہی ظالموں میں سے ہوتا ہے، وہی غیر معتدل ہوتا ہے۔

سوال: آپ نے خدا کے ملنے اور فریکونسی کا ذکر کیا ہے۔ تھوڑی سی وضاحت کریں؟

جواب: میں نے emotional (احساساتی) فریکونسی کا ذکر کیا ہے۔ خواتین و حضرات! اللہ تو بہت دور کی بات ہے، میرا خیال یہ ہے کہ میرا ابھی ایک thesis کبھی ضرور پورا ہوگا، میرا خیال یہ ہے کہ Emotions are science, feelings are science. They all are sciences. (جذبات اور احساسات سائنس ہیں۔) فرق یہ ہے کہ آج کے سائنس دانوں کو ان کے اصولوں کا نہیں پتہ...... سائنس کا ایک اصول ہے All the things are, as they are. These certain elements will be result into this... وہ چاہے Avogadro's hypothesis (مفروضہ) ہو، چاہے دیگر سائنس کے laws (قوانین) ہوں، اگر باقی cricumstances (حالات) ویسے رہیں گے تو جو چیزیں تو اتر کے ساتھ combine (جمع) کریں گی، انکا رزلٹ وہی نکلے گا۔ اگر emotions (احساسات) کو دیکھیں تو وہ لوگ جو اپنی feel' jealousies (حاسدانہ جذبات محسوس) کرتے ہیں، اس کا اعتراف نہیں کرتے ہیں، وہ اپنے آپ کو inferior (کمتر) محسوس کر کے دوسروں کو زک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں، جن لوگوں کو اپنے وجود کے استحکام کا علم نہیں ہوتا ان سب کے reactions یکساں ہوتے ہیں، ان سب کی محبتیں یکساں ہوتی ہیں،

ان کے انتقام یکساں ہوتے ہیں۔اگر سارے انسانوں کے احساس کمتری اسی رزلٹ پر جاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سائنٹفک رزلٹ ہے، یہ emotional نہیں ہے۔اگر آپ emotions کی سائنسز کو پرکھو گے تو اس کے بھی اصول آپ بڑی جلدی discover(دریافت) کرو گے۔بہت سے parapsychic institutions (مابعد النفسیاتی ضابطے) آج کل سائیکالوجی کا حصہ ہیں۔

یہ بات آپ کو یاد رہی تو within ten or fifteen years there will be the age of emotional studies. Emotions and feelings will turn into sciences.

ابھی dinetics کی سائنس جو سائیکالوجی میں آ رہی ہے اس میں بھی progress نہیں ہوئی مگر dinetics یہ clear کرتے ہیں کہ آپ کے بلڈ میں سے آپ کے سارے feelings' emotions اور concentrations کو discover کیا جا سکتا ہے۔اس میں ابھی پروگریس نہیں ہوئی One of the specialists is here in Pakistan. ابھی یہ تجربے میں ہے اور ایک دن ضرور آئے گا کہ آپ انسان نہیں رہو گے......آپ کہو گے کہ:

"انا چلی جائے گی کہ میں سوچتا ہوں" آپ کہو گے کہ:"انا ختم ہو جائے گی تو میں اپنی زندگی کا خود ذمہ دار ہوں"......

آپ یقین جانو کہ اگر سو سال اور آگے انسان بڑھ گیا تو سو سال کے اندر اندر آپ اپنے آپ کو صرف ایک Biological unit (حیاتیاتی یونٹ) محسوس کرو گے۔جس میں کوئی "ذاتی رائے" نہیں ہو گی، کوئی اپنی "عقل" نہیں ہو گی۔آپ کی feelings "متعین" ہو جائیں گی، آپکا ذہن "متعین" ہو جائے گا اور آپ کسی guess work(اندازہ) کے قابل نہیں رہو گے۔ This will be product which will be functional according to psychological, physical and technical abilities.(اس کا نتیجہ نفسیاتی، جسمانی اور ٹیکنیکی صلاحیتوں کا اشتراکِ عمل ہو گا۔)

سوال: اِنَّ الَّذِینَ اٰمَنُوا وَالَّذِینَ ھَادُوا وَالنَّصٰرٰی والصّٰبِئِین صابی کسے کہتے ہیں؟

جواب: "صابی" کہتے ہیں change کرنا۔جن لوگوں نے اپنے مذہب کو change

(تبدیل) کیا اُن کو ہم ''صابئین'' کہتے ہیں۔ اگر فرض کرو کہ ایک شخص یہودیت چھوڑ کر عیسائی ہوا۔ تو وہ بھی ''صابی'' کہلائے گا۔ ہمارے رسول اللہ ﷺ کے وقت میں صابی اُن کو کہتے تھے جو یہودیت کو چھوڑ کر دینِ ابراہیم کی طرف پلٹے تھے اور بہت سارے ''صابئین'' اُس وقت موجود تھے۔ یہ جنرل لفظ ہے جو عرب میں اُس بندے کے بارے میں بولا جاتا تھا جو اپنا مذہب بدلتا تھا جیسے ''ورقہ بن نوفل'' صابئین میں سے کہلاتے تھے مگر تھے وہ کرسچن...... ''صابئین'' جنرل لفظ ہے جو change of religion کیلئے بولا جاتا ہے۔

تصوّف عہدِ حاضر میں

اَعُوذُ بِااللہِ السَّمِیعِ العَلِیم مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم

بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰناً نَّصِیۡراً

سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوۡنَo وَسَلامٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَo وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَo

اَلَّذِیۡ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡھُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡھِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ وَکَفٰی بِاللہِ شَہِیۡداً

خواتین وحضرات! اس موضوع پر میں نے کچھ عرصہ پہلے ایک طویل بلکہ ایک نہیں دو لیکچرز دیئے مگر آج آپ سے ذرا جدا سی بات کروں گا۔ 326 قبل مسیح Alexander the Great (سکندرِ اعظم) ایک ایسی جگہ سے گزرا جہاں ایک فقیر بیٹھا ہوا تھا اس کو ''دیو جانس کلبی'' کہتے ہیں۔ اس کے ساتھ اس کا کتا بیٹھا ہوا تھا۔ وہ فقیر اس کے استقبال کے لیے نہیں اٹھا Alexander بہت بڑا فاتحِ عالم تھا تو اس نے اس پر تعجب کا اظہار کیا اور کہا کہ میں بادشاہِ وقت ہوں اور آپ ہمارے استقبال کے لیے بھی نہیں اٹھے، اس نے کہا: ''اے بادشاہ! تُو میرے غلام کا غلام ہے، میں تیرا استقبال کیا کروں؟'' تو بادشاہ نے کہا: ''یہ کیسے ہوا؟ یہ جرأت ہے، گستاخی ہے،

آخر یہ کیسے ہوا؟'' تو اس نے کہا: ''اے بادشاہ! میرا نفس میرا غلام ہے اور تُو اپنے نفس کا غلام ہے، تُو میرے غلاموں کا غلام ہے۔'' بادشاہ اس سے اتنا متأثر ہوا کہ کہا: ''اے درویش! کوئی حاجت ہے تو بیان کر۔'' درویش نے کہا: ''اے بادشاہ! سرما کی صبح ہے اور میں اللہ کی ایک نعمت سے فائدہ اٹھا رہا ہوں، تُو میرے اور اس نعمت کے بیچ میں ہے، ذرا دھوپ چھوڑ دے''۔ ''دیو جانس کلبی'' صوفی تھا۔ ایک بات اور سن لیجئے کہ زمان و مکان میں تصوف کے اصول کبھی نہیں بدلتے۔ آیئے آپکو تھوڑا اور آگے لے کے چلوں۔ ہارون رشید حضرت خضیر بن ایاز کے پاس حاضر ہوئے اور کہا: ''کچھ حکم فرمایئے''۔ آپ نے نصیحت فرمائی تو ہارون رویا، چلتے ہوئے ایک تھیلی مال واسباب کی شیخ کی نذر کی تو شیخ نے کہا: ''اے بادشاہ! میں تجھے آگ سے چھڑاتا ہوں، تو مجھے آگ پیش کرتا ہے۔ میں تجھے آگ سے پناہ کے لیے advice دے رہا ہوں، نصیحت کر رہا ہوں اور تو مجھے اسی آگ میں دھکیلتا ہے۔ مجھے اس کی حاجت نہیں''۔ اگر بات آگے بڑھایئے تو آپ دیکھتے ہیں کہ Plotinus (افلاطون) نے ترجیحاً ایک بات کہی اور کہا کہ اگر قلوپطرا کا مردہ جسم پڑا ہو تو اسے کون چاہے گا؟ یہ تب تک تھی جب تک اس میں زندگی تھی اور اس نے کہا کہ زندگی کی سب سے بڑی صفت اخلاق ہے اور زندگی کو بہتر گزارنا، عرفانِ ذات میں گزارنا اور عرفانِ حق میں گزارنا یہ حیات کا اعلیٰ ترین پہلو ہے۔ بہت عرصہ پہلے اشفاق احمد حیات تھے۔ میں لاہور میں تھا تو انہوں نے مجھے کہا: پروفیسر صاحب کوئی ایک مختصر سی definition تصوف کی آج کے دنوں میں بھی موجود ہے؟ تو میں نے کہا: ''ہاں ہے۔ مناسب وقت میں مناسب ذہن سے جس شخص نے اللہ کو ترجیح اوّل سمجھ لیا وہ صوفی ہے۔'' چاہے وہ چھوٹا ہے، بڑا ہے، طالب علم ہے جیسا بھی ہے مگر مسلم ہے مگر خواتین و حضرات! اِس ملک میں تصوف کا کیا بنے گا جہاں تصوف حکومت کے ایوانوں سے شروع ہو اور یوسف صلاح الدین جیسے لوگ mystical society کے سیکرٹری ہوں؟ یہ ایک تضاد ہے کہ خدا کے احکامات کو حکومتیں اور مقتدر لوگ (ہر چیز کو) غلط معنی پہنا دیتے ہیں۔ یہ تصوف کی ایک بدقسمتی رہی ہے، کہا تو جاتا ہے کہ لفظِ تصوف کے چار مشتق ہیں، کسی نے کہا کہ یہ sophist سے نکلا ہے۔ Greece کے sophist سے لفظ sophistry نکلا ہے، جس کا مطلب بلاغت میں اور فصاحت میں وہ نازک ترین عقل ہے جو معاملات کو سلجھانے کے قابل ہوتی ہے۔ وہ نفاست جو کسی انسان کے باطن کا حصہ بن جائے اسے ہم sophistic کہتے ہیں مگر اس میں جعل سازی بھی آتی ہے۔ بسا اوقات بہت ساری

گفتگو کے باوجود ایک بات واقع نہیں ہوتی جسے قرآن حکیم کہتا ہے "لِمَاتَقُولُونَ مَا لَا تَفعَلُون" (تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو) کہ بہت ساری خوبصورت گفتگو میں بھی تصوف نہیں ہوتا، بہت سارے لوگ صرف متصوف ہوتے ہیں۔ تصوف کی باتیں بہت، شاعری بہت...... جملے میں، نقطے میں، سننے میں اور کہنے میں ایسی بہت سی باتیں ہیں جو صوفیانہ سمجھی جاتی ہیں اور آج کل خصوصاً سمجھی جاتی ہیں مگر وہ تصوف نہیں ہوتا۔ تصوف" science of the sciences" ہے۔ جو چیز آج تک زمانے کو پتہ نہیں چلی، جہاں تک آج کا سائنسدان نہیں پہنچا وہ یہ ہے کہ emotions بھی sciences ہیں، feelings بھی sciences ہیں، جذبہ بھی سائنس ہے مگر چونکہ ابھی تک سائنسدان اس حقیقت کو نہیں پا سکے کہ ان جذبوں اور emotions کے اصول کیا ہیں اس لیے ہم ان کو non-scientific سمجھتے ہیں۔

خواتین و حضرات! بہت سی باتیں پہلے parapsychic ہوتی تھیں جو researches کے ذریعے اب psychological ہو چکی ہیں، بہت سی باتیں پہلے metaphysical ہوتی تھیں، جو انسانی ترقی کے ساتھ ساتھ اب physical ہو چکی ہیں بہت سے فہم وادراک کے ایسے معاملات جو انسان کی سمجھ سے بالا تھے اب انسان نے بڑی سُرعت سے ان کو سمجھنا اور سوچنا شروع کر دیا ہے۔ آخر میں صرف ایک metaphysics رہ جائے گی، ایک ہی metapsychological کیفیت رہ جائے گی اور وہ صرف اور صرف "اللہ" ہوگا۔ اس کے علاوہ کوئی چیز مابعد الطبیعیات میں نہیں رہے گی، نہ مابعد النفسیات کا حصہ بنے گی۔

خواتین و حضرات! مسلمان میں اور غیر مسلم میں ایک فرق ہے...... یہ جو ابھی میں آپکو ایک جملہ بول رہا ہوں یہ بہت important ہے: Except of Islam all metaphysics is abstract (سوائے اسلام کے تمام مابعد الطبیعیات تجرید خیالی ہے۔) اس کی کوئی منزل نہیں، اسکی کوئی shape نہیں، رُخ نہیں، اسکا کوئی رنگ نہیں جیسے فضائے بسیط میں ایک سیارہ، بے نام ونشان کسی منزل کے تعین کے بغیر کھو جائے اور آخر اسی فضا میں گشت وگرد کرتے کرتے خاکستر ہو جائے۔ یہ وہ مابعد الطبیعیات ہے جو اسلام کے باہر ہے مگر اسلام کے اندر مابعد الطبیعیات کا ایک مرکز ہے، اور وہ اللہ ہے...... اور جو شخص بھی اسے پانے کی آرزو کرتا ہے، جو شخص اس کے لیے جدوجہد کرتا ہے جو ربّ کریم کے تصور سے اپنے دل کو آباد کرتا ہے، وہ کسی تجرید کو حرکت نہیں کر رہا ہوتا، وہ کسی بے نام ونشان منزل کو نہیں جا رہا ہوتا، وہ کسی تصور

شدہ concept (خیال پرستی) کونہیں جارہاہوتا،وہ کسی abstraction کونہیں جارہاہوتا بلکہ وہ ایک یقینی،محترم،مقدس ربّ کریم کی طرف حرکت کررہاہوتا ہےاور

اُٹھتے ہیں حجاب آخر

ملتے ہیں جواب آخر

اگر خداکا جواب نہ آئے ،اگر اللہ اپنے بندوں کی طرف رجوع نہ کرے تو قرآن کی وہ statement غلط ہوجائے:"فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ" (پس مجھے یادکرو میں تمہیں یادکروں گااور میرا شکرکرواورانکارنہ کرو۔) کیاخداآپکووعدہ نہیں دے رہا؟ اگرآپ نےقرآن میں کچھ اور نہ آزمانا ہوتو کم ازکم اس statement کوتو آزمایا جاسکتا ہے کہ میں اگراللہ کویادکروں گا،تو اللہ کہتا ہے کہ"میں بھی یادکروں گا"۔میری یادکیا ہے؟ ناقص، کمزور،کم عقلانہ،کم فہمانہ......اس میں کبھی concentration نہیں آئی،میری یاداور میرے خیال وساوس کے شکاررہتے ہیں اور یہ وساوس صرف مجھے ہی نہیں آتے،آپ کوہی نہیں آتے ، یہ تو اصحاب رسول کریم ﷺ کوبھی آتے تھےاور باب"الایمان" کھلتا ہی اسی بات سے ہے۔اصحابؓ نےعرض کی:"یارسول اللہ ﷺ !نماز میں وساوس بہت آتے ہیں۔"فرمایا:"عینِ ایمان ہے۔"شیطان نےکب آپکوتنگ کرنا ہے؟باورچی خانے میں؟بازار میں؟جھوٹ بولتے ہوئے؟ بزنس کےلین دین میں؟مکرور یاکاری میں؟ شیطان کیوں آپکوتنگ کرے گا؟ آپ تو ہمہ وقت اس کے ساتھ ہومگر جب آپ نماز کا ارادہ کرتے ہوتواسکا خیال یہ ہوتا ہے کہ اب کام خراب ہوناشروع ہوگیاہے،اب بات بگڑرہی ہے۔اب یہ شخص اپنی تمام ترمصروفیات کے باوجود اللہ کویادکررہاہے، یہ اللہ کی یادکو بڑھ رہاہے،اُسےخطرہ محسوس ہوتا ہےاور وہ اپنا تمام وسوسہ و آسیب کالاؤلشکرلےکرنماز میں آپ پرمسلط ہوجاتا ہےاورکسی نہ کسی بہانے آپکی توجہات کوتوڑتا ہے۔مگرخواتین وحضرات! کیوں توڑتاہے؟ایک وجہ سےایساہوتاہے،اسکوپتہ ہےکہ وساوس کے باوجودآپکی نمازقبول ہے،اسکوپتہ ہےکہ جتنے وسوسے میں زیادہ دوں گااسکو resist کرتے ہوئےنمازکوقائم رکھنا،اسکاپوراکرنااس شخص کےلیےمزیدثواب کاباعث بنے گا۔وہ آپکوصرف ایک دلیل دیناچاہتاہے۔بڑی سمجھدارانہ دلیل......کہ"ارےمیاں!باقی کام تواتنےشوق وذوق سے،اتنی توجہ سے......اورجب بھی اللہ کوجاؤاتنی پریشان خیالی سےاتنی درماندگی سے......اس حالتِ زارکےساتھ نمازپڑھوگے؟میاں!ایک سجدہ دوتب جب موڈٹھیک ہو"......اس لیے وہ

قیام تڑواتا ہے۔وہ چاہتا ہے کہ آپ اس دلیل کو مانیں اور بہت سارے لوگ اس دلیل کو مانتے ہیں کہ "جی فائدہ کیا ایسی نماز کا؟ بس ایک نماز ایسی پڑھ لو جس میں دل لگے، دماغ لگے"۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

کیسے کیسے خوبصورت شعر توازن میں لاتا ہے مگر انسان اس انتظار میں ہے کہ جب میرا موڈ، مزاج اور خیال ہوا تو میں اللہ کی یاد کے لیے نماز کو پڑھوں گا۔وہ نماز ترک کر دیتا ہے اور یہی شیطان کو مقصود ہوتا ہے۔

خواتین وحضرات! تصوّف اعتقادی مسئلہ نہیں ہے۔یہ بہت پہلے کی بات ہے کہ آسمانوں پر ربِّ کریم نے ایک فیصلہ کیا:

سنا ہے عالمِ بالا میں کوئی کیمیا گر تھا
صفا تھی جس کی خاک پا کی بڑھ کر ساغرِ جم سے

وہ پروردگارِ عالم "هُوَ اللهُ الخَالِقُ البَارِئُ المُصَوِّرُ" اک ذہنِ بے کراں تھا، بڑی نت، نئی ایجادات میں مصروف، نئے نئے شاخسانۂ تخلیق تھے، حیران کن بات تھی کہ نہ تخلیق میں اس کی satisfaction ہوتی تھی، نہ وہ تواتر ختم ہوتا تھا۔ہر روز ایک نئی شان سے طلوع ہوتا تھا مگر اکیلا تھا......کیا کرتا......؟ آپ اپنا سوچ لو کہ ایک جہان تخلیق کرو اور اکیلے ہو، چیزیں بنا رہے ہو مگر اکیلے ہو، تنوع تخلیق کر رہے ہو اور نرالے ہو، جنگلات بنا رہے ہو اور خالی ہو، جنتیں تخلیق کر رہے ہو اور کوئی دیکھنے والا نہ ہو۔ ان تمام تر تخلیقات کا آخر اللہ کو کیا فائدہ ہوتا؟ وہ بہت بڑا scientist ہے۔سائنس اس کی تخلیق ہے۔آپ سائنس کو اسکا حریف نہ سمجھو، سائنس اللہ کی تخلیق ہے اور بڑی ہی محترم تخلیق ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ واحد تخلیق ہے جس پر پروردگار نے (بین) ban ہی نہیں لگایا۔اللہ کہتا ہے: چاہے مجھے مانو، چاہے نہ مانو۔ میں نے یہ وصف حکمت اور علم کا ساری دنیا کو بخش دیا ہے:"وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ" میں نے بنی آدم کو کرامت بخش دی ہے۔یہاں کام کرو تو بھی، وہاں کام کرو تو بھی۔ ہاں، اگر اہلِ اسلام کام کرتے تو ان کو یقیناً جلدی اور زیادہ بہتر صلہ ملتا۔اگر نہیں کرتے تو پھر وہ لوگ زیادہ حقدار ہیں جنہوں نے پچیس پچیس سال کششِ ثقل پر غور کرتے ہوئے گزار دیئے۔بارہ سال کسی نے ایک کلچر پر گزار دیئے، ایک اصول تخلیق دریافت کرنے میں زندگیاں برباد کر دیں، پھر اللہ نے ان کو بھی عطا کیا۔

sciences اس کی محترم تخلیق ہیں۔ اس نے اپنے بڑے عزیز بندوں کا ذکر کیا، بڑے مبارک بندوں کا ذکر کیا: "اَلَّذِینَ یَذکُرُونَ اللہَ قِیَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰی جُنُوبِھِم" (بہترین بندے وہ ہیں جو کھڑے بیٹھے کروٹوں کے بل مجھے یاد کرتے ہیں) "وَیَتَفَکَّرُونَ فِی خَلقِ السَّمٰوٰتِ والاَرضِ" ہر وقت تخلیقات زندگی پر غور کرتے ہیں، تخلیقات عالم پر غور کرتے ہیں۔ کوئی cosmologist ہے، کوئی mathematician ہے، کوئی پانی اور ہوا کے اصول جانتا ہے۔ اب دیکھئے رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اسمِ اعظم کو دو سورتوں میں تلاش کرو، سورۃ بقرہ میں اور سورۃ طٰہٰ میں...... اور صرف آپکی information کے لیے ایک اسمِ اعظم میں آپکے سامنے پیش کر رہا ہوں:

وَاِلٰھُکُم اِلٰہٌ وَّاحِدٌ - لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحمٰنُ الرَّحِیم"

خواتین و حضرات! غور کیجئے گا کہ یہ اسم اعظم وہ نہیں ہے جو کسی Assyrian اور Babylonian کی رقاصہ "زہرہ" کو آسمان پر پہنچا دے کہ اس اسم اعظم کے ذریعے وہ تو آسمان پر چلی گئی اور ہاروت اور ماروت "چاہِ بابل" میں قید کر دیئے گئے۔ یہ اسم اعظم اس لئے نہیں ہے۔ ان دونوں اسمائے اعظم کے پس منظر میں "امورِ ثمانیہ" ہیں۔ آٹھ کام ہیں جو اللہ کسی بڑے اسم کے سائے میں دیتا ہے۔ ذرا آپ غور فرمایئے کہ اس اسم "وَاِلٰھُکُم اِلٰہٌ وَّاحِدٌ - لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحمٰنُ الرَّحِیم" کے نیچے کیا کام ہیں:

"اِنَّ فِی خَلقِ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ وَاختِلَافِ الَّیلِ وَ النَّھَارِ وَالفُلکِ الَّتِی تَجرِی فِی البَحرِ بِمَا یَنفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنزَلَ اللہُ مِنَ السَّمَاءِ مِن مَّآءٍ فَاَحیَا بِہِ الاَرضَ بَعدَ مَوتِھَا وَبَثَّ فِیھَا مِن کُلِّ دَآبَّۃٍ وَتَصرِیفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ المُسَخَّرِ بَینَ السَّمَاءِ وَالاَرضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَومٍ یَّعقِلُونَ" (البقرہ ۲:۱۶۴)

آپ ذرا غور کیجئے کہ اس اسم کے تلے جتنے کام ہیں وہ تخلیق کے ہیں۔ زمین و آسمان کی تخلیق ہے، رات و دن اور سیارگان کی تخلیق ہے، ترتیب ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے "یٰس" میں کیا۔ اسکے بعد پیدائش کا ذکر ہے، اسکے بعد پھیلاؤ کا ذکر ہے، اسکے بعد "تصریف الرّیاح" ہے یعنی ہواؤں کو اس نے کیسے مسخر کیا۔ یہ تمام اصول اللہ تعالیٰ نے صرف اس اسم اعظم کے تحت رکھے ہیں: "لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحمٰنُ الرَّحِیم" یہ بڑا اسم ہے اور دوسرے اسم کو ذرا دیکھئے: "اَللہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الحَیُّ القَیُّوم" یہ دوسرا اسم اعظم ہے۔ اس میں کوئی تخلیقی process نہیں ہے۔ اس میں سارے کے

سارے تنظیمی process ہیں۔''اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَالْحَیُّ الْقَیُّوم لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَــــــوم'' اس کو نہ کبھی نیند آتی ہے، نہ اونگھ......اچھے گارڈ کی یہی علامت ہے، اچھے محافظ کی یہی علامت ہے۔''لَاتَـاْخُـذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَـومٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الاَرض'' زمین و آسمان پر حکمرانی اسی کی ہے۔ ''مَن ذَاالَّذِی یَشفَعُ عِندَہٗ اِلَّا بِاِذنِہٖ'' اس کی اجازت کے بغیر کسی شخص کا اختیار اور اقتدار نہیں۔''یَـعـلَـمُ مَـا بَیـنَ اَیـدِیھِـم وَمَـا خَـلـفَھُـم''اس کی espionage اتنی مکمل، سراغ رسانی کا نظام اتنا مکمل ہے کہ کیا خفیہ، کیا بڑا، کیا چھوٹا، ہر حرکت اسکی نظر میں ہے۔''وَلَا یُـحِـیـطُـونَ بِشَـیٍٔ مِّن عِلمِہٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ'' پوری کائنات پر اسے اپنے علم کے ذریعے پورا پورا عبور حاصل ہے اور نہ صرف عبور حاصل ہے بلکہ:''وَلَا یَـــــــوُدُہٗ حِـفـظُھُـمَا وَھُوَ العَلِیُّ العَظِیم'' وہ اس کی حفاظت سے کبھی غافل نہیں ہوتا۔ یہ دونوں اسمائے اعظم مختلف مقاصد کو طے کرتے ہیں۔ ایک تخلیقی صلاحیتوں کا حامل ہے اور ایک تنظیمی صلاحیتوں کا حامل ہے اور وہ لوگ جن کو خداوند کریم اپنا سمجھتا ہے انہیں ان کا علم عطا کرتا ہے۔ آپ تصوف سے مراد صرف ان لوگوں کو سمجھتے ہیں جو شاید بقول حافظ:

قلبہ ھذا کنج گرفت و ترس خدا را بہانہ ساخت
کہ زاھد نداشت تاب جمال پری رخاں

(شاید زاہدوں کو مقدسوں کو، زندگی سے بھاگ جانے والوں کو حسین لوگوں کی تاب نہیں رہی) اس لیے

کنج گرفت و ترس خدارا بہانہ ساخت

(علیحدہ کمروں میں چلے جاتے ہیں، حجروں میں قید ہو جاتے ہیں، عبادت کے نام پر اور پھر خدا کے خوف کا بہانہ بناتے ہیں)

خواتین و حضرات! تصوف کی زندگی میں کوئی خوف نہیں ہوتا صرف محبت ہوتی ہے۔ تصوف محبت پر بنیاد ہے۔ یہی وہ value ہے جس کو اللہ سب سے زیادہ appreciate کرتا ہے۔ جب میں نے آپ سے عرض کیا کہ جب وہ آسمان و کائنات میں تنہا تھا اور اپنے تصرفات کو نمایاں کر رہا تھا۔ نت نئے اشکال و افکار رفع کر رہا تھا تو اس کی خواہش ہوئی:''کُنتُ کَنزاً مَخفِیًا'' میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ آشکار ہو جاؤں''فَخَلَقتَ الخَلقَ لِیَعرِفُونَ'' میں نے مخلوق کو اپنے تعارف کے لیے پیدا کیا۔ یہی process وہ قرآن میں دیتا ہے، یہی بات وہ قرآن میں

کہتا ہے کہ آخر وجہِ تخلیقِ انسان کیا تھا؟ اور انسانی تخلیق کا بنیادی مقصد کیا تھا؟ آپ تصوف کو عجیب سمجھتے ہو لیکن میں تصوف کو عادتِ انسان سمجھتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر آدمی اپنی ذات میں اس بحران کا شکار ضرور ہوتا ہے جسے ہم انگریزی لفظ nostalgia سے بیان کرتے ہیں۔ ایک ایسی بے نام و نشان اداسی جس کا حل ہمیں زندگی میں کبھی نہیں ملتا، ایسی ویرانی جو بڑی بڑی آبادیوں میں بھی پوری نہیں ہوتی۔ اس وقت ہمیں اپنے دل کے ویرانے میں کسی چراغ کی آرزو ہوتی ہے جو اس تاریک گھر میں روشنی کر دے۔ اس وقت ہمیں کسی نہ کسی مابعد الطبیعیات کی حقیقت محسوس ہوتی ہے اور آج کا انسان آج کا برباد ذہن آج کی اجڑی ہوئی family lives یہ سب ہمیں بتاتی ہیں کہ آج کا انسان nostalgic تو بہت ہے، nostalgic تو اتنا ہی ہے جتنا پہلا انسان تھا مگر آج اسے تصوف کا رستہ نہیں مل رہا۔ آج اسے وہ تکمیل آرزو نہیں ہو رہی جو پہلے انسانوں کو کسی نہ کسی ہدایت سے، کسی پیغمبر سے، کسی نہ کسی ولی سے، کہیں نہ کہیں سے کچھ ضرور مل جاتی تھی۔

آپ جس بات سے بہت ڈرتے ہو خدا نہیں ڈرا۔ آج کا انسان کمپیوٹر کو artificial intelligence دینے سے ڈرتا ہے۔ خدا نہیں ڈرا۔ اگر آج کے کمپیوٹر کو artificial intelligence دے دی جائے، وہ اپنے فیصلے کرنے کے قابل ہو جائے تو آج کا انسان کسی کمپیوٹر کے معیار پر پورا نہیں اترتا۔ نہ بش، نہ بلیئر۔۔۔ تو خوف یہ ہے کہ کوئی کمپیوٹر اگر انصاف کی کوئی گتھی سلجھانے کے قابل ہو گیا تو اس کا سب سے پہلا حملہ ہی انسانوں پر ہو گا۔ وہ اس انسان کو کیسے برداشت کرے گا، جو صفائے قلب سے خالی ہے، جو کسی بھی بہتری کے سلوک سے خالی ہے، جو رحم سے خالی ہے، جو ایک بے رحمانہ تسلسل سے اپنے survival کے لیے باقی انسانوں کے گلے کاٹ رہا ہے؟ کمپیوٹر بیچارہ اس قابل نہیں ہو گا کہ اس خطا کو برداشت کرے۔ اسی لیے انسان اسے artificial intelligence دینے سے گھبرا رہے ہیں۔ اللہ نہیں گھبرایا۔ اس نے اس تازہ مخلوق کو artificial intelligence دے دی۔ اس نے چاہا کہ یہ خدا کو جانے، سوچے، اور سمجھے۔ اس نے چاہا کہ اس پوری کائنات میں کوئی اپنے ذاتی تجسس سے اقرار کر کے کہے کہ اے میرے مالک و کریم میں تجھے مانتا ہوں، میں تجھے جانتا ہوں۔ "هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا" بلاشبہ مدتوں صدیوں ارب ہا ارب سال انسان پر ایک ایسا وقت تھا کہ یہ کوئی قابل ذکر شے نہ تھا پھر اللہ فرماتے ہیں کہ...... "اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ" میں نے اسے singular سے نکال کر double cellular مخلوق بنا دیا۔

پھر فرمایا: "نَبتَلِیهِ" اب چاہا کہ جو میرا مقصد تھا، جس مخلوق سے میرا کام تھا میں اس کام کے لیے اسے آگے بڑھاؤں: "فَجَعَلنٰهُ سَمِیعًا م بَصِیراً" اسے میں نے سماعت اور بصارت بخشی۔ یہ سب کچھ دینے کے بعد اس پوری intelligence کو ایک کام دے دیا...... معلومات دیں، ذرائع دیے، پیغمبر دیے، فقیر دیے۔ سب کچھ دیا۔ کام ایک دے دیا: "اِنَّا هَدَینٰهُ السَّبِیلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّ اِمَّا کَفُوراً" میں نے تمہیں عقل و رشد و ہدایت بخشی۔ چاہو تو مجھے مانو چاہو تو مجھے نہ مانو۔

خواتین و حضرات! صوفی آج کا ہو یا کل کا ہو He knows the basic purpose of his intelligence, he wants to know کہ میں زندگی میں کس لیے ہوں؟ میں ایک جبر کے ماحول میں بھیجا گیا ہوں، میں نے ماں نہیں چنی، میں نے باپ نہیں چنا، میں نے ماحول نہیں چنا، میں نے شہر، گلی، کوچہ اور مقام نہیں چنا، میرے قبضے میں کچھ بھی نہیں تھا۔ پھر مجھے آخر اس جبری کیفیت میں کیوں بھیجا گیا؟ خواتین و حضرات! شرع ساکت ہے عقل grow up کرتی ہے۔ چالیس ہزار سال سے عقل بے حد سادہ رہی، Neolithic Age کے بعد New Stone Age کے بعد عقلِ انسان اتنی سست رو رہی کہ چالیس ہزار سال تک بھی اس کے پاس کیا victories تھیں؟ چالیس ہزار سال میں صرف ایک حرف، ایک کتاب، ایک Naphtha oil (روغنِ نفت) جو اوپر سے پھینکتے تھے، ایک پہیہ یا رتھ جس پر وہ چلتے تھے، مدتوں بعد gun powder بس چالیس ہزار سال تک یہی کچھ تھا اور پھر ڈیڑھ سو سال میں یہ قیامت کہاں سے آ گئی کہ زمین و آسمان لرزنے لگے اس تیز رفتاری سے......

؎ خبرے رفت ز گردوں بہ شبستانِ ازل

(کہ جب پیدا ہوا انسان تو اسکے تجلے سے ایک آواز اٹھی جس نے زمین و آسمان لرزا دیئے کہ ہوشیار ہو جاؤ ایک ایسی مخلوق پیدا ہو گئی ہے اے پردہ دارو! اے آسمان کے پردہ دارو! اے ملائکہ! اے جنات!)

"جُنُو دُالسَّمٰوٰتِ وَالاَرض" بلکہ اے جبرئیل و میکائیل! خبردار ہو جاؤ۔ اے اللہ! آپ بھی سن لو!

؎ حذر اے پردگیاں پردہ در پیدا شد

(اے پردہ دارو! خبردار ہو جاؤ کہ اب ایک ایسی مخلوق بھی پیدا ہو گئی ہے جو ہر پردے کو چاک کرنا جانتی ہے۔)

ان ڈیڑھ سو برسوں میں بنیادی instinct اتنی تیز ہوگئی ہے، تلاشِ انسان اتنی برق رفتار ہوگئی کہ ڈیڑھ سو برسوں میں وہ المیے انسان کی زندگی میں آئے ہیں جو چالیس ہزار برسوں میں نہیں آئے۔ ذہن تھا بیچارہ! کہاں تک چیزوں کو یاد کرتا۔ ایک دم فشارِ معلومات آ گیا، رات نیند نہیں آتی۔ صبح وشام information کا ایک سیلاب ہے جو ہمارے سروں پر آ رہا ہے۔ ہم نے تباہی وہلاکت کے ایسے ایسے آلات بنا دیئے کہ عقل ناپید ہوگئی ہے۔ جیسے اقبال نے فرمایا:

عشق ناپید و خرد می گزدش صورتِ مار

(عشق تو رہا نہیں اور عقل سانپ کی طرح پیچ وتاب کھا رہی ہے)

عقل کو تابعِ فرمانِ نظر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شبِ تاریک سحر کر نہ سکا

خواتین وحضرات! یہ کیا ہے؟ We call it a collective schizophrenia یہ وہ شیزوفیرینیا تھا جو ایک آدمی کو ہو بھی جاتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اس آدمی کو ذہنی بیماری ہوگئی ہے، ہر وقت بولتا رہتا ہے، ہر وقت سوچتا رہتا ہے، ہر وقت جاگتا رہتا ہے، حقائق کی sense کھو گیا ہے۔ جو شخص تیزی سے سوچتے ہوئے حقائق کی grandeur کھو جائے اسکو delusion پڑ جائے اور schizophrenia کا لفظی ترجمہ delusion of grandeur ہے۔ آج کے پورے انسان کو delusion of grandeur پڑ گیا ہے اسلیے اس کی واپسی کا کوئی امکان نہیں رہا۔ اب یہ brain دھماکے سے پھٹے گا۔

آپ کو یاد ہے پہلے پاگلوں کا کیا علاج ہوتا تھا؟ وہی کہ ایک پرانے حکیم نے مریض کو الٹا لٹکایا، مرچوں کی دھونی دی اوپر سے جوتیاں مارنی شروع کر دیں۔ جب مریض نے دیکھا کہ جان جا رہی ہے تو اس نے کہا: ”حضرت! جن چلا گیا“......اب جنات رخصت ہوئے......آج کا ڈاکٹر بھی وہی کرتا ہے جیسے پہلے لوگ کرتے تھے کہ hysteric مریض کا سارے کا سارا شعورِ زندگی لرز جائے اور اس کو پتہ ہے کہ اتنی واہیات اور بدترین جو smell ہے میں دوبارہ نہیں برداشت کر سکتا تو فوراً اس نے اقرار کیا کہ میرا سارا بھوت نکل گیا ہے۔ اگر پھر بھی نہ جائے تو دماغ میں دو شاک لگا دیئے، بجلی کے جھٹکے دیئے......پیروں کو برا کہنے والے ڈاکٹروں کو پتہ ہونا چاہیے کہ علاج تو اب بھی وہی ہے کہ پہلے جوتیاں اور مرچیں تھیں اور اب بجلی کے shocks

(جھٹکے)......علاج تو اب بھی وہی ہے مگر یہ تو individual ہے......خواتین وحضرات! اللہ کی طرف سے بھی ایک شاک (shock) آنے والا ہے۔ اتنی تیزی سے آگے بڑھتی ہوئی یہ دنیا آگے جا ہی نہیں سکتی، اصولاً نہیں جاسکتی۔ .it has to burst down اس کی کوئی منزل نہیں ہے۔ خدا کے بغیر ہم کہیں آگے نہیں بڑھ سکتے۔ اللہ نہ ہو تو کتنی آزادی ہوتی۔ نہ عام آدمی کو خدشہ ہوتا نہ کسی صوفی کو خدشہ ہوتا۔ میرے خیال میں صرف ایک مسئلہ جس کے لیے آپ کو تیار ہونا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم ایک خیال کو dismiss کیسے کر دیتے ہیں؟ جس خیال کو آپ dismiss کر سکتے ہو یا طاقِ نسیان پر رکھ دیتے ہو generally جو آدمی اپنے خیال کو طاق نسیان پر رکھ دیتا ہے اس خیال کو صوفی کبھی نہیں بھلاتا It remains alive before proceeding on with my life. I have to make myself very clear کہ کیا میں تصور خدا کو طاق نسیان پر رکھ لوں؟ کیا میں پوری زندگی گزارنے کے بعد پھر واپس آؤں گا یہ سوچنے کے لیے کہ کوئی خدا ہے کہ نہیں ہے؟ خواتین وحضرات! یہ ہندووانہ تصور ہے۔ یہ مسلمانوں کا تصور نہیں ہے۔ ہندوؤں نے زندگی کو چار آشرم میں تقسیم کر دیا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ پچیس برس تک نوجوان لڑکے اپنا پیشہ اور کاروبار سیکھیں گے۔ اسکے بعد اگلے پچیس برس گھرست آشرم کے ہیں۔ شادیاں کریں، گھر آباد کریں، بچے پالیں۔ اس سے اگلے پچیس برس گھرب آشرم کے ہیں۔ طاقت حاصل کریں، چیئر مین بنیں، MD,s بنیں، ترقی کی فکر کریں، EXENS بنیں یعنی کسی رعب کے مقام پر آئیں، سیاستدان بنیں، صدر بنیں، وزیر اعظم بنیں۔ یہ گھرب آشرم ہے اور جب پچھتر سال گزر جائیں تو آخری پچیس برس میں انسانوں کو رشی مُنی آشرم میں آنا چاہیے۔ They should come back to God, they should think back to God, ایشور کی پرارتھنا کریں، جنگلوں میں نکل جائیں، درویشی اختیار کریں، حقائق دنیا سے گریز کریں مگر خواتین وحضرات! یہ تو تب تھا جب سو برس normal age تھی۔ اب کیا ہوگا جبکہ اوسط زندگی ہی پچپن برس رہ گئی ہے تو اب یہ سارا procedure کیسے پورا ہوگا؟ مگر مسلمانوں میں ایسا نہیں تھا۔ مسلمان کلمہ پڑھتے ہی اپنی top priority کی جستجو میں پڑ جاتا تھا۔ جس نے سب سے پہلے "لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" پڑھا وہ سب سے پہلے "لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ" کے مظاہر میں گرفتار ہو جاتا تھا۔ بالکل طریق و دستورِ ابراہیمی میں پڑ جاتا تھا۔ جب چاند طلوع ہوا تو ابراہیمؑ نے کہا: "ھٰـذَا رَبِّـیْ" (یہ میرا رب

ہے) دیکھا، پرکھا، جانچا...... جب وہ زوال پذیر ہوا تو کہا: "لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْن" (میں زوال پذیر کو خدا نہیں سمجھتا) آج کے دن بھی وہ کلمہ ہمیں اسی جدلیات کی یاد دلاتا ہے Apriori method وہی method ہے کہ جب آپ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ" پڑھتے ہو تو لازم ترین بات ہے کہ پہلے ان خداؤں کا انکار کرو جو آپکے رستے میں بار بار آتے ہیں۔ لَا اِلٰہَ کہے بغیر آپ اِلَّا اللہ تک نہیں پہنچ سکتے، چاہے آپ زبان سے کہو کہ ہم خدا کو ایک مانتے ہیں مگر آپ نہیں مانتے ہو۔ آپ کو ماننا پڑے گا کہ زندگی خدا ہے، رسم و رواج خدا ہیں، تعلق اور family خدا ہیں، شعور خدا ہے، میری اپنی ذات سے محبت خدا ہے، میری نمائش پسندی میرا خدا ہے، حُبِّ جاہ خدا ہے اور ہمیں چاہیے کہ ہم ایک خدا کی پرستش کرنے سے پہلے باقی خداؤں کا انکار کریں۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیثِ مبارکہ اب بڑی واضح ہوگئی ہے، خطبۃ الوداع والے دن فرمایا کہ "آج کے بعد شیطان تم سے مایوس ہو چکا۔" اپنی عبادت سے مایوس ہو چکا۔ اب پتھر کے صنم نہیں تراشے جائیں گے، اب ان بتانِ پلید کی پرستش نہیں ہوگی، لات اور عزیٰ نہیں مانے جائیں گے، ہبل نہیں مانا جائے گا، اپالو اور ڈیانا نہیں مانی جائے گی، رَع کی عبادت کوئی بھی نہیں کرے گا...... مگر اب ہمارے بت ہمارے اندر چلے گئے ہیں۔

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکمِ اذاں لَا اِلٰــــــــہَ اِلَّا اللہ

یہ بڑے خفیہ بت ہیں۔ یہ ہماری inferiorities کے ساتھ ہیں، ہماری sense of superiority کے ساتھ ہیں، ہمارے in build areas میں ہیں، یہ ہمارے علماء میں ہیں۔ جب کوئی حدیث اپنے مطلب کی نہ ہو تو وہ کمزور ہے، جو حدیث اپنے مطلب کی ہے وہ صحیح ہے کیونکہ اپنی رضا و رغبت سے دین چنا جاتا ہے۔ اللہ و رسول ﷺ کو پس پشت ڈالا جاتا ہے اور یہ ہمارے سارے بت ہیں۔ ہم اٹکے ہوئے ہیں۔ سکول ہمارے بت ہیں۔ ہم ایک مکتبِ فکر سے اِدھر سے اُدھر نہیں ہو سکتے ہمیں عقل نہیں چاہیے ہوتی، ہمیں خدا نہیں چاہیے ہوتا۔

یہ یاد رکھیۓ! ایک اصولِ فکر ہے کہ جب تک آپ خدا کے ساتھ رہو گے آپکی عقل ترقی پذیر رہے گی، جہاں آپکی عقل کسی مکتبِ خیال کی شکار ہوئی وہاں ایک بت خانہ تخلیق ہو جائے گا اور آپ اس سے آگے نہیں سوچ سکو گے۔ تمام زندگی سوچنے کے لیے ہے، تمام زندگی...... یہی اصحابِ رسولؓ نے مطلب لیا تھا کہ "وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْن" (عبادت کئے

جاتی کہ تو یقین تک پہنچے) مگر یقین کا ترجمہ اصحابِ رسول ﷺ نے "موت" کیا تھا کہ عبادت کیے جاتی کہ تُو موت تک پہنچے۔ موت تک سوچتے سمجھتے ہوئے پہنچنا بڑا مشکل ہے۔

> "یہ مکاتب کے قیدی نہیں پہنچ سکتے۔ وہی لوگ پہنچ سکتے ہیں جو ہمہ وقت خدا اور رسول ﷺ کے ساتھ رہیں گے، جو اللہ کی دی ہوئی عقل و معرفت سے سوچیں گے وہی لوگ مرتے دم تک عاقل و بالغ و سمجھدار رہیں گے۔ ان پر عمرِ گریزاں کا حملہ نہیں ہوگا، ان پر بچپن لوٹ کے نہیں آئے گا، وہ بڑھاپے میں چڑ چڑے اور خود غرض نہیں ہونگے۔ جو خدا کے ساتھ چل رہے ہیں وہ لاچار اور بیزار عمر کو نہیں پہنچیں گے۔"

مگر باقی تمام لوگ جو ہیں technically over age کا شکار ضرور ہونگے senile age ان پر ضرور آئے گی۔ گمشدگیءِ ذات کا شکار ہو جائیں گے اسلیے کہ انکے مسالک، ان کے مقاصد محدود تھے اور یہاں جسے آپ صوفی کہتے ہو، وہ کل کا ہو یا آج کا ہو یا درمیانی عصر کا ہو وہ ہمہ تن خدا کے ساتھ سوچتا ہوا آگے بڑھتا ہے۔ اس کی فکر یہ کہتی ہے کہ میں اپنی ترجیح اوّل سے کبھی گریزاں نہ کروں۔ میں اپنے مقاصدِ حیات کا پہلے تعین کروں اور پھر باقی زندگی گزاروں۔ میں نے علم حاصل کرنا ہے اللہ کی مرضی سے، میں نے روزگار حاصل کرنا ہے، اللہ کی مرضی سے...... اس میں میرا دخل ہی کوئی نہیں ہے۔ میں نے بیوی بچے حاصل کرنے ہیں اللہ کی مرضی سے...... میرے بیوی بچوں کی زندگی اور موت اللہ کی مرضی سے، میرا پہلا سانس اللہ کی مرضی سے، میرا آخری سانس اللہ کی مرضی سے...... قبر میں اللہ کی پوچھ گچھ ہوگی، رسول ﷺ کی پوچھ ہوگی، جنت اور دوزخ مرنے کے بعد خدا کی مرضی سے ہوگی۔ if you do believe in that if we all do believe in that اگر ہم اس بات کی فکر کریں گے، اگر ہم اس بات کے بارے میں تسلسل سے سوچیں گے، ہم ہندوؤں کی طرح عمر آخر میں نہیں بلکہ مسلمانوں کی طرح کلمہ پڑھنے کے ساتھ ہی سوچیں گے تو پھر آپ میں سے کون صوفی نہ ہوگا اور پھر آپ کے لیے تصوف اعتدالِ زندگی کا سب سے پہلا اصول بن جائے گا۔ تصوف غیر معمولی نہیں ہے، تصوف لباس صوف نہیں ہے، تصوف Greeks کی Sophistry نہیں ہے۔ تصوف کی صرف ایک تعریف ہے: "اَلصَّفَآءُ صِفَتُ الاَحبَاب" صفا اللہ کے دوستوں کی صفت ہے اور بڑے سے بڑے صوفی کو آپ دیکھ لو وہ عصرِ حاضر میں ہو یا قدیم میں ہو تصوف کے اصول نہیں بدلتے۔ یہ

اصول اسلیے نہیں بدلتے کہ خدا نہیں بدلتا، خدا کی عادتیں نہیں بدلتیں۔ خدا کا چناؤ یہ نہیں ہے جیسے پروفیسر آرم سٹرانگ نے کہا کہ کل اسے نیک لوگ پسند تھے آج homosexuals کا کہنا یہ ہے یا lesbians کا کہنا یہ ہے یا free sexuality والوں کا کہنا یہ ہے کہ اللہ میاں ہماری demands تسلیم کر لے تو ہم اللہ کو مان لیں گے۔ یورپ میں لوگ کہتے ہیں کہ اگر خدا ہماری برائیوں کے ساتھ مصالحت کر لے تو پھر ہم بھی اللہ کو مان جائیں گے۔ خواتین و حضرات! اللہ اتنا بھی democrate نہیں ہے۔ اللہ کی عادات نہیں بدلتیں: "لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ" (اللہ کا طریقہ کار نہیں بدلتا) اللہ کہہ چکا ہے کہ وہ بدلتا نہیں ہے۔ اُس کے لیے زمین و آسمان اور زمان و مکاں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ آپ اگر قرآن کی آیات دیکھتے ہو تو یہ تو آپ کو نظر آئے گا کہ حدیث میں علامات زمان و مکاں کے ساتھ تھوڑی تھوڑی بدل جائیں گی مگر قرآن میں یہ نہیں ہو گا۔ خدا کہتا ہے کہ میں نے قرآن کی ہر آیت کو پرکھ لیا ہے، ہر آیت کا اندازہ کیا ہے۔ مجھے پتا ہے کہ زندگی کہاں تک جائے گی، مجھے پتا ہے کہ سیلاب زماں کہاں تک جائے گا، مجھے پتا ہے کہ انسان نے کب قیامت تک پہنچنا ہے۔ میں نے قرآن کی آیات ایسی رکھی ہیں کہ جو قیامت تک آپ کے لیے equally understandable ہوں۔ کل بھی understandable ہوں، آج بھی understandable ہوں۔

خواتین و حضرات! میں کبھی مثال دیتا ہوں۔ کیا حیران کن مثال ہے کہ languages دو تین سو سال میں کیسے بدل جاتی ہیں۔ sixteenth century کی اگر انگلش دیکھی جائے اور آج کی انگلش دیکھی جائے تو زمین و آسمان کا فرق ہے۔ سولہویں صدی کی انگلش کو آپ آج نہیں سمجھ سکتے Whan that Aprille with its showers soots the droughts of march hath perced to the roote.

خواتین و حضرات! آپ یہ انگریزی نہیں سمجھ سکتے۔ یہ ابھی تین چار سو سال پہلے کی ہے......

حیران کن ہے یہ معجزہ خطابتِ قرآن......

حیران کن! سوائے اللہ کے یہ معجزہ تخلیق ہی کوئی نہیں کر سکتا کہ: "نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ" (ہم نے اس ذکر کو نازل کیا) یہ کسی ایرے غیرے کا نہیں ہے اسے ہم نے نازل کیا ہے۔ وہ صاحب قدرت ارشاد فرما رہے ہیں: "وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ" (اور ہم اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں) ہم پر اس کی حفاظت ہے، تم پر نہیں ہے۔ اگر ہم تم پر چھوڑ دیں تو تم وہی کرو گے جو یہود نے ہماری کتابوں کے

ساتھ کیا، جو عیسائیوں نے کیا کہ جب ان کو کہا گیا کہ سرینوں کے بل گھسٹتے ہوئے اس شہر میں داخل ہو جاؤ اللہ کو یاد کرتے ہوئے تو انہوں نے حِطَّةٌ' کو حِنطَةٌ' میں بدل دیا، معنی بدل دیئے۔
خواتین و حضرات! آج بھی بڑے لوگ ہیں جو معنی بدل رہے ہیں۔ علمائے حاضر کہتے ہیں کہ ابابیلیں نہیں ہو سکتیں...... ابابیلوں نے نہیں حملہ کیا تھا ہاتھیوں پر اور ''ابرہہ اشرم'' کے لشکر پر ابابیلیں نہیں تھیں۔ ان کا خیال یہ ہے کہ یہ ساری کی ساری داستان ہے۔ آپ ذرا غور کریں کہ اس واقعے کے ستر برس بعد ابن ہشام کی سیرت لکھی گئی کہ پورے کا پورا مکہ پہاڑوں پر چڑھا ہوا تھا۔ سارے کے سارے اُس منظر کو دیکھ رہے ہیں۔ اس موضوع پر عربوں کی بے تحاشہ شاعری ہے اور اس میں ان ابابیلوں کا ذکر ہے، ان پرندوں کا ذکر ہے کہ کیسے وہ آئے، کیسے انہوں نے پتھر گرائے، مگر آج کے ہمارے جدید ترین عالم ان تمام شہادتوں سے یکسر گزر جاتے ہیں اور اپنے پلّے سے باتیں کرتے ہیں۔ پتہ نہیں کہاں سے اٹھ کے ان کو علم آیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ ابابیلیں نہیں تھیں اور یہ ایک مثال ہے، قصہ ہے، یہ داستان گوئی ہے۔ اگر آپ ان سے کہو کہ نیل پھٹا تھا تو کہیں گے نہیں، نہیں، نہیں، ایسا نہیں ہوا تھا، کوئی اور گڑ بڑ ہو گی، کوئی اور مسئلہ پیش ہوا ہو گا۔ اگر آپ ان سے کہو کہ قرآن کہتا ہے کہ میں نے پہاڑ اٹھا کے ان کے سر پر رکھ دیئے تو کہیں گے نہیں، نہیں، یہ علامتی ہے۔ اگر آپ ان سے کہو نا کہ حضرت موسیٰؑ کے عصا سے بارہ چشمے جاری ہو گئے۔ کہیں گے، نہیں نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا۔ This is unscientific

عہد نامہءِ عتیق کا بابِ گنتی اگر آپ پڑھو تو موسیٰؑ نے جب بنو اسرائیل کو بانٹا تو موسیٰؑ کے ساتھ قبیلوں میں بارہ لاکھ لوگ تھے اور قرآن کہتا ہے: ''وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى'' (ہم نے ان پر بادلوں کے سائے کئے اور ہم نے انہیں آسمانوں سے خوانِ نعمت بھیجا من و سلویٰ کی صورت میں۔) بارہ لاکھ لوگ گواہ ہیں کہ وہ اترے اور کھائے گئے...... بارہ لاکھ گواہ ہیں کہ نیل پھٹا اور وہ اس میں سے گزر رے۔ بارہ لاکھ گواہ ہیں کہ چشمے پھوٹے اور ہم نے اپنا اپنا چشمہ مقرر کیا مگر آج کا ''غامدی'' نہیں مانے گا، آج کا ''پرویزی'' نہیں مانے گا۔

خواتین و حضرات! ان سے پوچھ کے تو دیکھو کہ آپ کی source of information کیا ہے؟ کیا آپ کا خیال ہے کہ اللہ میاں اتنا مجبورِ محض ہے؟ اتنا گیا گزرا ہوا ہے کہ وہ یہ کام کر ہی نہیں سکتا۔ اس طرح یہ لوگ اصولِ دین میں فرق کر لیتے ہیں اور صوفی کی نظر

خدا کی قدرت اور غلبے کی طرف جاتی ہے۔ میں مثال کے طور پر آپکو ایک چھوٹی سی بات بتاؤں کہ لَاحَولَ وَلاَ قُوَّۃَ اِلَّا بِااللہِ پر غلام احمد پرویز نے ایک اعتراض کیا، کہنے لگے: بھلا دیکھو کتنا cheap ہوگیا ہے اسلام...... بھئی اسطرح بھی کوئی جنت ملتی ہے، اسطرح بھی کوئی اسلام ہوتا ہے کہ لَاحَولَ وَلاَ قُوَّۃَ اِلَّا بِااللہِ کہہ دیا اور اس پر جنت واجب ہوگئی۔ کہیں گے: نہیں، نہیں، نہیں، یہ حدیث ضعیف ہے، یہ غلط ہے۔ ایسے نہیں ہوسکتا مگر خواتین وحضرات! اگر انہوں نے لَاحَولَ وَلاَ قُوَّۃَ اِلَّا بِااللہِ کا ترجمہ پڑھا ہوتا تو انہیں پتہ چلتا۔ میرا تو خیال ہے کہ انہوں نے اس کا ترجمہ ہی نہیں پڑھا کہ لَاحَولَ وَلاَ قُوَّۃَ اِلَّا بِااللہِ کا ترجمہ بڑا سادہ ہے کہ جب آپکو نماز کیلئے بلایا جائے اور کہا جائے کہ "حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ" "حَیَّ عَلَی الفَلاَح" تو آپ جواب میں ذرا سوچ سمجھ کے اگر یہ کہہ دو کہ لَاحَولَ وَلاَ قُوَّۃَ اِلَّا بِااللہِ تو آپ پر جنت لازم ہوگئی۔ بھلا سوچ سمجھ کے کون کہے گا؟ وہی کہ جو خدائے واحد کو یہ کہے گا کہ اے میرے ربّ کریم! میں تو نہ نیکی کے قابل نہ بدی کے...... میری تو کوئی جرأت اور کوئی کلام ہی نہیں ہے۔ مجھے تو آپ پر اعتبار ہے کہ نہ میری کوئی قوت ہے، نہ میرا کوئی ارادہ ہے جو کچھ ہے آپکا ہے۔ آپ اگر مجھے توفیق بخشو گے تو میں نماز پڑھوں گا۔ آپ توفیق بخشو گے تو میں نیکی کو جاؤں گا یعنی اسقدر مسکینی، اتنا انکسار بھی اگر اچھے مذہب کا نشان نہیں ہے تو پھر کس چیز کا نشان ہے؟ اس پر تو جنت لازم ہونی چاہیے۔

اسی طرح خواتین وحضرات! جب ہم مکالماتی religion کو جاتے ہیں اور ایک بدقسمتی برصغیر میں یہ ہوئی اور پورے زمانوں میں یہ ہوئی کہ جب ہم practical اور dogmatic religion کو گئے تو علوم تصوف غائب ہوگئے۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ علوم تصوف پر بڑی بڑی آفت آئی۔ حافظ شیراز سے لیکر پیچھے تک سب نے صوفیوں کو بڑی بڑی اچھی باتیں سنائیں۔ ان کو نکمے جاہل اور گوشہ نشین لوگ کہا جو زندگی کی values سے نا آشنا تھے مگر ایسا بالکل نہیں ہوتا۔ صوفی نااہل نہیں ہوتا، صوفی اپنی دیانت کار کی اعلیٰ ترین صلاحیتوں پر ہوتا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ خدا کو ماننے والا زندگی کے فرائض ترک کرے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ خدا کو ماننے والا رحم کو منقطع کرے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ خدا کو ماننے والا صدقات کو ignore (نظر انداز) کرے، رحمت کو ignore کرے۔ صوفی جب بھی ہوگا society میں اپنی اہلیت کے ایک اعلیٰ ترین وصف کی وجہ سے مشہور ہوگا، وہ خلق سے گریزاں نہیں ہوگا۔ یہ جو خلق سے گریز کے افسانے ہیں یہ بالکل ویسے ہی ہیں جیسے قرآن حکیم نے مثال دی کہ کچھ عیسائی راہبین نے پھر

ترک دنیا یا صومعہ گزاری کی، دنیا سے علیحدہ ہو گئے مگر ہم نے انہیں ایسے نہیں کہا تھا۔ کچھ ان میں یہ ترک دنیا نبھا گئے کچھ نہیں نبھا سکے۔ بات وہیں پر ٹھہری کہ جب کپل وستو کے شہزادے "مہاتما سدھارتا بدھا" نے بارہ برس ریاضتِ جسمانی کی اور اس نے اپنی پوری خوارک آٹھ دانے چاول اور ایک گھونٹ دودھ کا کر لیا۔ اس کے بدن میں کچھ باقی نہ رہا تھا، بغیر ایکسرے کے سب کچھ نظر آتا تھا، پھر وہ بارہ برس کے بعد اٹھا اور اس نے کہا:

"تپسیا میں، جسمانی عذاب میں نروان نہیں ہے۔"

بدن کو دکھ دینے میں بدن کو اذیت دینے میں چلّہء معکوس میں حبس دم میں کوئی نجات نہیں ہے۔ نجات سوچنے میں ہے۔ یہاں سے چل کے وہ گوا میں بڑ کے درخت کے نیچے بیٹھا، چالیس دن غور و فکر کیا، نروان حاصل کیا، اعتدال کی تعلیم دی اور اس نے یہ سبق دیا...... وہ عہد قدیم کا ایک پیغمبر تھا...... اس نے یہ تعلیم دی کہ جسمانی مشقتوں سے خدا کا عرفان نہیں اگرچہ اس نے خدا کا نام نہیں لیا مگر اس نے کہا کہ "جسمانی مشقتوں میں نروان اور نجات نہیں ہے۔" نجات سوچنے میں ہے، غور و فکر میں ہے۔ وہ غور و فکر جس کو اللہ کے رسول ﷺ بڑی اہمیت دیتے تھے۔ محمد رسول اللہ ﷺ "امّی" ضرور تھے مگر یہ لازم تھا کہ وہ "امّی" ہوں اس لیے کہ اللہ کسی اور ٹیچر پر trust نہیں کرتا۔ کسی بڑے استاد کی یہ صفت ہے کہ وہ بھروسہ نہیں کرتا کہ اسکا شاگرد کسی چھوٹے استاد کے پاس جائے۔ informations کا mix up وہ پسند نہیں کرتا۔

ہمیں پتا ہے کہ بنو اسرائیل کے انبیاء آپس میں پڑھتے پڑھاتے تھے۔ حضرت زکریاؑ نے ضرور یحییٰؑ کو کچھ تو بتایا ہوگا، یحییٰؑ نے کچھ تو عیسیٰؑ کو کہا ہوگا۔ وہ کچھ نہ کچھ تو الہیاتی تقسیم و تعلیم آپس میں بانٹتے ہی ہونگے۔ ایک خاندان تھا، مدتوں سے نبوّت میراث میں چلی آتی تھی۔ کچھ نہ کچھ تو اصول و قوانین share کیے ہونگے مگر محمد رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیے Allah did not trust any other teacher. خالص معلومات کے حوالے سے، مطلق تعلیم کے حوالے سے اللہ نے اپنے طالب علم کو کسی صورت بھی کسی اور استاد کا درس نہیں لینے دیا اس لیے کہ وہ mistrust ہو جاتا۔ اس لیے کہ اگر تعلیم mix ہو جاتی تو سب سے پہلے محمد رسول اللہ ﷺ کا یہ message ہی شبے میں چلا جاتا کہ میرے منہ سے دو باتیں نکلتی ہیں۔ ایک قرآن ہے اور ایک میری اپنی ہے۔ اس لئے خدا نے کسی قیمت پر بھی message میں کسی کو شریک نہیں ہونے دیا۔ اس عظیم المرتبت نبی کا صرف ایک استاد تھا اور جسکا اللہ استاد ہو، جس کی

information کا، جس کے علم کا مرکز اللہ ہو وہ رسول اللہ ﷺ اپنے استاد سے کیا دعا مانگتے ہیں: رسل کہتا ہے کہ we only know the relationship of things, we do not know the nature of things, (ہم تو اشیاء کے تعلق کو جانتے ہیں اشیاء کی فطرت کو نہیں جانتے......) محمد رسول اللہ ﷺ اپنے استاد سے دعا مانگتے ہیں: "اَللّٰهُمَّ نَبِّئْنِي بِحَقِيقَتِ الاَشيَآءِ" (اے میرے مالک و کریم! مجھے حقیقتِ اشیاء کا علم دے، فطرت اشیاء کا علم دے) ایک دعا ہی دیکھ لیجئے، ان کی دعائیں بتاتی ہیں کہ وہ کتنے بڑے عالم تھے۔ دعا مانگتے ہیں: "اَللّٰهُمَّ اجعَلنِي صَبُورًا وَّاجعَلنِي ، شَكُورًا وَّاجعَلنِي فِي عَينِي صَغِيرًا وَّفِي اَعيُنِ النَّاسِ كَبِيرًا" (اے اللہ! صبر دے سیکھنے میں اور اسکا صلہ دے اور پھر مجھے میری نگاہ میں چھوٹا رکھا اور مجھے لوگوں کی نگاہ میں بڑا کر دے) حضور ﷺ نے علم کا ایک مقصد بتایا: " اَللّٰهُمَّ اِنِّيٓ اَعُوذُ بِكَ مِن دُعَآءٍ لَايَسمَعُ" (اے میرے اللہ میں اس دعا سے پناہ مانگتا ہوں جو تو سنے نہیں) "وَقَلبٍ لَّا يَخشَعُ" (اس دل سے پناہ مانگتا ہوں جو تیری محبت میں اتنا اشتیاق نہ رکھتا ہو کہ تیری جدائی سے ڈرے نہیں) "وَنَفسٍ لَّا تَشبَعُ" (اور پناہ مانگتا ہوں اس نفس سے جو کبھی سیر نہ ہو) "وَعِلمٍ لَّا يَنفَعُ" (اور اس علم سے پناہ مانگتا ہوں جس میں مخلوق کا فائدہ نہ ہو۔) وہ علم کے مقاصد متعین کرنے والا استاد ہے۔

خواتین و حضرات! آپ تصوف کو اچھے اسلام سے جدا کر دیتے ہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ تصوف کوئی شے نہیں ہے۔ اگر آپ اپنے اردگرد کے صوفیانہ ماحول سے تصوف کو پڑھو گے تو ساتھ ایک اقبال کا شعر بھی پڑھ لینا:

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی
گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن

اور

میراث میں آئی ہے انہیں مسندِ ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

یہ نذرانہ نہیں سود ہے پیرانِ حرم کا
ہر حلقہء سالوس کے اندر ہے مہاجن

آپ اِن کو صوفی سمجھتے ہو؟ اور آپکا خیال یہ ہے کہ یہ وہ صوفیاء ہیں جنکے بارے میں حافظ شیراز نے

کہا:

؎ واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند
(واعظ جب محراب و منبر پر جلوہ کرتے ہیں تو کچھ اور ہی کہتے ہیں)
چوں بہ خلوت می روند واں کارِ دیگر می کنند
(جب تنہائیوں میں جاتے ہیں تو کچھ اور ہی باتیں نکلتی ہیں)

حافظ نے بڑی خوبصورت بات کی ہے۔ اس نے کہا کہ صوفی وہ نہیں جو سر منڈائے۔ جو سر منڈا لے وہ صوفی نہیں، جو بہت بڑی بڑی مالائیں ڈال لے وہ صوفی نہیں، جو کپڑوں پر پیوند لگا لے وہ صوفی نہیں،

؎ ہزار نقطہء باریک ترز مُو اینجاست
(بال سے باریک تر ہزاروں نقطے ہیں)

بال منڈانے سے صوفیائی نہیں آئے گی، درویشی اور قلندری کے مظاہروں سے صوفیائی نہیں آئے گی۔ یہاں تو بڑی باریک ترین عقل کا کام ہے:

؎ ہزار نقطہء باریک ترز مُو اینجاست
نہ ہر کہ سر بہ بتر اشد قلندری داند
(ہر سر منڈا قلندر نہیں ہوتا)

ہمیں فرق کرنا چاہیے، ہمیں جانچنا چاہیے، یوسف صلاح الدین کو mysticism سے کوئی واسطہ نہیں، نہ صدرِ محترم کو نہ وزیرِ اعظم کو...... یہ کہاں کے mystics آگئے ہیں؟ خدانخواستہ کون سی ایسی باتیں ہیں جو تصوف کی ان پر الہام ہوئیں۔ یہ زوالِ علم و عرفان کا نشان ہوتا ہے۔ زوالِ علم و عرفان کا ایک نشان یہ ہوتا ہے کہ پھر ہمارے علم کے مآخذ ہمارے حکمرانوں کو یا ان کے حکمرانوں کو چلتے جاتے ہیں۔ یورپ سے guidance آرہی ہے۔ یورپ سے تصوف آرہا ہے کہ Kindly forget خفیہ بات یہ ہے کہ Let's agree on the human about the practical values of Islam تمام دنیا یہ کہنا چاہتی ہے کہ آؤ ہم صرف intellectual values پر اتحاد کریں۔ بھلا کیا ڈالو گے آپ قرآنی تعلیمات میں کہ یہ روشن ہو جائے۔ اللہ کا خیال کتنا تاریک تھا؟ اور محمد رسول اللہ ﷺ کتنی تاریک مثالیں چھوڑ گئے ہیں؟ آپ کیا ان میں ڈالو گے کہ یہ روشن ہو جائے گا؟ یہ نظریات نہیں ہیں ایک بہت

بڑی tragedy ہے جیسے اقبال نے کہا تھا کہ مسلمانوں نے کبھی اسلام کی خدمت نہیں کی، ہمیشہ اسلام ہی مسلمانوں کے کام آیا۔ اس ناشکر گزار مسلمان قوم کا حال یہ ہے کہ اپنی ساری خامیاں اسلام کے حوالے کر دیتے ہیں اور ساری خوبیاں secular نظام کے حوالے کر دیتے ہیں۔ یہ کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ ہم ذہنی طور پر اس قدر مغلوب ہیں۔ ہم خدا سے مغلوب نہیں ہیں۔ Religion is not dertermined end فرض کرو، خواتین وحضرات! کہ اگر ایک کافر آپ کے ہاں مسلمان ہو جائے تو ڈھول پیٹے جاتے ہیں۔ ہار ڈالے جائیں گے، مسجدوں میں لے جایا جائے گا، تعریف و توصیف کی جائے گی، اس کے نام پر چندہ اکٹھا کیا جائے گا۔ آدھا مولوی کھائے گا، آدھا اس غریب عیسائی کو دیا جائے گا۔ لیکن آپ اس مسلمان کے بارے میں کیا کہو گے جو عیسائی ہو جاتا ہے۔ بہت سے ایسے احمق آ بیٹھے ہیں جو اس کو ارتداد کہتے ہیں اور اس ارتداد کی سزا قتل کہتے ہیں۔

خواتین وحضرات! basically تھوڑا سا آپ غور کریں کہ ارتداد کہتے کس کو ہیں۔ ارتداد سے قطعاً یہ مراد نہیں ہے بلکہ ارتداد کا فتویٰ ایک local situation پر اس وقت لگایا گیا جب قرآنِ حکیم نے یہ کہا کہ اے مسلمانو! ان یہودیوں سے خبردار رہو کہ جو اپنا دین چھوڑتے ہیں اور صبح تمہارے مذہب میں داخل ہوتے ہیں، تمہارے راز لیتے ہیں، تمہاری کمزوریاں پکڑتے ہیں اور شام کو چھوڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم گئے تھے، مسلمان ہوئے تھے۔ یہ تو بڑی گھٹیا قوم ہے، فضول قسم کی قوم ہے۔ یعنی ان کو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آپ مسلمان ہوتے تو پتا چلتا کہ کیا فائدہ ہے۔ وہ آگے سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم مسلمان ہوئے تھے۔ یہ deliberately اسلام میں داخل ہوتے ہیں جیسے کسی society میں fifth columnist ہوتا ہے۔ اسی طرح ان کے قتل کا حکم اللہ نے اور رسول اللہ ﷺ نے دیا۔ جب آپ پیدائشی کسی چیز پر قائم ہو تو اس کو religion سمجھا ہی نہیں جاتا۔ خدا طعنہ دیتا ہے اہلِ کفر کو کہ اگر تم آبا و اجداد کے دین پر قائم نہ ہوتے، اگر تم غور و فکر کرتے، تم سوچتے اور سمجھتے تو اللہ کو پہچان لیتے۔ اب اگر فرض کرو کسی عیسائی نے سوچا سمجھا اور اس کو آپ نہیں اچھے لگے، اللہ نہیں اچھا لگا، اسکا رسول ﷺ نہیں اچھا لگا اسلئے اس نے اسلام قبول نہیں کیا تو ٹھیک ہے، اسے جانے دیں۔

تصوف پر گفتگو کے دوران ایک پروفیسر جو کہ anthropologist تھے نے مجھے

کہا کہ ?should I convert تو میں نے کہا ! بھئی کیوں؟ Why should you
?convert میں کیوں تمہیں convert کروں؟ میں نے کوئی پیچھے جا کے اخبار میں نکلوانا
ہے کہ پانچ ہزار میں انگلینڈ میں مسلمان کر کے آیا ہوں۔ یہ ایک اور ناقص بات جو علمائے ظاہر میں
آئی ہے کہ This kind of a propagation is almost insulting to
Islamاگر آپ کا مقابلہ conversion کی basis پر ہی ہوتا ہے تو غور تو کیجئے کہ
America میں تبلیغی جماعت کا اعلان پڑھا گیا کہ ہم نے پانچ ہزار مسلمان کر دیئے۔ I
said : good very good تھوڑی دیر کے بعد جماعت اسلامی کا ایک بیان پڑھا گیا کہ
جاپان میں پانچ ہزار ہم نے مسلمان کئے۔ !very good اسکے کچھ دنوں کے بعد میں نے
ایک اور بیان پڑھا کہ راجنیش جوگی نے ایک ساتھ پانچ لاکھ لوگ ہندو کر لئے، اسکے دو دن بعد
ایک بدھسٹ آیا۔ اس نے ایک سال میں دس لاکھ Americans اپنے ساتھ لگا لئے۔
خواتین وحضرات !تعداد میں conversion ہی اگر ثبوت ہے دین کا تو پھر تو ہم بہت پیچھے
ہیں We are decadent, old unliked

آج کے مذہب میں آپ تصوف اور شریعت کی bifurcation نہیں کر سکتے۔
طریقت اور شریعت ایک ہے۔ آپ intellectual ہو چکے ہو، اس schizophrenia
کے تحت ہم نے بہت جلد عقل حاصل کر لی ہے...... I would suggest آج کوئی بندہ بغیر
سوچے سمجھے بات نہیں کرتا۔ آپ کے معصوم بچے آپکو اپنی inquiry سے حیران کر دیتے ہیں۔
اتنا سرعت پذیر ہے ذہنی ارتقاء کہ آپ پریشان ہو جاتے ہیں۔ بہت سارے ماؤں اور باپوں نے
مجھے کہا کہ ہم اپنے بچوں کو کیا جواب دیں۔ وہ تو کائناتی حقائق پر سوال کرتے ہیں۔ خواتین و
حضرات! آج آپ academic religion پر نہیں رہ سکتے۔ آج کے مسائل کا حل صرف
اور صرف باطنی دنیا کی تلقین میں ہے اور وہ simple قوانین جو آپکو ہر صورت اپنانے ہیں کہ
ذہن کے ارتقاء کا جو اولین مقصد اور ترجیح ہے وہ صرف اللہ ہے۔ چاہے آپ انکار میں پڑو، چاہے
اقرار میں جاؤ مگر جب آپ اپنی جستجوئے ذہن کے انجام تک پہنچو گے تو آپ ایک ایسے یقین پر ہو
گے جسے دنیا کی کوئی قوت متزلزل نہیں کر سکتی کیونکہ ہر یقین اور ہر اعتقاد کو زمان و مکاں کے
احتساب سے گزرنا پڑتا ہے اور کمزور faith زمان و مکاں کا احتساب نہیں سہہ سکتا۔ آپکا rigid
religion نہیں سہہ سکتا، اسی لیے جوابا پھر آپ وہ کرتے ہو کہ ڈنڈا بردار forces اٹھتی

ہیں۔

آپکو خدا کو جان بوجھ کر یاد کرنا ہے، سوچنا ہے، سمجھنا ہے، اپنی intellectual inquiries کا مقصد بنانا ہے۔ خواتین وحضرات! مجھے احسان دانش کا ایک شعر بہت پسند ہے کیونکہ اسکا موضوع وہی ہے جس پر میں گفتگو کر رہا ہوں اور میں آپکو وہ سناتا ہوں...... If you compare yourself with the whole of the word and you see the challenges around you mental intellectual sceptical challenges, and you will feel yourself stand behind and shy of the progressive attitudes around you. تو یہ آپکی کم تعلیمی کی وجہ سے ہے، اسلام کی وجہ سے نہیں ہے۔

یونہی دنیا کیلئے ایک تماشا نہ بنے
جسکو بننا ہو سمجھ سوچ کے دیوانہ بنے

وما علینا الا البلاغ

سوال وجواب

سوال: میں اللہ کے ولی کو کیوں ڈھونڈوں اور کیسے ڈھونڈوں؟

جواب: خواتین وحضرات! مقصد اللہ کی تلاش ہو تو perhaps just like the common day life جب ہمیں کسی علم میں کوئی بہتر علم چاہیے ہوتا ہے تو ہم ایک یونیورسٹی سے دوسری یونیورسٹی کو چکر لگاتے ہیں۔ ایک speciality سے دوسری speciality ڈھونڈتے ہیں تو I am sure جس کو علم ودانش سے خدا کی تلاش ہوتی ہے اسے کوئی خداشناس ولی ضرور ملتا ہے کیونکہ ولی منتہائے مقصود نہیں ہوتا۔ مقصد تو اللہ کی ذات ہے پھر جب آپ اس کی تلاش میں نکلو گے اور جانچ پرکھ کے اصول استعمال کرو گے۔ The very important thing is کہ جانچ پرکھ کے اصول اگر آپ استعمال کرو گے تو ہوسکتا ہے کہ آپکو کسی خدا کے بندے تک رسائی ہو جائے۔ یہاں بحران یہ ہے کہ جیسے آپکو mathematics کے یا cosmology یا علم ہیئت کے استاد مل جاتے ہیں۔ ٹریجڈی یہ ہے کہ اسی نسبت سے شاید آپکو خدا کے علوم کے ترجمان یا خدا کے عالم نہیں ملتے۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا: ”وَالرّٰسِخُونَ فِی العِلمِ یَقُولُونَ اٰمَنَّا بِہٖ کُلٌّ مِّن عِندِ رَبِّنَا“ (یا جیسے اللہ نے کہا کہ میرے ان بندوں سے پوچھو: ”فَسئَلُوا اَھلَ الذِّکرِ اِن کُنتُم لَاتَعلَمُون“ (پھر پوچھ لو اہل ذکر سے اگر تم نہیں جانتے)تو شاید یہ لوگ آپکو اس کثرت سے نہ ملیں اور بسا اوقات تو بحران اتنا ہوتا ہے کہ پورا زمانہ بھی خالی ہوتا ہے اور یہ کسی عصر کی بدقسمتی ہوتی ہے۔ ویسے بھی فرض کرو کہ کوئی اگر America میں ہے یا کوئی سعودی عرب میں ہے یا ترکی میں ہے اور آپ یہاں بیٹھے ہوتو ہو سکتا ہے کہ ساری زندگی آپ کی اس سے ملاقات نہ ہو تو میں اس سوال کے جواب میں جناب سید ہجویر شیخ ومرشد علی بن عثمان ہجویریؒ کا ایک قول اس کے لیے پیش کردیتا ہوں کہ جسکو خدا کی تلاش ہے...... فرمایا کہ

> ”جب ہم جوان تھے۔ جب اللہ کی تلاش میں نکلے تو صرف خراسان کے پہاڑوں میں مجھے تین سوساٹھ اولیاء اللہ وتعالیٰ نظر آئے مگر اے طالب حق! ایک وقت آئے گا کہ تو زمین چھان مارے گا مگر تجھے ایک بھی ایسا شخص نہیں نظر آئے گا جو تجھے اللہ کی طرف لے جائے پھر کیا تو اللہ کی تلاش چھوڑ دے گا؟ فرمایا: ایسا نہ کرنا اور یہ یاد رکھنا کہ جس اللہ نے پہلوں کو سرفراز کیا

اور اپنے علم و آگہی سے نوازا وہ تجھے بھی علم و آگہی سے نوازے گا تو پھر خدا پر توکل رکھنا، اس کی تلاش جاری رکھنا اور اس کے کرم سے مایوس نہ ہونا''۔

سوال: بارہ بلین brain cells کا بے بہا ذخیرہ اللہ نے انسان کو کیوں دیا جو آج تک ایک محتاط اندازے کے مطابق انسان زیادہ سے زیادہ آٹھ یا نو فیصد استعمال کر سکا ہے۔ ایسا ربّ نے کیوں کیا؟

جواب: بڑی سادہ سی بات ہے کہ شاید یہ ذہن اس عظیم تر ذہن کا خاکہ ہے جو موت کے بعد ہمیں بحال کیا جائے گا۔ دنیا بہت مختصر تھی، اس کے مقاصد متعین تھے، یہ determined ends پر چل رہی تھی تو اسنے انسان کو پوری صلاحیتیں استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی۔ اجازت کیا؟ دنیا میں ان صلاحیتوں کا کوئی کام بھی نہیں تھا۔ خدا قدیر ہے مرید ہے، متکلم ہے اور آپ بھی قدیر ہو، مرید ہو، متکلم ہو مگر آپکی قدرت کو اللہ نے اس لیے چھین لیا کہ یہ اگلے زمانوں میں اگلے وقتوں میں جب آپ جنت و دوزخ میں داخل کر دیے جائیں گے اور خاص طور پر جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے تو پھر آپکو ان cells کی ضرورت پڑے گی جو آپکے بقیہ ماندہ ذہن کے ہیں جو اللہ تعالیٰ آپ کی اس زندگی کے بعد reconstruct کرے گا اور جو آپکی خلافت زمین و آسمان کا باعث بنیں گے کیونکہ آپ جس جنت میں جا رہے ہو وہاں میرا نہیں خیال کہ اس قسم کے ہال ہوتے ہونگے، چھوٹے چھوٹے کمرے ہوتے ہونگے۔ وہاں آپکا پورا ایک سٹار ہے اور جیسے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی چہل کاف میں کہا:

کفاک ربک کم یکفیک واکفة
کفکفا فھا ککمین کان من کلک
تکر کر ککر الکر فی کبدی
تحکی مشکشکة کلکلک لکلک
کفا مابی کفاک الکاف کربتہ یا کوکبا
کان من یحکی کوکب الفلک

(کہ اے ستارہ دل مَن کہ مشابہ ہستی ستارہ آسماں را) شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا قول مبارک ہے کہ ہر انسان کے دل کے مقابل ایک ستارہ ہے جو جنت میں اسے عطا کیا جائے گا۔

وہ اتنا بڑا مقام ہے کہ اس بڑی galaxy میں ایک ستارے سے دوسرے ستارے تک کا فاصلہ حدیث کے مطابق پانچ سو light years کا ہے۔ظاہر کہ پانچ دس مرلے کے مکان تو وہاں ہونے سے کے نہیں ہیں یا کنال دو کنال کے......تو اتنی بڑی جگہ کو سنبھالنا سجانا، اپنے اپنے پس منظر سے......آپکو ایسی اہلیتیں چاہیئں ہیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ظاہر ہے کہ اسباب کے بغیر کسی دنیا کو تخلیق کرنے کے لیے آپکو جو چاہیے وہ اللہ تعالیٰ نے آپکے دماغ میں محفوظ کیا ہوا ہے۔اگر آپ غور کریں تو جادوگر بھی ایسی ہی کسی صلاحیت کا سہارا لیتے ہیں اور مجذوب بھی اسی صلاحیت کا سہارا لیتے ہیں اور جسے آپ extra-sensory perception کہتے ہیں اس کا مرکز بھی دماغ ہے اور telekinesis کا بھی یہی مرکز ہے، ارتکازات کا بھی یہی مرکز ہے مگر اللہ نے جستہ جستہ six billions میں سے کسی ایک آدھ انسان کو یہ صلاحیت دے کر نشاندہی ضرور کی ہے کہ آپکے دماغ میں یہ صلاحیتیں موجود ہیں مگر جہاں انسانیت کو چونکہ یہ صلاحیتیں نہیں چاہئیں تھیں اس لیے ان پر پابندی ہے اور امید ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ العزیز جب ہم upper galaxial life میں پہنچیں گے، ابدالآباد کی زندگی کو پہنچیں گے تو ان سارے cells کی ضرورت پڑے گی اور ان سب کا اختیار ہمیں عطا کیا جائیگا۔

سوال: Concept of God is learned or an innate behaviour of human?

جواب: انسان کے اندر کچھ بھی نہیں ہوتا، اندر صرف اسکی ترجیحات ہوتی ہیں اور یہ ترجیحات اللہ نے انسانی کمپیوٹر کو از خود عطا کی ہیں۔یہ brain کمپیوٹر کی طرح ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایک صلاحیت تمام انسانی کمپیوٹرز میں رکھ دی ہے۔......میں نے جیسے کہا کہ جب اللہ نے artificial intelligence دی تو اس میں ایک list ڈال دی اور list یہ ڈال دی کہ It always goes to the most important priorities مگر ہوا یہ کہ آپ local priorities کی top کو چلے جاتے ہو۔دن کی، ہفتے کی، سال کی، مگر پوری زندگی کی بھی ایک priority اللہ نے اس میں ڈالی تھی۔وہ دور ہوتی جاتی ہے۔آپ خود بخود اُسے ٹالے جاتے ہو۔اگلے سال اس سے اگلے سال......چالیس برس کے بعد، پچاس برس کے بعد حتیٰ کہ ہوتے ہوتے یہ oblivion زندگی سے آگے گزر جاتا ہے اور آپ خدا کے بارے میں کچھ نہیں سیکھتے ہو۔تو Inherently every computer is listed with a sense

priority of اوراس priority میں top priority اللہ ہےاورتمام انسانوں کے ذہن میں یہ ایک بنیادی یقین موجود ہے۔ جو اپنے آپکو پریشان حال سمجھتے ہیں اس کی صرف ایک basic وجہ ہے You give more importance to the lesser priorities and less importance to the top priorities

سوال: سر آپ نے کہا کہ لَاحَولَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ کی تسبیح زمان ومکاں time and space کو shrink (سکیڑ) کر دیتی ہے۔ برائے مہربانی وضاحت کریں۔

جواب: یہ جملہ تو شاید میں نے نہیں بولا۔ میں تو ''لاحول'' کی کچھ اور تعریف کر رہا تھا مگر بہر حال مجھے اس سے بھی انکار نہیں ہے کہ یہ زمان ومکاں پر اثر کرتی ہے۔ زمان ومکاں تو کوئی شے نہیں ہیں۔ خواتین وحضرات! میں زمان ومکاں کی تھوڑی سی حیثیت آپ پر واضح کر دوں کہ ہم ساری دنیا کے فلسفہء خیال سے نرالے ہیں، مسلمان ساری دنیا کے فلسفہء خیال سے نرالا ہے، تمام دنیا کے فلاسفر، مشرق ومغرب کے فلاسفر وقت کو لازوال اور لامحدود سمجھتے ہیں مگر مسلمان ایسا نہیں سمجھتا۔ یہ ایک بنیادی فرق ہے جو شاید پہلے آپکے علم میں نہ آیا ہو کہ ہمارا فلسفہ indefinite time کا نہیں ہے، infinite time کا نہیں ہے۔ مسلمان کا فلسفہ یہ ہے کہ time is finite اور یہ اللہ کا ایک instrument ہے جو اس نے اشیاء تک رسائی کے لئے اور ان میں differentiation (فرق) کے لیے قائم کیا ہوا ہے۔ But the basic difference is that time is not infinite in Islam .

''کُلٌّ یَّجرِی اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی'' (کہ تمام چیزیں چل رہی ہیں ایک وقت مقررہ تک) اور اگر وقت مقررہ ہے تو یہ infinite نہیں ہے بلکہ infinite صرف ایک ہے اور وہ انسان کا روحی وجود ہے جو اللہ کے بعد ازلی نہیں ہے مگر ابدی ضرور ہے جیسے وقت کی حدود ہیں اور یقیناً یہ حدود کی قیود ہٹ جائیں گی جو اس وقت زمین وآسمان میں قائم ہیں اور آپ ایک لامحدود وقت میں ہی سفر کریں گے، زندگی گزاریں گے اور وہ اللہ تعالیٰ جسے کہتے ہیں کہ ''اَبَداً اَبَدًا'' کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے...... ہمیشہ ہمیشہ کے لیے صرف وہ جگہ ہو سکتی ہے جہاں وقت سرے سے موجود نہ ہو تو جیسے علامات زندگی کو پروردگار عالم نے فرمایا کہ قیامت کے دن علامت کو قتل کیا جائے گا اور انسانوں کی زندگیوں میں سے موت کو نکالنے کے لیے موت اللہ کے حضور میں ایک مینڈھے کے روپ میں لائی جائے گی اور اس کو ذبح کر دیا جائے گا اور آئندہ کسی کو موت وارد نہ ہوگی چاہے وہ جہنم میں ہو یا

چاہے جنت میں......؟ اسی طرح زمان ومکاں کی سب سے بڑی خطرناکیت جوموت کی شکل میں ہے وہ قیامت کے دن ختم کر دی جائے گی اور یہ زمان ومکاں بے معنی ہو جائے گا۔ پھر کون سا اور سلسلہ شروع ہوتا ہے..... کیونکہ اگر آپ غور کرو تو پہلے relativity تھی جواب ناقص ہو چکی ہے پھر ایک special relativity آئی وہ بھی بیچارگی کا شکار ہے پھر quantum آیا پھر uncertainty آ گئی۔ زمان ومکاں کے بارے میں انسانی اندازے ہر روز اس تیزی سے بدل رہے ہیں کہ ان میں سے کوئی نظریہ یا کوئی thesis قرآنی نظریہء زمان ومکاں کے برابر آتا نظر نہیں آ رہا اور میں جیسے آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ Time is not inifinite , time is finite , it is a container, it carries things distances and people to their destinies اور یہ ایک conveyance ہے، vehicle ہے۔ زمانہ ایک vehicle ہے جو آپکو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتا ہے۔ اس کی اپنی بھی destination ختم ہو جائے گی اور ان اشیاء کی بھی جو اس کے اندر موجود ہیں۔ یہ چونکہ ذرا سا گہرا فلسفیانہ concept ہے مگر امید ہے کہ آپ اس تھوڑے سے جواب سے مطمئن ہو جائیں گے۔

سوال: آپ کے کہنے کے مطابق جب تک بندہ اللہ سے منسلک رہتا ہے اس کی عقل ترقی پذیر رہتی ہے اگر ایسا ہے تو مغربی ترقی کا کیا سبب ہے؟

جواب: خدا نے اپنے مقابل ایک چیز تخلیق کی جو خدا کی طرح ہو گی۔ جیسے کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کیلئے بھی کوئی ابو جہل چاہیے، کوئی چھوٹا موٹا کذاب تو نہیں چاہیے۔ بہت بڑا چاہیے۔ جب حقیقت بڑی ہو گی تو اسکا ردِ حقیقت بھی بہت بڑا ہو گا تو اس عصر کو جس میں سے ہم گزر رہے ہیں اس کو ہم عصر دجال کہتے ہیں کہ جب انسانی intellect اور انسانی پرا گریس اتنی زیادہ بڑھ گئی ہے۔

مجھے یاد ہے کہ ابھی کلوننگ نہیں آئی تھی، اس سے چھ یا نو مہینے پہلے جب میں سیالکوٹ میں تقریر کر رہا تھا (آپ کو کسی کتاب میں وہ لیکچر مل جائے گا) تو لوگوں نے پوچھا کہ جی دجال کی کیا علامت ہے؟ میں نے اس وقت کہا کہ When a man will be able to create an exact replica of a human being تو سمجھ لینا کہ وہ دجال کی علامت ہے۔ اس کے چھ مہینے کے بعد کلوننگ آ گئی and almost the mankind is moving

towards it تو کسی نے یہ پوچھا: ''پروفیسر صاحب! آپ نے چھ مہینے پہلے یہ کہا تھا تو یہ کس بنیاد پر کہا تھا؟ کیا اپنی بات کہی تھی''؟ میں نے کہا: ''نہیں، میں نے اپنی بات نہیں کی تھی، میں نے حدیث رسول ﷺ سے استنباط کیا تھا''۔ تو لوگ curious ہوئے کہ کونسی ایسی حدیث ہے کہ جس نے یہ پیش گوئی کی ہے: ''ایک شخص آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس اور پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں کچھ دجال کے بارے میں بتایئے تو کہا کہ دجال کے پاس ایک شخص آئے گا اور کہے گا کہ کیا تو میرا بھائی میرے لیے زندہ کرسکتا ہے''؟ دجّال کہے گا: ''ہاں کرسکتا ہوں''۔ تو پھر وہ اسے درخواست کرے گا اور دجال اس کے بھائی کو اس کے لیے زندہ کرے گا۔ اگر یہاں تک حدیث ہوتی تو یہ کرامت دجال سمجھی جاتی مگر یہاں تک حدیث نہیں ہے۔ اتفاق سے اصحاب رسول ﷺ نے ایک بڑا ہی pertinent question پوچھا: ''یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ وہی شخص ہو گا''؟ فرمایا: ''نہیں اس کی مثال ہوگا'' کہ کبھی نہ کبھی انسان اس منزل تک ضرور پہنچے گا جس کو آپ دجال کہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے concept جو دجال کے بارے میں ہیں بڑے individualistic ہیں۔ دراصل دجال Head of the State بھی ہے، دجال امتوں کا سربراہ بھی ہے۔ دجال ساری دنیا کو تقسیم کرنے والا بھی ہے۔ کفر و نفاق کے خیموں کو الگ الگ کرنے والا ہے اور جب حضرت دانیال ؑ نے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ یہ دجال کون ہے؟ تو کہا: اے دانیال! تو نیکوکاروں میں سویا پڑا ہوگا۔ تو اس وقت زندہ نہیں ہوگا۔ وہ علامتیں بڑی دلچسپ ہیں جو میں آپکو بتانا چاہتا ہوں، فرمایا کہ مملکت روس، بحیرہ بالٹک اور پانیوں کے گرد آباد قومیں دجال ہیں۔ اب اگر اتفاق دیکھئے تو Western Christian Europe یا America سارے کا سارا پانیوں کے گرد آباد ہے اور مملکت روس کو خصوصی طور پر شامل کیا گیا ہے۔ دوسری بات اس سے بھی زیادہ دلچسپ ہے کہ اس کے خروج کا وقت بتاتے ہوئے حضرت دانیال ؑ کو جبرئیلؑ نے کہا کہ جب انسان اجرام فلکی میں دراندازی کرے گا، جب وہ cosmos میں جائے گا، جب وہ سٹارز میں دخل اندازی کرے گا اور میرا خیال ہے انسان نے وہ مقاصد achieve کر لیے ہیں۔ تیسری جو علامت آنے والی ہے کہ جب دائمی قربانی بند کر دی جائے گی اور دائمی قربانی کا صرف ایک مرکز ہے، وہ حج کعبہ ہے اور انہیں سالوں میں خیال کیا جاتا ہے کہ قربانی بند کر دی جائے گی۔ ویسے بھی ماشاءاللہ سیکولر حضرات گوشت کی قربانی کو فضول سمجھتے ہیں تو جبرئیل امینؑ نے فرمایا: کہ جب دائمی قربانی بند کر دی جائے گی تو وہ دجال کے

خروج کا وقت ہوگا۔ and since two of the things are almost completely known and finished , the only third thing is left وہ ہے کہ کب کعبہ پر ایسا pressure پڑے کہ وہ قربانی بند ہو تو پھر آپ کے لیے بھی علامت واضح ہو گی جیسے کہا گیا ہے کہ دائمی قربانی منقطع ہو گی تو دجال نمایاں ہو جائے گا۔ یہ بہت قریب نظر آ رہی ہے۔ ڈرنے کی کیا ضرورت ہے پھر۔

سوال: یقیناً ہر چیز خدا کی مرضی سے ہو رہی ہے تو پھر خدا انسان کو اتنی تکلیف کیوں دے رہا ہے؟

جواب: تکلیف خدا دے رہا ہے؟ چھ بلین لوگوں میں سے پانچ بلین اسکے واضح طور پر مخالف ہیں۔ سب اختیارات رکھنے کے باوجود، قوت واقتدار رکھنے کے باوجود جو وہ قیامت کے دن رکھے گا کہ جب اسکے ملائکہ اسکا تخت لے کے اتریں گے تو فرمائے گا: "لِمَنِ المُلکُ الیَوم" (بتاؤ آج ملک کس کا ہے؟ کون شہنشاہ اور بادشاہ ہے؟ کدھر گئے داراو سکندر؟ کدھر گئے بلیئر و بش؟ بتاؤ کدھر ہیں وہ؟) "لِمَنِ المُلکُ الیَومَ ط وَلِلّٰہِ الوَاحِدِ القَھَّار" یہ ساری کائنات اس واحد وقہار کی ہے۔ اتنا زبردست غلبہ رکھتے ہوئے بھی وہ مخالفت کا انتخاب انسانوں کو دیتا ہے جیسے اس نے کہا کہ اے بدبختانِ ازل! اے کافرانِ زمین! اے جہلائے وقت! تمہیں عذاب اس لیے نہیں ہو رہا کہ: "وَاَنتَ فِیھِم" (اور تو محمد ﷺ ان میں ہے) میں ان کو اب مکمل طور پر کیسے تباہ کروں۔ اب آپ رسول اکرم ﷺ کے ایک اور قول مبارک پر غور فرمائیے اور وہ بڑا خوبصورت ہے کہ:

"گناہگار کے لیے دو چیزوں میں پناہ ہے ایک میرا وجود اور ایک استغفار......"

دو چیزیں ان ساری باتوں اور رحم و کرم کے باوجود اللہ انسان کو دے رہا ہے۔ اس کی ایک خاص وجہ ہے، وہ کہتا ہے کہ میں زمین پر اقتدار کے حوالے سے کافر کو نوازوں گا ضرور اس لیے کہ اگر آپ غور کریں تو قرآن میں سب سے پہلی صفتِ الٰہیہ ہے: "اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِین" ربوبیت پر اس نے ناز کیا ہے، اس کی یہ صفت اتنی important ہے کہ ربوبیت کی صفت میں اللہ تعالیٰ نے کوئی message کوئی personal attitude کوئی عذاب و ثواب داخل نہیں کیا۔ ربوبیت کی حد تک اس نے ساری کائنات کو پالنا ہے۔ وہ کافر کو دے گا، مسلمان کو دے گا، agnostic کو دے گا، Western کو دے گا، Eastern کو دے گا اور جب ربوبیت کا اتنا بڑا قانون وہ دے رہا ہے تو ربوبیت سے منسلک چھوٹے چھوٹے قانون بھی ہونے چاہئیں اور

وہ اس میں محنت ہے، استعداد ہے، اس میں continuity ہے، اس میں scientific attitudes ہیں جو چیزیں جن کے ساتھ وابستہ ہونگی ان سے رزق بھی بڑھے گا، اندازے بھی بڑھیں گے اور انسان کی طاقت بھی بڑھے گی۔

ان تمام قوانین میں اس نے ایک exception ضرور رکھی۔ exception بدر میں آئی، احد میں آئی، حنین میں آئی، exception تب آئے گی جب محمد رسول اللہ ﷺ یا ان کا کوئی نمائندہ کھڑا ہوگا تو exception آئے گی، معجزہ ضرور ہوگا، کرامت ضرور آئے گی، مسلمان ضرور جیتے گا جیسے رسول اللہ ﷺ اپنے زمانے میں کھڑے تھے اور اسباب کی کمی کا یہ عالم تھا کہ زمینی حقائق آسمانی حقیقت سے شکست کھا رہے تھے اور آسمانی حقیقت نے غلبہ حاصل کرلیا تھا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت کردہ ایک حدیث مبارکہ میں انہوں نے فرمایا کہ:
''جب ہم جنگِ حنین کے لیے نکلے تو ہم سات آدمی تھے۔ ہمارے پاس ایک اونٹ تھا، دو کے پاس تلواریں تھیں۔ ایک کے پاس نیزہ تھا۔ باقی لوگوں نے مضبوط سی لاٹھیاں لے کے ان کو باریک کیا ہوا تھا، ان زمینی حقائق میں انکا لشکر جارہا تھا اور فرمایا کہ ہمارے پاس جوتیاں نہیں تھیں۔ جرابیں نہیں تھیں۔ ہمارے پاؤں تیز لُو سے اور ریت کی وجہ سے جھلس گئے تھے تو ہم نے مجبوراً اپنے گریبان پھاڑے اور ان پر لپیٹے تا کہ ہم بچ نکلیں''۔ یہ جنگ حنین کی طرف جاتے ہوئے سات سپاہیوں کے ایک قافلے کا ذکر ہے۔ مگر ایک طرف رسول اللہ ﷺ تھے۔ ایک آسمانی حقیقت تھی اور دوسری طرف زمینی حقائق تھے۔ یہی حال بدر میں تھا تو خواتین و حضرات! میں یہ کہتا ہوں کہ آج بھی اگر کچھ simple زمینی حقائق خدا کے بغیر ہیں تو West آپ سے جیت جائے گا اور اگر ایک طرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کوئی مخلص اور وفادار فرد ہے تو پھر زمینی حقائق کی بساط پلٹ دی جائے گی اور یہ انشاء اللہ وتعالیٰ العزیز ضرور ہوگا۔

سوال: آپ خوف و حزن سے نجات سے متعلق قرآن سے دو آیات عموماً quote کرتے ہیں! جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس پر خوف نہیں جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے مگر سورۃ بقرہ میں ہے کہ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لیے اللہ کی طرف سے انعام اور خوف و حزن سے نجات ہے۔ اس سادہ سی statement میں نیک اعمال پر زور دیا گیا ہے۔ آپ عموماً اعمال پر زیادہ زور نہیں دیتے......

جواب: اگر آپ دیکھیں تو اس میں پہلا جملہ بڑا important ہے کہ جو لوگ اللہ پر ایمان

لائے۔ ابھی آپ اگر دیکھیں گے تو ایمان لانے میں ہی خرچ کرنا موجود ہے۔ ایمان بالغیب کا ایک بہت بڑا حصہ یہ ہے کہ:

"وَالَّذِینَ یُؤمِنُونَ بِالغَیبِ وَیُقِیمُونَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقنٰھُم یُنفِقُونَ"

(اور وہ لوگ جو ایمان لائے غیب پر اور قائم کرتے ہیں نماز اور جو رزق ہم نے دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں)

کہ جو لوگ ایمان لائے ان کی دو بنیادی صفات ہیں......اور یہ بڑی important بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خرچنا ایمان بالغیب کا حصہ قرار دیا ہے یعنی اگر آپ کو غیب میں خدا کا اعتبار نہیں ہوگا تو آپ خرچ نہیں کر سکتے ہو۔ اس کے دو حصے ہیں یعنی اگر آپ کا غیب کا ایمان ہے تو اس کی ظاہری دو صورتیں ہیں۔ ایک تو نماز پڑھنا...... کہ نماز پڑھنے والا کسی نہ کسی حد تک ضرور ایک غیب میں خدا کا قائل ہے مگر دوسری بات بڑی دلچسپ ہے اور وہ ہے خرچنا...... کہ خرچنے والا ضرور کسی نہ کسی حد تک خدا کا قائل ہوتا ہے تو خواتین و حضرات ! یہ اس لیے بہت دلچسپ بات ہے کہ واقعتاً جب آپ غور کریں گے تو پتہ چلے گا کہ وہی خرچ کرتا ہے جس کو یہ یقین ہو کہ اللہ موجود ہے اور میرے خرچ کو وہ replenish کر دے گا۔ اگر آپکو اللہ پر یقین نہ ہو تو بخل، کنجوسی اور survival اس طرح سوار ہو جاتا ہے کہ آپ پوری زندگی ایک پیسہ ایک روپیہ خرچنے سے پہلے بہت سے دنیاوی حالات پر غور کرتے ہیں مگر جو فراخ دلی سے خرچتا ہے وہ اس یقین کے ساتھ خرچتا ہے کہ کوئی اللہ موجود ہے اور اس کا وعدہ ہے کہ:

"مَن ذَالَّذِی یُقرِضُ اللہَ قَرضاً حَسَناً فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ اَضعَافًا کَثِیرَۃً"

(جو اللہ کو قرض دے گا اللہ اسے کئی گنا لوٹا دے گا)

اس کو پورا یقین ہے کہ خداوند کریم میرے خوف و حزن کو دور کرے گا اور خوف و حزن کے دور ہونے کی ایک وجہ مالی اسباب ہیں اس لیے وہ شخص پوری طرح خدا پر یقین رکھتا ہے جو اپنے بچوں پر خرچ کرتا ہے اور دیگر چیزوں پر خرچ کرتا ہے۔ اب خرچ کے کچھ مقاصد ہیں...... اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث ہے کہ جس نے ایک دینار مصیبت میں کسی کو دیا وہ بہتر ہے۔ جس نے ایک دینار غلام کی گردن چھڑانے کے لیے دیا وہ بہتر ہے۔ کسی نے ایک دینار کسی مسافر کو دیا وہ بہتر ہے۔ مگر ایک دینار جو وہ شخص اپنے گھر والوں پر خرچتا ہے ثواب میں یہ دینار سب سے بہتر ہے۔ ایک دفعہ حضرت زینبؓ جو حضرت عبداللہؓ کی بیگم تھیں نے عرض کی: "یارسول اللہ ﷺ میرے پاس

مال ہے اور میرا خاوند مال سے محروم ہے اور اسکے پاس اسباب نہیں ہیں تو میرا دل چاہتا ہے کہ میں صدقہ اس کو دوں، تو کیا میں دے سکتی ہوں''؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، دہرا ثواب ہوگا''۔ یعنی خواتین تو سرے سے خرچتی ہی نہیں خاص کر خاوندوں وغیرہ پر تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا لیکن اصولاً دیکھا جائے تو یہ ایک اعزاز کی بات ہے کہ مردوں اور عورتوں میں سے اگر مرد کے پاس مال زیادہ ہے تو سب سے بڑا ثواب اپنے گھر پر خرچنے کا ہے اور اگر ایک عورت کے پاس مال زیادہ ہے تو سب سے زیادہ ثواب اپنے گھر پر خرچنے کا ہے اور یہی خرچ اللہ پسند کرتا ہے ظاہر ہے کہ بعض لوگوں میں نیکی کا concept یہ ہوتا ہے کہ گھر والوں کو بھوکا مارو اور باہر خیرات کرو اور وہ اپنے آپ کو اس فعل کے ساتھ معزز کرتے ہیں جو ناقص اور نالائقانہ سی بات ہے۔ گھر والے راضی ہونگے تو باہر والوں کی بھی مدد کر سکو گے مگر بعض لوگ گھر سے باہر ہی نہیں نکلتے۔

سوال: کیا حروفِ مقطعات کا علم کسی شخص کو ہے؟ اور اگر ایسا ہے تو وہ کیسے ہوسکتا ہے؟

جواب: یہ تو بڑی عجیب سی بات آپ نے پوچھ لی کہ حروفِ مقطعات کا علم کسی شخص کو ہے؟ یہ تو کہا جاسکتا ہے کہ کوئی ان میں ادراک رکھتا ہے یا نہیں۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کسی کے پاس پورا علم ہو اور چونکہ یہ پوری کائنات پر محیط ہے اور پوری کی پوری کائنات انہیں اسماء کی محتاج ہے (حروف مقطعات کی) تو یہ تو کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شاید کسی دل پر ان کے معانی القاء کئے ہوں اور کسی پر اتنا کرم فرمایا ہو کہ اس کو اس کی تھوڑی بہت سمجھ ہو مگر ایک مکمل علم کا احاطہ تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ہی پتہ ہے۔ باقی اگر آپ یہ جاننا چاہتے ہوں کہ یہ کس کے پاس ہے تو یہ اخفاء ہے۔

سوال: درود شریف جب مدینہ منورہ میں کوئی شخص پڑھے تو حضور ﷺ سنتے ہیں اور اگر کوئی شخص کسی اور علاقے میں پڑھے تو فرشتے درود شریف کو رسول اللہ ﷺ تک پہنچاتے ہیں۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

جواب: میرا تو خیال یہ ہے کہ یہ اس لیے question بنتا ہے کہ آپ سمجھتے ہو کہ موت کے بعد زمان و مکاں ویسے ہی ہیں جیسے ہماری زندگی کے زمان و مکاں ہیں یا موت کے بعد کے حجابات ویسے ہی ہیں جیسے ہماری زندگی کے حجاب ہیں تو بات یہ ہے کہ یہ جو دنیا ہے یہ حجابات میں ہے۔ یہ پابند ہے، زمان و مکاں میں پابند ہے، قیدِ حیات میں پابند ہے اور اصولِ غم میں پابند ہے یعنی ہم forceably پابند کئے گئے ہیں۔ ایک بہت بڑی عظمتِ انسان کو اللہ تعالیٰ نے practical حدود میں، زمینی حدود میں قید کیا ہے اور مرنے کے بعد اس قسم کا اشکال نہیں رہتا۔ مرنے کے بعد

چونکہ حدود سمیٹ دی جاتی ہیں یا سنبھال لی جاتی ہیں یا ختم کردی جاتی ہیں مگر جو ضروری ہیں وہ زیادہ طاقتور ہوجاتی ہیں، علیحدہ ہوجاتی ہیں۔ روحوں کے لیے اس قسم کی کوئی زمانی اور مکانی حدود نہیں ہیں اور چہ جائیکہ رسول اکرم ﷺ کے...... عمومی طور پر امت رسول ﷺ کا جو شہید ہے اس کی زندگی کی نہ صرف شہادت قرآن دیتا ہے بلکہ اسکو رزق دینے کی شہادت بھی قرآن دیتا ہے: ''وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتٌ'' (مت کہو ان کو مردہ جو قتل کئے گئے خدا کی راہ میں) نہ صرف یہ کہ وہ اس کی زندگی کی شہادت ہے: ''وَنَحْنُ نَرْزُقُهُم'' بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہم اسے کھانا بھی دیتے ہیں یعنی ایک شہید اپنے پورے وجود میں سلامت ہے تو ایک پیغمبر کے وجودِ کریم کا آپ اندازہ کرسکتے ہو کہ وہ کس درجہ free ہونگے اور اس وجود کو بھی کسی قسم کی زمان و مکاں کی limitation سے آشنائی نہیں پڑتی۔ for example میں یہاں بیٹھا ہوا America سے براہ راست ٹی وی دیکھتا ہوں۔ جو کچھ وہاں ہورہا ہے ہم یہاں دیکھ سکتے ہیں تو اللہ کی sciences تو بہت superior ہیں۔ اگر بیچ میں سے حجابات ہٹا دیئے جائیں تو رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کی رسائی براہ راست کسی بھی جگہ کی جاسکتی ہے۔ حضور ﷺ کے وجود کی تو بہت دور کی بات ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ سید ہجویرؒ کے ساتھ ایک کرامت بڑی مشہور ہے کہ جب انہوں نے اپنی مسجد کی بنیاد رکھی تو لوگوں نے کہا کہ یہ کعبے کی طرف نہیں ہے تو پھر حضرتؒ نماز میں کھڑے ہوئے، دعا مانگی اور اللہ تعالیٰ نے جب حجابات اٹھائے تو لوگوں کو کعبہ سامنے رخ پر نظر آیا۔ اگر اپنے ایک ولی کی دسترس میں یہ حجابات اللہ اپنے رحم و کرم سے دور کردیتا ہے تو رسول اللہ ﷺ کے لیے کون سے ایسے حجابات ہونگے کہ درود پڑھنے والے کی شکل ہی نظر نہ آئے۔ سمجھ نہیں آتا کہ لوگ کیوں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ناقصانہ طرزِ عمل اور بڑی عجیب قسم کی گفتگو میں چلے جاتے ہیں اور یہ یاد رکھئے گا کہ ایک حدیث سلونی ہے کہ رسول ﷺ جب باہر آئے تو ان کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں، فرمایا: ''ایک میں قیامت تک کے ان لوگوں کے نام ہیں جنہوں نے جنت میں جانا ہے اور ایک وہ کتاب ہے جس میں دوزخ میں جانے والوں کے نام ہیں'' اور کہا کہ ''تم کو میں بتاؤں کہ دجال کا سامنا کرنے دس سوار میری امت میں سے جائیں گے۔ میں ان کے ماں باپ اور انکے نام جانتا ہوں''۔ اب سوال یہ ہے کہ بعض اوقات رسول اللہؐ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا تو میں نے آپ سے پہلے ہی کہا کہ وہ teacher اتنا بڑا ہے کہ انسان کو کسی قسم کے افراط و تفریط میں پڑنے نہیں دیتا۔ جس چیز کا مقصد اور واسطہ ہی نہیں ہے رسول

ﷺ سے، اس کے بارے میں انہوں نے کوئی رائے نہیں دی۔ قرآن پابند کرتا ہے رسول اللہ ﷺ کو اپنے تمام افعال پر۔ قرآن اللہ کا کلام ہے اور جتنی جتنی رسول اللہ ﷺ کو قرآن کے مطابق informationچاہیے ہوتی ہے وہ دیتا ہے اور اس information سے گریز کرتا ہے کہ جو اردگرد بکھری پڑی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کوئی منجم تو تھے نہیں یا کوئی جادوگری کا یا قیافہ شناسی کا شوق تو نہیں تھا کہ وہاں کھڑے ہو کے کہتے کہ اچھا جی تیرا باپ یہ کرتا ہے۔ تیری ماں یہ کرتی ہے۔ اس قسم کا کوئی علم وہ نہیں دے رہے تھے۔ وہ تو ہر زمانے کے سب سے بڑے استاد تھے اور انہوں نے اپنی limitations وہاں تک رکھی ہیں جہاں تک قرآن کا علم ہے۔ وہ قرآنِ ناطق تھے۔ قرآنِ مجسم تھے۔ انہوں نے قرآن پڑھانا تھا جب تک قرآن کی explanation جاری رہیں تو ان کے لیے کوئی غیب نہیں تھا، نہ قیامت نہ دوزخ نہ جنت، نہ فرشتے، کچھ نہیں تھا۔ جب قرآن سے باہر بات جائے گی تو information ہمیں نظر نہیں آئے گی...... بسا اوقات کہا جاتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو اس چیز کا علم نہ تھا۔ فرض کرو کہ حضرت یونسؑ سے غلطی نہ ہوتی تو ہمیں "لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنتَ سُبحٰنَکَ اِنِّی کُنتُ مِنَ الظّٰلِمِین" نہ ملتا اگر یونسؑ بن متیؑ سے وہ خطا نہ ہوتی تو ہمیں یہ کلمہ نہ ملتا۔ اس کلمے سے یہ سند بھی نہ ملتی کہ نہ صرف میں نے یونس کو نجات دی بلکہ قیامت تک جو بھی مومن اسطرح پڑھے گا ہم اسے غم سے نجات دیں گے تو اتنی بڑی blessing کے مقابلے میں کیا آپ اسے یونسؑ کی خطا کہو گے؟ خدا نے ایک چیز دینی تھی، اس کی situation پر خطا آجاتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ایک سبق دینا تھا۔ آپکو سبق یہ دینا تھا کہ یار! صوفیاء کے پاس وہ باتیں نہ لے جایا کرو جن کو تم ان سے بہتر جانتے ہو مثلاً ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا کہ میں نے لوکاٹ کی فصل اگائی ہے، آپ بتائیں کیا کریں؟ مجھے تو پتا ہی نہیں ہے مگر میں انہیں کہہ دیتا ہوں کہ لوکاٹ اس طرح اگاؤ۔ اگلے برس وہ پھر آ گیا، اس نے کہا جناب آپکے کہے پر کیا تھا، وہ تو ستیاناس ہو گیا تو میں کیا کر سکتا ہوں؟ میں کہتا ہوں کہ اے بندگانِ خدا وہ کرو جس کا تمہیں تجربہ ہے اور تم ان چیزوں پر تکیہ نہ کرو۔ یہ سبق ہے اور بڑا قیمتی سبق ہے۔ اب آپ دیکھئے کہ جب black board لگا ہوا ہے تو استاد اپنے شاگردوں کو کہتا ہے کہ correct the sentences اور جان بوجھ کے اس میں mistake چھوڑ دیتا ہے تو پھر کوئی ذہین لڑکا اٹھے گا تو اس کی اس mistake کو دور کرے گا۔ استاد کہے گا، ٹھیک ہے، بھئی ٹھیک ہے۔ وہ جان بوجھ کر mistake چھوڑتا ہے۔ اب اگر فرض کرو کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس کچھ لوگ کھجور

کے بارے میں پوچھنے کے لیے آئے۔ اول تو ان کا آنا غلط......نہ انہوں نے کبھی کھجور کے درخت لگائے تھے (رسول اکرم ﷺ نے) نہ وہ کھجوروں کے باغ کے مالک تھے، نہ انہوں نے ان کو پانی دیا تھا ۔ وہ بچپن میں اپنی بھیڑیں چراتے تھے مگر جب پوچھا گیا اور رسول ﷺ نے جو جواب دیا اس میں ایک واضح قانون تھا کہ اے لوگو اپنے تجربات کو important سمجھا کرو اور جن چیزوں پر صدیوں سے تم عمل کر رہے ہو ان سے گریز نہ کیا کرو......ایک آدمی کی بات ایک دن یا ایک ہفتے کے لیے تو کارآمد ہو سکتی ہے شاید exceptionally دس کروڑ میں سے ایک آدمی میرے پاس آجائے اور کہے کہ جی میں نے سیب لگایا، آپ دعا کرو کہ اس سے انگور نکل آئے تو we do agree کہ ایک آدھ واقعے میں ایسا ہو بھی جائے گا اور وہ اس لیے ہوگا کہ: ''اِنَّ رَبِّیۡ یَفۡعَلُ مَا یَشَآءُ'' (بے شک میرا رب جو چاہے کر سکتا ہے) مگر General law of conduct اور rule کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو تجربات اور استعداد میں زندگی رکھی ہے، جو رزلٹ رکھا ہے Prophet نے اسکو اس میں اجاگر کرنا تھا۔ اس لیے جب ان لوگوں کا نقصان ہوا اور وہ دوبارہ آئے اور کہا: ''یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے آپکے کہے پر عمل کیا تھا''۔ تو فرمایا: ''پھر ویسے کرو جیسے تمہارا تجربہ کہتا ہے''۔ تو یہ ایک بہت بڑا academic lesson تھا جو رسول اللہ ﷺ نے دیا۔ بعض اوقات پیغمبر کی خطا امت کا علم بنتا ہے اور ہمیں یہ علم حاصل ہوا ہے کہ ہم انسانی تجربات کو ignore نہ کریں۔ اس کے باوجود ہمارا حال دیکھئے کہ ہم سنی سنائی باتوں پر یقین کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ تو یہ تعلیم دے گئے ہیں اور ہم تمام سنی سنائی باتوں پر اعتقاد رکھتے ہیں اور ہم scientific نہیں ہوتے This is one of the strongest drawback in Ummat -e-Muslimah یا ان علاقوں میں ہے یا ان جگہوں میں ہے جہاں ہم رہ رہے ہیں۔ جہاں ہماری تمام کی تمام outlook emotional ہے unscientific ہے۔

سوال: برمودا triangle کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: برمودا triangle اسرارِ دنیا میں تو ضرور آتی ہے مگر اگر اس میں سے افسانوی رنگ ہٹا دیا جائے کہ اس triangle , Particular میں بہت نقصانات ہوئے خاص طور پر اس میں verbosity بہت زیادہ ہے حتیٰ کہ ایک مشہور ناولسٹ کارلائل نے بھی اسے موضوع بنایا اور مختلف fiction writers نے برمودا triangle پر لکھا اور اس کو بڑا پُر اسرار بنایا۔ اگر میں

آپکو اپنا thesis دوں تو میں مختصراً یہی کہہ سکتا ہوں کہ پانی پر کچھ ایسے spots ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ آسمان وزمین بنانے سے پہلے خدا کہاں تھا تو فرمایا کہ اس کا عرش پانی پر تھا اور وہ تخلیقات میں مصروف تھا: ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ" (پھر ہم بلند ہوئے آسمانوں کو اور ٹھیک سات آسمان بنائے) پھر پوچھا گیا کہ ابلیس کا تخت کہاں ہے۔ تو فرمایا کہ پانی پر...... پہلے خدا کا عرش پانی پر تھا۔ جب وہ بلند ہوا آسمانوں کو اور وہاں اس نے عرش قائم کیا تو اب پانی پر ابلیس کا تخت ہے۔ اب وہ کہاں ہے؟ ظاہر ہے کہ جنات نے اسے cordon کیا ہو گا۔ ان کی کوشش ہو گی کہ لوگ ان secrets تک بالکل نہ آئیں۔ ان کے اپنے مقام ہوں گے۔ ان کی اپنی force ہو گئی۔ ان کے centres ہوں گے۔ یہ یاد رکھئے کہ جنات ثقل ہیں۔ یہ weight رکھتے ہیں اور جگہ گھیرتے ہیں۔ یہ حدیث ہے کہ "جنات کا تخت پانی پر ہے"۔ confirmed سات سمندروں میں کہیں پر ابلیس نے بھی اپنا تخت ضرور جمایا ہوا ہو گا اور وہ جگہ برمودا triangle بھی ہو سکتی ہے۔ But I am not sure میں آپ کو صرف اپنا ایک خیال پیش کر رہا ہوں۔ ایسی بہت سے جگہیں ہوں گی جہاں جنات کے ڈیرے ہوں گے اور بہت سی زمینیں ایسی ہیں جہاں جنات کی جگہیں ہوتی ہیں مگر خاص طور پر ابلیس، شیطانِ رجیم کا تخت پانی پر ہے اور یہ تو برمودا جا کر ہی پتہ چلے گا۔

سوال: بیت المقدس کے نیچے کونسے temples ہیں۔ کیا ان کو نکالنا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے؟ یہ temples کیا ہیں؟ آج کل اسرائیل شاید بیت المقدس کی کھدائی کر رہا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: بیت المقدس کے نیچے کچھ بھی نہیں ہے۔ یہاں "ہیکلِ سلیمانی" ہے اور اصل میں یہود "ہیکلِ سلیمانی" کے لے بھی اسے نہیں نکال رہے۔ actually ان کا خیال یہ ہے کہ اس میں کہیں "تابوتِ سکینہ" ہے۔ یہود قوم کو پیشین گوئی جو دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جب آپ دوبارہ نکلو گے تو تابوتِ سکینہ تمہیں فتح دلائے گا۔ یہ ایک صندوق تھا جس میں آثار پیغمبر موجود تھے اور اسکو قرآنِ حکیم نے بھی mention کیا ہے۔ پوری کی پوری یہودی تاریخ میں اسکا ذکر آیا ہے، اسکو "تابوت سکینہ" کہتے ہیں کہ اس میں تمام آثارِ پیغمبر موجود ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کا عصا بھی اسی میں ہے۔ یہ وہ نشانیاں ہیں جس کا قرآن ذکر کرتا ہے کہ ملائکہ پھر اسے اٹھا کے لے گئے تو یہود کا خیال یہ ہے کہ وہ اسی مسجد کے نیچے کہیں ہے اور چونکہ یہود crazy ہیں۔ وہ صرف پوری دنیا پر حکومت

کرنا چاہتے ہیں تو انکا خیال یہ ہے کہ ''تابوت سکینہ'' نکلے گا اور ہم اسے آگے رکھ کر فتح یاب ہوں گے اور ساری دنیا کے حکمران ہوں گے۔ اُس وقت بھی لشکر کے آگے آگے تابوت سکینہ چلتا تھا اور یہودی فتح یاب ہوتے تھے تو یہ اس چکر میں ہیں کہ کسی طریقے سے کھود کھاد کے وہ ہمیں مل جائے مگر جیسے حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لیے کہا تھا کہ اے میرے پروردگار یہ اتنی جاہل اور بد بخت قوم ہے کہ میری تجھ سے درخواست ہے کہ ان کے اس گستاخانہ طرزِ عمل کو بھول جانا: ''اَعُوذُ بِاللّٰہِ اَن اَکُونَ مِنَ الجٰھِلِین'' (کہ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تیری ان جاہلوں کے کاموں سے) تو یہ قوم جاہلین ابھی بھی اسی کام میں لگی ہوئی ہے جو اس نے موسیٰؑ کے ساتھ کیا تھا۔ جو اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا کہ یہ ہزاروں سال پہلے ''بخت نصر'' کے زمانے میں نکل کے مدینہ اس لیے آباد ہوئے تھے کہ ان کے گھرانوں میں پیشین گوئی موجود تھی کہ ایک نبی ءآخرالزمان آئے گا، وہ یثرب میں آئے گا اور جب وہاں وہ آئے گا تو اسکے توسط سے تم دعا مانگنا تو قبول کی جائے گی اور تم سارے زمانے پر غالب آ ؤگے، جب تک رسول اللہ تشریف نہیں لائے تھے قوم یہود ان کے وسیلے سے دعائیں مانگتی تھی تو قرآن کہتا ہے کہ اے پیغمبر جب آپ نہیں آئے تھے تو قوم یہود تیرے وسیلے سے ہم سے دعا مانگتی تھی۔ جو ہم قبول کرتے تھے مگر جب تم آگئے ہو تو یہ تمہارا انکار کر بیٹھے ہیں یعنی آپ دیکھو کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے وسیلے کا بھی ایک سوال حل کر دیا کہ ابھی حضور ﷺ آئے بھی نہیں تھے تو یہ قرآن کہتا ہے کہ یہ قوم یہود تیرے وسیلے سے ہم سے دعا مانگتی تھی اور جب تو آیا ہے تو یہ تیرا انکار کر رہے ہیں۔ ان سے زیادہ بد بخت کوئی کیا ہوگا۔؟

وماعلینا الاالبلاغ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَعُوذُ بِاللّٰہِ السَّمِیعِ العَلِیم مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنکَ سُلْطٰناً نَّصِیْراً

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ٥ وَسَلامٌ عَلَی الْمُرسَلِیْنَ٥ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِک وَسَلِّمْ

خواتین وحضرات! ہر استاد کا ایک فخر ہوتا ہے، ہر عالم اپنے متعلم پر ناز کرتا ہے اور جب تعلیمات mix ہو جائیں، معلومات mix ہو جائیں، استاد mix ہو جائیں تو وہ تفاخر ابہام کی نذر ہو جاتا ہے۔ استادِ اوّل وآخر، وہ ربِّ کائنات، وہ صاحبِ ملکوت السموات، اس کو بھی ایک ایسے طالب علم کی ضرورت تھی جس کی معلومات، جس کے علم، جس کی شناخت میں کسی قسم کی کوئی ملاوٹ نہ ہو، یہ وجہ تھی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''اُمّی'' تھے۔ دنیا کا کوئی استاد یہ claim نہیں کر سکتا تھا کہ اُس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کائناتی یا زمینی حقائق کی کوئی تعلیم دی تھی، اللہ کو یہ ناز تھا کہ یہ طالب علم میرا پڑھایا ہوا ہے۔

خواتین وحضرات! بے حد وحساب محبتوں اور عقیدتوں میں ہم ایک بات بھول جاتے ہیں کہ تمام پیغمبر اپنے زمانے کے High top intellectuals ہوتے ہیں۔ پیغمبر کے دو مقاصد ہوتے ہیں۔ ایک پیغام پہنچانا اور دوسرا اپنے پیغام پر آتے حملوں کو face کرنا......اگر پیغمبر میں یہ قوت واستقامت نہ ہو، یہ جرأتِ خیال نہ ہو، اثباتِ یقین نہ ہو تو کئی مرتبہ وہ اپنے اس اعتماد میں ڈانواں ڈول ہو جاتے ہیں کہ کیا واقعی جو message ہم لے کر چل رہے ہیں، واقعی جس خدائے کائنات کو ہم represent کر رہے ہیں، تو کیا یہ scepticism کو face کر سکے گا؟ کیا یہ secular attitude کا سامنا کر سکے گا؟ کیا یہ منطقی اعتراضات کا سامنا کر سکے گا؟ کیا یہ سائنسی حقائق کا سامنا کر سکے گا؟ کیا حقیقتوں کے اس سیلاب کو جو مخالف زبان اپنے منہ سے نکالتی ہے کیا قرآن اس کو face کر سکے گا؟ کیا تورات face کر سکے گی؟ کیا عہد نامہء قدیم لڑ سکے گا؟ کیا عہد نامہء جدید لڑ سکے گا؟ مختصراً، ایک پیغمبر کا intellectual معیار اپنے زمانے میں سب سے بڑا ہوتا ہے مگر اُس پیغمبر کے بارے میں کیا کہو گے جس پر کتاب ختم ہوئی، نعمت تمام ہوگئی:

"اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي"

(آج پیغام ختم ہو گیا، نعمت تمام ہوگئی)

جتنی وسعتِ ذہن ایک محدود عرصے کیلئے کسی پیغمبر کو عطا کی جاتی تھی جب محمد رسول اللہ ﷺ کو ختم المرسلین بنا دیا، نبی آخر الزمان بنا دیا تو اللہ کی طرف سے ان کو اتنی وسعتِ ذہن عطا کی گئی کہ اُس وقت سے جب سے حضور ﷺ کی ولادت ہوئی کائنات کے آخر وقت تک حضور ﷺ کی علمیت کا سکہ چلتا رہے گا۔

آپ حیران تو ہونگے کہ آخر جو ہم نے سنا، جو ہم نے پرانے زمانوں کی باتیں سنیں، جب سے ہم نے مذہب کو "اساطیر الاولین" declare کر دیا، ہمارا خیال تھا کہ وہ ذہانت، وہ علمیت جو آج سے بہت عرصہ پہلے تھی اور وہ ذہانت اور علمیت جو آج کے وقت میں ہے اس میں اتنا فرق ہے کہ پرانی سب باتیں صرف افتراء و کذب و بہتان نظر آتی ہیں اور یہ کہ جن میں وہ ذہنی

معیار نظر نہیں آتا، وہ علمی معیار نظر نہیں آتا کہ جو اصولاً آج کے intellectuals کا ہے، کسی ڈاکٹر "ہود بھائی" کا ہے یا کسی "افتخار بھائی" کا ہے۔ یہ intellectual پہلے نظر نہیں آتا۔

خواتین و حضرات! آج کی تقریر میں مَیں پیغمبر کے اس ذہنی معیار سے آغاز کر رہا ہوں جس کی شناخت کرنا سائنسدانوں کا کام ہے، اعلیٰ ترین علمائے فلسفہ کا کام ہے۔ جن کو دانش پر ناز ہے یہ اُن دانشوروں کا کام ہے۔ ذرا سوچنا کہ پندرہ سو برس پہلے جب کہ معلوماتِ انسان اتنی کمتر تھیں جبکہ cosmology کا علم صرف Ptolemy تک محدود تھا بلکہ Copernicus تک بھی علمیت کا کوئی سراغ نہیں تھا، اُس وقت پیغمبر ﷺ کیا فرماتے ہیں؟ ذرا غور کرنا اپنے پیغمبر ﷺ کی بات پر...... خواتین و حضرات! اس سے پہلے ایک مختصر بات کہتا چلوں کہ دورِ حاضر کے بہت بڑے استاد کا ایک بہت بڑا شاگرد تھا، وٹگن سٹائن کا شاگرد لارڈ برٹرینڈ رسل...... ایک دفعہ وٹگن سٹائن نے شکایت کی کہ میرا شاگرد ایسا عجیب وغریب نکلا ہے کہ principi of mathematica کے جو بنیادی لیکچرز ہیں وہ مجھ سے چرا کر لے گیا ہے اور اعتراف بھی نہیں کیا رسل نے کہ یہ میں نے اپنے استاد، وٹگن سٹائن سے لیے ہیں مگر رسل نے ایک مختصر سی بات پوری علمیت کے بارے میں کہی۔ اُس نے کہا:

We only know the relationship of things, we don't know the nature of things.

محمد رسول اللہ ﷺ نے کہا:

"اَللّٰھُمَّ نَبِّئنِی بِحَقِیقَتِ الاَ شیَآءِ"

(اے میرے مالک و کریم! مجھے اشیاء کی حقیقت کا علم دے)

یہ approach شناخت کی approach ہے۔ ایک بندہ (رسل) حقائقِ دنیا کو approach کر رہا ہے اور ایک شخص جو پیغمبرِ خدا ہیں وہ حقائق اور معرفتِ عالم کو approach کر رہے ہیں۔

اگر خدا کی طرف سے دیکھا جائے تو انسان میں تمام علمِ تخلیقات کو جاننے کا علم ہے جیسے

ابھی آپ نے ''رسل'' کی بات سنی کہ تمام علم تخلیقات کو جاننے کا علم ہے اور تخلیقات میں تین بڑی چیزیں شامل ہیں۔ دو اُن میں سے مخلوق ہیں اور ایک خالق ہے۔ ان میں سے ایک انسان کی ذات کا علم جسے شعورِ ذات کہتے ہیں اور ایک وہ علم جو شعورِ کائنات ہے اور جب یہ دونوں حاصل ہو جائیں تو ان کی بنیاد پر وہ علم حاصل ہوتا ہے جسے آپ شعورِ پروردگار کہتے ہیں جو اپنی ذات سے نکلتے ہوئے، شعورِ ذات سے نکلتے ہوئے بالآخر اُس مابعد الطبیعیاتی حقیقت تک پہنچتے ہیں جسے آپ پروردگار، اللہ یا خدا کہتے ہیں۔

خواتین وحضرات! اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا گیا، شاید یہ بات آپ کئی مرتبہ پوچھتے ہو۔ بڑے بڑے دانشوروں اور اپنے آپ سے بھی پوچھتے ہو۔ یہ تجسّس بڑا قیمتی ہے۔ انسان جب بھی کائنات کے بارے میں سوچتا اور خدا کے بارے میں سوچتا ہے تو یہ سوال اُس کے ذہن میں آتا ہے، تو حضور ﷺ سے پوچھا گیا:

''اَینَ کَانَ رَبُّنَا قَبلَ اَن یَّخلُقَ الخَلقَ ''

(یارسول اللہ ﷺ! اللہ کائنات بنانے سے پہلے کہاں تھا؟)

یہ سوال کسی cosmologist سے پوچھا جا سکتا ہے...... بلکہ اس سوال پر ایک مشہور ترین cosmologist نے کہا کہ اگر مجھے پتہ ہو کہ Big Bang سے ایک لمحہ پہلے خدا کیا کر رہا تھا تو میں پوری کائنات کو سمجھ سکتا ہوں۔ اس کو یہ علم نہ تھا، نہ ہوا مگر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا، کہ پروردگارِ عالم اس کائنات کی تخلیق سے پہلے کہاں تھے تو حضور ﷺ نے جواب دیا...... (اس کیلئے بھی آپ کو کافی research کرنا پڑے گی، کائناتی research کرنی پڑے گی۔ بہت سارے اوراق پھرولنے پڑیں گے): ''کَانَ فِی عَمَاءٍ '' (وہ دھند میں تھا، بادلوں میں تھا) کہ universe create کرنے سے پہلے پروردگارِ عالم دھند میں تھا۔ ''عَمَاءٍ م تَحتَهٗ هَوَا وَمَا فَوقَهٗ هَوَاء'' (اُس کے اوپر بھی ہوا تھی اور اُس کے نیچے بھی ہوا تھی) یعنی وہ بادل تھے۔ ہمہ تن کائنات سے پہلے بادل ہی بادل تھے۔ اُس کے اوپر بھی بادل تھے، اُس کے نیچے بھی بادل تھے اور وہ اُن عظیم ترین بادلوں میں اپنا تخلیقی کام کر رہا تھا۔

خواتین وحضرات! اس جواب کے بارے میں اگر کسی سائنسدان کو تحقیقی شوق ہوگا تو اُسے پتہ لگے گا کہ پندرہ سو برس پہلے ایک پیغمبر نے ایک ایسی عجیب وغریب بات کی کہ تمام cosmological survey پیچھے رہ جائیں گے۔ اگر آپ کائنات کے origin کے وقت میں جائیں گے، زمین وآسمان اور ستاروں کی تخلیق سے پہلے کی کائنات کو پہچاننا چاہیں گے تو اس کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتے کہ سب سے پہلے کائنات کی تخلیق اُن عظیم ترین بادلوں کے گروہ سے شروع ہوئی جن کو Siddim کہتے ہیں مگر یہ آج کی تحقیق ہے۔ پیغمبر نے بہت پہلے یہ بتا دیا اور اُن کا Mental calibre آپ اس چھوٹی سی بات سے judge کر سکتے ہو کہ یہ بات پندرہ سو برس کی ذہنی researches اور انتہا درجہ کی محنتوں سے گذرتے ہوئے آخر کسی سائنسدان یا بہت سے سائنسدانوں نے confirm کی ہوگی کہ کائنات کی سب سے پہلے تخلیق اُن عظیم بادلوں سے ہوئی۔

خواتین وحضرات! ایک علم کا سراغ اس حدیث میں ملتا ہے۔ جسے ہم ابنِ صیاد کی حدیث کہتے ہیں۔ ایک دیوانہ سا لڑکا تھا۔ پاگل سا، مجنوں سا...... ماں اُسے دیوانہ سمجھتی تھی، لوگ اُسے کوئی جن بھوت سمجھتے تھے۔ عجیب اُوٹ پٹانگ باتیں کرتا تھا...... یہ متفق علیہ حدیث ہے بخاری اور مسلم میں ہے: اس کی ماں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی کہ میرا بیٹا بیمار ہے، اُس کی بیماری سے بڑی تنگ ہوں، پریشان ہوں۔ آپ مدد فرمایئے، اسکا کچھ علاج فرمایئے۔ کہا: ''اچھا! میں اُسکو دیکھوں گا، میں اُس کے قریب جاؤنگا''۔ رسول اکرم ﷺ ایک دفعہ چھپتے چھپاتے ابنِ صیاد کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور اُس کی باتیں سننا شروع ہو گئے۔ اتفاق سے ماں کو پتہ چل گیا کہ رسول اللہ ﷺ اُس کے بیٹے کی باتیں سن رہے ہیں وہ دوڑی دوڑی آئی، اُس نے دور سے آواز دے دی کہ رسول اللہ ﷺ تیرے پاس ہیں، پیچھے ہیں اور تیری باتیں سن رہے ہیں۔ سرکار ﷺ نے تأسف فرمایا، افسوس فرمایا، ایک جملہ کہا۔ خواتین وحضرات! اس جملے پر غور کیجئے گا کہ آخر کس علم کا تشخص حضور اکرم ﷺ کے پاس تھا۔ فرمایا: ''اگر تُو آج اِس کی باتیں مجھے سننے دیتی تو میں اِس کے مرض کو جان لیتا''۔

Perhaps this was the first ever psychological study of the man?

یہ تحلیلِ نفسی کا پہلا قاعدہ وقرینہ تھا کہ رسولِ اکرم ﷺ اگر اس کی باتیں سنتے تو اسکی ٹوٹی پھوٹی language سے اُس کے ذہن کی کیفیت کا اندازہ کر کے اس کی بیماری کے بارے میں بتا دیتے اور آج تک یہ طریقہ سائیکالوجسٹ استعمال کرر ہے ہیں۔

بہت مدت ہوئی کہ نفسیات فلسفہ سے علیحدہ ہوئی، تحلیلِ نفسی کے بہت زیادہ طریقہء کار دریافت ہوئے۔ کہیں گیسٹالٹ نکلا، کہیں personal تحلیل نکلی، کہیں psycho-analysis نکلا مگر یہ طریقہ کہیں نہیں گیا کہ جب تک کوئی کسی کی بات نہ سن لے، کسی کی ذہنی حالت کو اچھی طرح جانچ نہ لے اُس کے مرض کا تعین نہیں ہوسکتا۔ خواتین وحضرات! پندرہ سو برس پہلے اگر مسلمان غور کرتے اور اپنے پیغمبر کی طرح ہی علم کی ہوس کرتے تو شاید بہت پہلے وہ Psychonal analytical processes کو جان لیتے۔ خواتین وحضرات! ایک دفعہ مجھے اتفاق ہوا۔ اس وقت کلوننگ نہیں آئی تھی تو I was talking in Sialkot. وہ تقریر بھی موجود ہے، کلوننگ کا وقت بھی موجود ہے، تو میں نے اُس ہال سے کہا کہ میرے رسول ﷺ نے خبر دی ہے کہ دجّال کی اس وقت علامت ظاہر ہو جائے گی کہ جب He will be able to create an exact replica of a human being. تو کسی نے پوچھا: ''کیسے؟'' میں نے اُسے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیثِ مبارکہ ہے، فرمایا: ''دجال کے پاس ایک شخص آئے گا اور کہے گا: ''کیا تُو میرا بھائی زندہ کرسکتا ہے؟'' تو دجال کہے گا۔ ''ہاں، کرسکتا ہوں، میں تیرا بھائی دوبارہ پیدا کرسکتا ہوں'' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ پھر اُس کے بھائی کو دوبارہ پیدا کرے گا تو اصحابِ رسول ﷺ نے ایک بڑا معقول سوال کیا، اگر دیکھا جائے تو میرے خیال میں بڑا scientific سوال کیا۔ پوچھا گیا: ''یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ وہی شخص ہوگا؟'' فرمایا: ''نہیں، وہ نہیں، اس کی مثال ہوگا''۔ خواتین وحضرات! میں نے انہیں کہا کہ میرے رسول ﷺ نے خبر دی ہے کہ

Genetic sceinces will one day be able to create a perfect clone of another person. تب کلوننگ نہیں آئی تھی۔ چھ مہینے کے بعد پہلی بھیڑ کی کلوننگ کی خبر آئی۔ مگر اگر اہلِ عقل ہوتے، اہلِ اسلام اپنے Prophet کی باتوں پر غور کرتے تو شاید آج سے بہت پہلے اُن کو پتہ چل جاتا کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ان کو کتنے بڑے انسانی واقعے کی خبر دی ہے۔

خواتین وحضرات! انسان کا قافلہ چالیس ہزار برس سے شعوری حرکت کر رہا ہے۔ After the last ice age انسان ایک تیز تر عقل پا گیا، ایک ہنگامی دریافتی وجود پا گیا۔ وہی انسان جو ایک پہیے، ایک تانگے کے سہارے بڑا سُست رو چل رہا تھا، پچھلے ڈیڑھ سو برس سے سُبک رفتار ہو گیا، اتنا تیز ہو گیا...... آپ خود غور کرو کہ ایک آدمی اگر بڑا سُست رو ہو اور ایک دم سے اُسکی Brain speed تیز ہو جائے تو آپ psychologically اُسے ''شیزوفرینک'' ہی کہیں گے نا۔ آج کا انسان مجموعی طور پر ''شیزوفرینک'' ہے۔ ایک ایسی briskness کا شکار ہو گیا ہے، ایسی تندی اور تیزی کے المیے کا شکار ہو گیا ہے کہ کہاں تو وہ پینتیس ہزار سال سے چیونٹی کی رفتار سے چلا آ رہا ہے، ابھی ڈیڑھ سو برس پہلے تو اُس کے پاس ایک روغنِ ''نفت'' تھا، ایک اُوپر سے لشکروں سے گرانے والا تیل تھا، ایک آدھ چھوٹی موٹی توپ و بارود کے سوکھے دھماکے اس نے بنائے ہوئے تھے، ایک ریڑھا تھا، ایک جنگلہ تھا، گھوڑے چل رہے تھے، تلواروں سے لڑائی ہو رہی تھی اور کہاں آج کے دن آپ ہائیڈروجن اور ایٹم کی تباہ کاریوں تک آ گئے ہو، Obviously these are fifty years انسان کا دماغ اتنی تیزی سے آگے بڑھا ہے کہ وہ اپنے balance کو اور اپنے مزاج کے عمل کو ساتھ نہیں دیکھ سکتا۔ میں اس کو ''اجتماعی شیزوفرینیا'' کہوں گا جو آج کے تمام انسانوں کو نصیب ہے، ظاہر ہے کہ انسان اس جدت، اس اختراعی ذہن کی بدولت اپنے آپ کو ''خدائے حقیقت'' سمجھتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ زمینی حقائق نے اُسے طاقت دے دی ہے کہ اب وہ باقی کائناتی مسائل بھی سلجھا سکتا ہے۔ مگر

؎ سنی حکایتِ ہستی تو درمیاں سے سنی

نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا کی خبر

خواتین وحضرات! آگے چلیں...... حضورِ گرامی مرتبت ﷺ کی حدیثِ مبارکہ ہے: ''زیادہ مت ہنسو، زیادہ ہنسنے سے روح مردہ ہو جاتی ہے''۔ یہ مذہبی نکتہ نہیں ہے۔ غور کرو! اس شخص کی insight پر، اُس عالمِ فطرت کی insight پر کہ بے حد روشنیوں کے فشار میں بھی آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں۔ اگر بے حدوحساب روشنی آنکھ میں پڑے تو آنکھ اندھی ہو جاتی ہے۔ وہ شخص، جس کی ہمیشہ آج کے دور میں، anxiety میں، depression میں، ہر وقت، خوشی کی تلاش ہو، جو ہر وقت ہنسنے کی کوشش کر رہا ہو وہ جلدی depress ہو کے اپنی زندگی کو خیر آباد کہہ دیتا ہے اسلئے کہ زندگی ہنسنا نہیں، زندگی سمجھنا بھی ہے۔ ہماری priorities ناقص ہیں۔ وہ جو پُرامن لوگوں کی، سکون پرستوں کی priorities ہیں وہ بڑی different ہوتی ہیں۔ اسی لئے

One of the mistakes of human generation today to give more importance to lesser priorities and the less importance to the top priority.

سب سے بڑا نقص جو زمانہ حاضر کی، سب سے آگے بڑھتی ہوئی، تیزی سے فنا ہوتی ہوئی عقل کو درپیش ہے کہ وہ اپنی priorities کے تعین میں ناقص ہے۔ جب تک آپ کم از کم اپنے سے بڑے ذہین وفطین اور دانشور لوگوں کو، وہ جن کو خداوندِ کریم نے عقل ومعرفت عطا کی اور جن میں سب سے بڑی حیثیت محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ اگر آپ اُن کی ذہانت سے استفادہ نہ کرو گے، اگر آپ اُن کی دانش سے استفادہ نہیں کرو گے تو آپ نبی پاک ﷺ کی حقیقی محبت تک نہیں پہنچ سکتے۔ آپ ﷺ کی عقیدت ومحبت میں نعت سنا دینا اور بات ہے۔

If you really want to be peaceful, if you really want to be a true intellectual.

اگر آپ اپنی ذہانت کے شر سے بچنا چاہتے ہو تو یاد رکھنا کہ رسولِ اکرم ﷺ ایک دعا مانگا کرتے تھے۔ کسی آدمی کا status اُس کی زبان سے ہی نکلتا ہے...... شیخ سعدیؒ نے ایک دفعہ

کہا تھا کہ

؎ تا مرد سخن نہ گفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد

(جب تک مرد بات نہیں کرتا اُس کے عیب و ہنر چھپے رہتے ہیں۔)

اِدھر منہ سے بات نکلی اُدھر ساری صفات ہوا ہو گئیں۔ وہ ساری شخصیت، وہ تھری پیس، وہ وجاہت، وہ بڑی بڑی مونچھیں، وہ خوبصورت غلافی آنکھیں، جاہلیت میں ڈوب جاتی ہیں۔ ایک مجلس ہو رہی تھی تو اس میں دیکھا گیا کہ ایک بڑا ہی خوبصورت انسان آیا۔ ماشاء اللہ! صنفِ نازک بھی تھیں۔ مرد رشک میں چلے گئے، خواتین آرزو میں چلی گئیں، جدھر سے گزرتا زمین خالی ہو جاتی، اس انداز سے اُٹھا اور اس انداز سے بیٹھا...... تمام لوگ اس آرزو میں تھے کہ یہ کیا حسین شخصیت والا...... انسان ہے، اُسکو بڑے غور سے دیکھا جا رہا تھا۔ ناگہاں، اُسی ٹیبل پر سویٹ ڈش آ گئی۔ جب سویٹ ڈش آئی تو ایک دم وہ الوؤں کی طرح چیخا۔ ”آہا! میری پسند آ گئی“ تو دیکھتے ہی دیکھتے وہ سارا محل متانت اور سنجیدگی کا نیچے آن گرا۔

And people thought even such a handsome man could be a big duffer.

گفتگو سے ہی شخصیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ذرا رسولِ اکرم ﷺ کی دو دعائیں سن کر بتانا کہ اُس انسان کا کیا calibre ہے جو یہ دعا مانگ رہا ہے:

”اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِی صَبُوْرًا“

(اے اللہ! مجھے صبر عطا فرما)

”وَّاجعَلنِی شَکُوْرًا“

(اے اللہ! مجھے ہمیشہ شکر کرنے والا بنا)

”وَّاجعَلنِی فِی عَینِی صَغِیرًا وَّفِی اَعیُنِ النَّاسِ کَبِیرًا“

(اے پروردگارِ عالم! مجھے میری نگاہ میں ہمیشہ چھوٹا رکھ اور لوگوں کی نگاہ میں بڑا کر دے۔)

ملاحظہ فرمایئے، یہ آپ کے رسول ﷺ کی دعا ہے جس کے بارے میں confirmed ہے کہ زمین و آسمان میں اُس سے بڑا انسان کوئی نہیں۔ کہا قرآنِ حکیم نے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" عالمین کا ترجمہ ڈکشنری میں universe ہے، کائنات ہے، دنیا ہے، جہان ہے۔ اور فرمایا: وَكَتَبَ عَلَى نَفْسِهِ رَحْمَةً" (میں نے اپنے اوپر رحمت کو ترجیح دی ہے) میری تمام صفات پر میری رحمت غالب آ گئی ہے اور تمام رحمتِ کائنات سمیٹ کر محمد ﷺ میں رکھ دی: "وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ" اُدھر بھی "عالمین" ہے، اِدھر بھی "عالمین" ہے۔ وہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" ہے اور یہ "وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ" ہے۔ جہاں جہاں عالمین کا وجود ہے وہاں "رحمت اللعالمین" کی رحمت کا وجود ہے۔

خواتین و حضرات! No body can imagine the respect of that person in the eyes of God. کسی کے تصور سے بالا ہے کہ "محمد رسول اللہ ﷺ" کا کیا مقام ہو سکتا ہے، کسی کے بھی تصور سے بالا ہے۔ کچھ معترض بھی ہیں، بھلا مغرب کو کیا خبر:

؎ چہ داند بوزنہ لذاتِ ادرک
(بھئی بندر کو ادرک کی لذت کا کیا پتہ)

اُن کو کیا پتہ محمد ﷺ کون ہیں؟ بڑی مدت ہوئی، ایک پادری تھا، بہت پڑھا لکھا، دانشور، French پادری تھا، اُس کا نام "لامنس" تھا۔ اُس نے مسلمانوں پر ایک بڑی مصدقہ کتاب لکھی، بڑی تحقیق کی، ذرا غور کیجیے گا، آپ کو فوراً ہی اُس کی تحقیق سمجھ میں آ جائے گی۔ اُس تحقیق میں لکھا ہے کہ The Muslims worship a God whose name is Mohet. فرانسیسی تھا، محمد ﷺ بھی نہیں صحیح طرح پڑھ سکا کہ جملہ مسلمان ایک دیوتا کی پرستش کرتے ہیں جس کا نام مہیت ہے۔ "تاریخ عروج و زوالِ روم" کا مصنف......Edward Gibbon متعصب ہے، کہیں کہیں دیانتِ تاریخ اس میں موجود ہے۔ "عروج و زوالِ روم" کو ختم کرتے ہوئے مسلمانوں کے ہاتھوں Eastern Roman Empires کی تباہی کا ذکر کرتا ہے۔ "اجنادین" کے معرکوں کا ذکر کرتا ہے۔ "انطاکیہ" اور "یرموک" کے معرکوں کا ذکر کرتا ہے۔ بڑی

قوم کا، چھوٹی قوم کے ہاتھوں زوال کا ذکر کرتا ہے۔ آخر میں پہنچتا ہے، محمد رسول اللہ ﷺ پر رائے دیتا ہے، کچھ اپنے تعصبات کی باتیں کرتا ہے، کچھ اُن کی خوبیوں کی باتیں کرتا ہے اور آخر میں ایک جملہ لکھتا ہے۔

I can't make a decision whether to call him a prophet or an impostor.

وہ کہتا ہے کہ یہ خوبیاں ہیں، یہ خامیاں ہیں مگر میں فیصلہ نہیں کر پایا کہ اُسے پیغمبر کہوں یا جھوٹا۔ یہ اس کا اندازِ تعریف تھا مگر بعد میں آنے والے کیا کہتے ہیں......؟ جب تعلیم بڑھی، معلومات بڑھیں، ''کارلائل'' نے اپنی کتاب Heroes and Heroworship مرتب کی تو اُس کے سامنے سب پیغمبر تھے، موسیٰؑ اور عمرانؑ بھی تھے، عیسیٰؑ بھی تھے، ابراہیمؑ بھی تھے، داؤدؑ بھی تھے، اُس نے کسی کو نہیں چنا۔ اُس نے کہا کہ جس انسان نے علم میں، معرفت میں، دانش میں، عقل میں، کردار میں، اخلاق میں اگر سب سے زیادہ دنیا کو متاثر کیا ہے اور اگر کوئی شخص deserve کرتا ہے انسان کا hero ہونا تو وہ ''محمد رسول اللہ'' ﷺ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ:

؎ خوشبو آنست کہ خود بوید نہ کہ عطار بگوید

خوشبو تو وہی جو اپنی شہادت آپ دیتی ہے۔ عطار جتنی مرضی تعریف کرتا رہے اُس کے کہے سے خوشبو، خوشبو نہیں ہو جاتی، خوشبو تو وہی ہے جو خود پکارتی ہے کہ میں کیا ہوں، نہ کہ ''عطار بگوید'' عطار کے کہنے سے خوشبو نہیں بنتی۔ یہ وہ خوشبو ہے جو غیر کی زبان سے نکلتی ہے۔ ابھی کل کی بات ہے، ایک سو تاریخ ساز انسانوں کا فیصلہ کرنے دو انگریز بھائی بیٹھے۔ انہوں نے تاریخ مرتب کی: Hundred Great Men بہت سوچا ہوگا، بڑا غور کیا ہوگا، کئی نظریات سامنے ہونگے مگر جب کتاب بن چکی۔ آخر میں آئے تو سب سے پہلا عظیم ترین انسان ان کے بقول جس نے تاریخِ انسان کو متاثر کیا، ''محمد رسول اللہ ﷺ'' تھے۔ آپ یقین جانیے کہ ان کی تعریف کی رسول اللہ ﷺ کو ضرورت نہیں۔ آپ یقین جانیے کہ آپ کی تعریف کی بھی رسول اللہ ﷺ کو ضرورت نہیں۔ خدا نے اپنے بندے کو جو مقام دے دیا وہ اتنا بلند ہے، اتنا عظیم ہے کہ زمین و آسمان مل کر بھی اُس کی کسرِ شان نہیں کر سکتے۔ اسلئے اُن کو آپ سے غرض نہیں۔ ہاں اُن کی محبت آپ کے ساتھ قائم ہے۔

ابھی تک تو آپ نے یہ سوچا ہوگا کہ یہ کل کی باتیں ہیں مگر کچھ باتیں آگے کی بھی ہیں۔

حیران کن علم ہے۔ دانشوری سمجھ میں نہیں آتی مگر اس دانشوری کی وجہ وہی ہے کہ استاد نے چاہا کہ جو علم میرے شاگرد کو حاصل ہو اُس میں کوئی مَیل نہ ہو، اُس میں کوئی اور استاد شامل نہ ہو اور ایسی information کسی کے پاس نہ ہو۔ قرآنِ حکیم میں اللہ نے فرمایا:

"اَللّٰہُ الَّذِی خَلَقَ سَبعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الاَرضِ مِثلَھُنَّ"

(اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان تخلیق کیے اور اس جیسی سات زمینیں)

"یَتَنَزَّلُ الاَمرُ بَینَھُنَّ"(الطلاق: ۱۲)

(اور ان تمام زمینوں میں اللہ کا حکم اترتا ہے)

خواتین وحضرات! Basically you are science students. It means there are seven life belts. مگر ہماری universe میں تو ایک ہے اور خدا فرما رہا ہے کہ میں نے تمہاری کائنات جیسی سات کائناتیں پیدا کی ہیں اور تمام کائناتوں میں ایک ایک دنیا ہے اور یہ خالی نہیں ہیں۔ There is no need to be the narcissist human beings on this earth. تم اس بات پر نازاں نہ ہونا کہ صرف ہم ہی انسان ہیں۔ آپ جیسی سات بستیاں اور ہیں۔ چھوٹی چھوٹی سات بستیاں، سات دنیائیں، life belts اور بھی ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان life belts میں زندگی ہے کہ نہیں۔ مفکرین اور سائنسدانوں کے افکار کے مطابق ابھی تک human life سے مشابہ زندگی ان کو اپنی کائنات میں نظر نہیں آئی۔ یہ یاد رکھیئے۔

مگر They have an option but they are not sure about it. پندرہ سو برس پہلے spiritual سائنسدان بڑا sure ہے، "محمد رسول اللہ" ﷺ بڑے sure ہیں۔ ہنگامہ یہ ہوا خواتین وحضرات! کہ اللہ نے جنت کا عرض دے دیا۔ قرآن میں جنت کا عرض دے دیا۔ یہ عرض وہ نہیں تھا جو مولوی بتا رہے تھے، جو علمائے اسلام بتا رہے تھے۔ یہ عرض عجیب و غریب تھا۔ اللہ نے چوڑائی دی قرآنِ حکیم میں اور فرمایا، اس سے پہلے یاد رکھئے گا کہ ابھی ایک دور ترین ستارہ جو آنکھ سے نظر آیا ہے وہ پندرہ بلین light years کے فاصلے پر ہے۔ یہ نہیں پتہ کہ یہ کائنات اوّل کی دہلیز ہے، یہ نہیں پتہ کہ یہ کائناتِ اوّل کا انجام ہے۔ ابھی trillion years اور بھی نظر آ رہے ہیں۔ زمان ومکاں کے پیمانے سکڑ رہے ہیں۔ ہمارا اندازہ ختم ہو رہا ہے کہ یہ کائنات کتنی بڑی ہو سکتی ہے کیونکہ ابھی ایک border جو قریب ترین نظر آیا ہے، وہ ستارہ

جونظرآرہاہےکم سےکم پندرہ Billion light years پرہے۔یہ ہےایک universe کی ابتداء......اسکے پیچھے سات اور کائناتیں ہیں،اسکے پیچھے جنت ہے۔

خواتین وحضرات! قرآنِ حکیم میں اللہ نے حدود اربعہ دیا،کہا:

"اَرضُهَا السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ"

میں تمہیں اس جنت میں داخل کروں گا جس کی چوڑائی ساتوں آسمانوں اور زمینوں کی لمبائی سے بھی بڑی ہے۔ This is such a big hugeness, unimaginable hugeness. ہے۔جنت کیا ہے؟ کتنی بڑی ہے؟ اُس کا معمولی سا اندازہ ہمیں اپنی کائنات کے ابتدائی پیمانوں سے ملتا ہے۔کسی نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا،اب ذرا تفصیل سنیے، حیران کن تفصیل ہے: دو احادیث آپکے پیغمبر کی آپ کو سناتا ہوں۔ یہ Intellectuall احادیث نہیں ہیں، یہ دنیا کے اُس علوِ مرتبت پیغمبر کی باتیں ہیں کہ اس جیسا ذہن کبھی کوئی پیدا نہیں ہوا۔نہ اس جیسی تعلیم کبھی پائی گئی۔فرمایا: جب لوگ جنت میں داخل کردیئے جائیں گے،تو جنت میں ابھی بہت جگہ ہوگی......آخراتنی بڑی Galaxial life جو اتنے billion اور trillion years کے فاصلوں پر ہے وہ کتنی بڑی ہوگی جبکہ اس چھوٹی سی galaxy میں دو ارب سورج تو ہمیں نظر آرہے ہیں تو فرمایا،مسلم کی حدیث ہے، بخاری کی ہے، متفق علیہ ہے، بغیر کسی شبے کے ہے۔جب لوگوں کو کوئی حدیث نہیں سمجھ میں آتی تو وہ فوراً کہہ دیتے ہیں کہ کمزور ہے۔اتفاق سے یہ کمزور حدیث ہے......فرمایا:"لوگ جب جنت میں داخل کردیئے جائیں گےتو جنت میں پھر بھی جگہ بچے گی، پھر اللہ نئے لوگ پیدا کرے گا،نئی دنیا ہوگی، پھر نئے سرے سے اُن کے حساب کتاب ہونگے"۔ خواتین وحضرات! اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ساتوں زمینوں کا Sequence singular نہیں ہے،اگر میں آج کی اس کائنات کو calculate کروں اور اپنی دنیا کی عمر کا اندازہ کروں تو ہماری دنیا تیسری دنیا ہے۔اس سے پہلے لوگ جنت میں جاچکے ہیں اور ہمارے بعد بھی لوگ جنت میں جائیں گے یا معاذاللہ، استغفراللہ میں کہنا نہیں چاہتا ہوں دوسری side بھی ہے مگر آپ ادھر نہ ہی جاؤ تو بہتر ہے۔ان ساری جگہوں میں آپ غور کیجئے کہ یہ متواتر ایک سلسلہ کائنات ہے کہ ساتوں universes میں، ساتوں زمینوں میں، یہ plantations ہیں۔یہ small plantations ہیں۔

"مُستَقَرٌ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِینٍ"

افسوس کی بات یہ ہے کہ اللہ کا جو انتخاب ہے وہ اتنا محدود ہو جاتا ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ کب تک یہ wastage چلائے گا؟ wastage ہی wastage ہے...... اتنی بے پناہ wastage خدا قبول کرتا ہے، seculars کی wastage قبول کرتا ہے، denial کی کرتا ہے، ظالم اور ناشکرے کی کرتا ہے۔ جیسے اُس نے قرآن میں کہا: ''ایک پتھر ہلکا پھلکا اگر پھینک دوں تو تُم چکنا چور ہو جاؤ'' ایک asteroid، اُس کا چھوٹا سا پتھر بھی کم از کم سو میل لمبا، سو میل چوڑا تو ہوگا نا...... اللہ کا پتھر ہے، اگر وہ سورج کو چراغ کہتا ہے اور آسمانوں کو وہ کہتا ہے کہ میں نے چراغوں سے سجایا ہے تو کم از کم اُس کا پتھر بھی تو اتنا ہی بڑا ہونا چاہیے جتنا سورج کا چراغ ہے...... اور ایک پتھر اگر وہ آپ پر پھینک دے تو زمین چکنا چور ہو جائے اور سارے اعتراضات اُس پتھر کے نیچے دفن ہو جائیں مگر اُس کا بڑا عجیب و غریب standard ہے۔ پوچھا گیا: ''یارسول اللہ ﷺ! قیامت کب آئے گی؟'' یعنی دراصل پوچھا گیا کہ اللہ کب تک یہ ''جناتِ ارضی'' برداشت کرے گا، کب تک یہ بُش اور بلئیر کی حماقتیں برداشت کرے گا، کب تک، یہ خناس جو زمین پر پیدا ہو گئے ہیں جو اپنے آپ کو خلاقِ زمین کہتے ہیں، جو بڑے بڑے حساب و کتاب لگا کر ڈیزائن تیار کر کے دنیا کے نقشے بنا رہے ہیں ان کو برداشت کرے گا، وہ جو مذہب کو فرسودگی کہتے ہیں۔ کوئی شک نہیں ہے کہ مذہب اُسوقت فرسودہ ہو جاتا ہے جب کم عقل اُس کی پیروی کرتا ہے اور کم عقل اُس کی تشریح کرتا ہے، اس وقت وہ یقیناً فرسودہ ہو جاتا ہے۔ آخر اس کا ایک intellectual level ہے۔ خواتین و حضرات! قرآن ایک intellectual level کا ہے۔ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ اگر M.Sc کی کتاب پانچویں کے بچے کو دے دو گے تو کیا حشر ہوگا اُس کا...... اگر قرآن کو آپ اس مولوی کے ہاتھ پکڑا دو گے تو یہی حشر ہوگا نا جو آج ہو رہا ہے...... مگر یہ حق تو تمہارا تھا...... یہ حق تو ہر اس ذہین طالب علم کا تھا جو دعویٰ رکھتا ہے کہ میں Higher classical pattern کے تمام scientific اسباق سمجھ سکتا ہوں۔ اگر آپ اتنی مشکل باتیں سمجھ سکتے ہو، اگر anatomy اور nervous system سمجھ سکتے ہو تو قرآن کے مضامین پر بھی تو غور و فکر کر سکتے ہو۔ یہ اس عالم اور مولوی کا کام نہیں تھا جس کا عقلی معیار فرائض سے آگے نہیں جاتا مگر اس نے قرآن کی تفسیر شروع کر دی۔ اس کو اس نے غور و فکر کی سطح سے نہیں سوچا۔ اس نے اس کو معمولی کام سمجھا کہ چلو اِدھر بھی try کرلوں! یہ جو کہتے ہیں علمیت کا ایک اِدھر بھی سمندر ہے، اس کو بھی try کرلوں مگر جو بات رسولِ اکرم ﷺ میں ہے کسی میں

نہیں۔

میں آپ کو وہ دُعا سنا رہا تھا کہ ایسی علمیت تو کسی شخص میں نہیں:

"اَللّٰھُمَّ اجعَلنِی صَبُورًا وَّاجعَلنِی شَکُورًا وَّاجعَلنِی فِی عَینِی صَغِیرًا وَفِی اَعیُنِ النَّاسِ کَبِیرًا"

"رحمت اللعالمین" یہ دُعا مانگ رہے ہیں کہ مجھے لوگوں کی نگاہوں میں ضرور عزت بخش دے مگر مجھے میری نگاہوں میں ہمیشہ چھوٹا رکھ۔ خواتین و حضرات! کتنی depth ہے، اس بات میں..... غرور سے کتنا دور تھے۔ "رحمت اللعالمین" ہیں، کسی نے پوچھا: "یارسول اللہ ﷺ! لوگ جنت میں کیسے داخل کیے جائیں گے؟ فرمایا: "اللہ کی رحمت کے ساتھ"۔ پوچھا: "یارسول اللہ ﷺ! اور آپ؟" فرمایا: "میں بھی اُس کی رحمت سے داخل کیا جاؤنگا"۔ کیا انکساری ہے!!! میں نے زمین پر آج تک کوئی انسان ایسا نہیں دیکھا کہ اتنا منکسر المزاج ہو جس نے اپنی حیثیت کو اتنا مٹا کے رکھا ہو، جو کائنات کی سب سے بڑی protocol کی شخصیت ہے وہ اپنے آپ کو اتنا مٹا کے رکھتی ہے۔ ادھر دو شعر لکھنے آ جائیں تو سر آسمان سے جا لگتا ہے۔ ایک اختیار تھوڑا سا بڑھ جائے، D.M اور .M.D ہو جائیں تو ہم پاگل ہو جاتے ہیں، اُدھر ساری کائنات کا بڑا executive یہ کہہ رہا ہے کہ میں بھی اللہ کی رحمت کے بغیر نہیں جا سکتا۔ دُعا مانگ رہا ہے کہ میرے مالک! مجھے میری نگاہ میں ہمیشہ چھوٹا رکھ۔ کیا یہ چیز followable نہیں ہے؟ کیا یہ اسباق بھی آپ کسی مغربی scholar سے جا کر لو گے؟ کیا یہ دانشواری بھی آپ کسی اور سے لو گے؟

پوچھا گیا: "یارسول اللہ ﷺ! اگر اللہ کی جنت اتنی بڑی ہے جتنی آپ بتا رہے ہو تو دوزخ کہاں پر ہے؟" سوال بڑا genuine تھا کہ آخر اتنی وسعتِ افلاک......! اگر جنت کی چوڑائی زمین و آسمان کی لمبائی کے برابر ہے تو پھر یہ دوزخ کہاں ہو گی۔ جنت ہی جنت ہو گی تو دوزخ کہاں ہو گی۔ ایک بڑا عجیب سا جواب دیا یارسول ﷺ نے، فرمایا: "جب دن طلوع ہوتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے؟" تو آپ بھی اس پہیلی کو بوجھیے۔ فرمایا: "جب دن طلوع ہوتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے"۔ خواتین و حضرات! جواب سوال کے مطابق نہیں ہے۔ سوال جگہ پر ہے، جواب کیفیت پر ہے مگر جواب بہت ہی پیچیدہ اور مناسب ہے کہ دن اور رات ایک ہی جگہ پر ہوتے ہیں، ایک ہی زمین پر ہوتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کا مطلب یہ ہے کہ جدھر جدھر

جمالِ یزداں ہے، جدھر جدھر آفتابِ حقیقت ہے، اُدھر جنت ہے اور جو جگہ اللہ کی نظر سے اوجھل ہو گی وہ دوزخ ہے۔ وہی زمین ہے، ایک ہی زمین ہے جنت کی بھی اور دوزخ کی بھی......ایک crust ہے، ایک core ہے۔ ایک بلندی ہے، ایک پستی ہے جدھر اللہ کا چہرہ ہے، اُدھر جنت ہے، جدھر اُسکا رُخ نہیں ہے، وہ دوزخ ہے اور دوزخ کی سب سے بڑی حقیقت اللہ کے دیدار سے محرومی ہے۔

خواتین و حضرات! میں آپ کو انسانی رویوں پر کچھ خوبصورت باتیں رسول ﷺ کی quote کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت خزیمہؓ کی حدیث ہے، بڑی خوبصورت حدیث ہے اور آپ اپنے طرزِ عمل میں اور سلوک میں اسے یاد رکھئے گا۔ خزیمہؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: ''آدمی کو اتنا ہی گناہ کافی ہوتا ہے کہ جس آدمی کو خرچ دیتا ہے، اُس کا خرچ بند کر دے''۔ یہ باتیں اگر ذہن سے سوچیں تو عجیب و غریب باتیں ہیں جو رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ آدمی کو اتنا ہی گناہ کافی ہے کہ اگر وہ کسی کو خرچ دیتا تھا، کسی کو support کرتا تھا تو اُس کا خرچ بند کر دے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ پر الزام لگانے والوں میں حضرت اثاثہ بن مسطحؓ بھی تھے۔ جب وہ ام المومنینؓ پر الزام لگانے والوں میں شریک ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ رسول اکرم ﷺ کے پاس گئے، فرمایا: ''یارسول اللہ ﷺ! میں مسطحؓ کی کچھ مالی مدد کیا کرتا تھا۔ اب اُس نے میری بیٹی پر اور آپ ﷺ کی زوجہ کو ایسے الزام لگائے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ اُسکی مدد بند کر دوں۔ فرمایا: ''صدیق! ایسے نہ کر، مدد کرتا رہ''۔ پھر صدیق اکبرؓ نے فرمایا: یارسول اللہ ﷺ! میں مدد کرتا رہوں گا''۔ اگر آپ کسی کو اُس کی genuine وجہ سے support کر رہے ہو تو یہ نہیں کہ اُس نے آپ کا شکریہ ادا نہیں کیا تو چھوڑ دو۔ یہ نہیں کہ اگر آپ اُس سے ناراض ہوئے تو چھوڑ دو۔ اگر آپ genuinly کوئی نیکی کسی کے ساتھ اُس کی وجہ سے کر رہے ہو تو پھر لازم ہے کہ آپ اُس نیکی کو جاری رکھو اور فرمایا کہ آدمی کا اتنا ہی گناہ کافی ہے اور اللہ کی ناراضگی کا یہی باعث کافی ہے کہ اگر آپ کسی کو مدد دے رہے تھے تو پھر وہ مدد چھوڑ دو، اتنی ہی خطا کافی ہے۔

خواتین و حضرات! خرچ کی تو آپ نے بہت باتیں سنیں، بہت سارے لوگ گھروں میں خرچ کرتے ہیں۔ کوئی گھروں میں نہیں خرچ کرتا، کوئی بڑا دعویٰ کرتا ہے، کہ میں باہر بڑا خرچ کرتا ہوں، تنظیموں کو بڑا دیتا ہے۔ بیگم صاحبہ فرماتی ہیں، ہمیں '' کچھ نہیں ملتا، جماعت کو مل جاتا ہے، فلاں کو مل جاتا ہے، اِدھر مل جاتا ہے، اُدھر مل جاتا ہے''۔ تھوڑی سی نصیحت، خواتین و حضرات!

آپ دونوں کیلئے......ابو ہریرہؓ کی حدیث ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا کہ "ایک دینار وہ ہے جو تو اللہ کی راہ میں دیتا ہے"......ایک دینار ہے جو آپ اللہ کی راہ میں دیتے ہو، ایک دینار ہے جو کسی غلام کی آزادی کیلئے دیتے ہو، چلو آج غلام نہ سہی کسی مزدور کی آزادی کیلئے دیتے ہو، ایک دینار کسی مسکین کو دے دیتے ہو، یہ سب بڑے اچھے کام ہیں، صدقات ہیں، ان کو صدقات کہتے ہیں۔ یہ بڑے اچھے کام ہیں مگر ایک دینار وہ ہے جو آپ اپنے گھر پر بچوں پر خرچتے ہو، فرمایا: "ثواب میں یہ سب سے بہتر اور سب سے افضل ہے"۔ یہ اُن تمام لوگوں کے لیے نصیحت ہے جو بیرونی خیرات کو گھر والوں کو بھوکا مار کے کرتے ہیں۔ خواتین وحضرات! رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ دینار جو گھر پر خرچتے ہو صدقے میں سب سے افضل ہے، جب یہ حدیث آئی ذرا ایک اور بات توجہ سے سنیے، یہ خاص طور پر خواتین کیلئے ہے کہ کل کو آپ نے ذمہ دار زندگیاں گزارنی ہیں۔ حضرت عبداللہؓ کی بیگم حضرت زینبؓ رسول اکرم ﷺ کے پاس آئیں۔ فرمایا: "یارسول اللہ ﷺ! میرا خاوند تو کچھ نہیں کرتا اور میں صاحبِ مال ہوں اگر آپ اجازت دو تو کیا میں اُسکو صدقہ دے سکتی ہوں۔" حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ کو صدقے کا دو درجہ ثواب ملے گا۔ ایک تو قرابت داری کا ثواب ہے اور ایک وہ جو تو نے مال اللہ کی راہ میں دیا، اس کا بھی ثواب ہے، اگر فرض کرو خواتین وحضرات کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کی یہ باتیں مانتے ہوں اور تسلیم کرتے ہوں اور گھروں میں ایسے ہی صدقات دینے شروع ہو جائیں تو کیا بہت سے فساد ختم نہ ہو جائیں۔ اگر بیوی اپنے زائد مال سے خاوند کو صدقہ دینا شروع کر دے اور خاوند خیرات کرنے سے پہلے اپنی بیوی اور بچوں کا خیال کریں تو کیا بہت سارے مسائل ہماری society کے ختم نہ ہو جائیں؟

ایک بڑی دلچسپ بات ہے: حضرت ابوذرؓ تو مال کے کچے ہی رہتے تھے، بھوکے ننگے ہی رہتے تھے، درویش تھے، یہ اسلام کے پہلے communist ہیں کہ جو مال بھی نہیں رکھتے تھے اور ownership کے خلاف بھی تھے تو حضور گرامی مرتبت ﷺ سے روایت کی "ابوالاسود عینی" نے، ابوذر سے روایت کی، فرمایا: "یہ مال والے تو ہم سے بازی لے گئے۔ وہ بھی نماز پڑھتے ہیں، ہم بھی نماز پڑھتے ہیں، وہ روزے رکھتے ہیں، ہم بھی روزے رکھتے ہیں مگر یا رسول اللہ! اُن کے پاس مال بڑا ہے۔ وہ صدقات دیتے ہیں۔ وہ تو ہم سے بازی لے گئے، ہم تو پیچھے رہ گئے"۔ یعنی تاسف سے عرض کیا: کہ ہم اُن کا مقابلہ کیسے کریں۔ امیر و رئیس تو ہم سے بازی لے گئے۔ فرمایا: "نادار کیلئے اسبابِ صدقات ہیں۔ وہ نادار جن کے پاس کچھ بھی نہیں اُن کے بھی

اسبابِ صدقات ہیں۔ ہر ''تسبیح'' صدقہ ہے، ہر ''تکبیر'' صدقہ ہے، اگر ایک دفعہ بھی ''اللہ اکبر'' کہہ دو گے تو آپ کے صدقات ہیں، ہر ''تہلیل'' صدقہ ہے، اللہ کی کوئی تعریف کردو گے تو آپ کا صدقہ ہوجائے گا۔ ہر مرتبہ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ'' کہہ دینا صدقہ ہے۔ اچھی بات کہہ دینا صدقہ ہے۔ بُری بات کی فہمائش کردینا صدقہ ہے۔ فرمایا: ''اگر خدا پر یقین ہے تو ہر آدمی کو خدا سے ملنا ہوگا''۔ اگر خدا کو آپ مفروضہ نہیں سمجھتے، اگر آدمی نے اُسکو Alien power کی طرح تصوراتی خاکہ قرار دے کر اپنی دنیا سے باہر نہیں رکھا ہوا، اگر اس کے وجودِ حقیقی کا تصور آدمی کے دل و دماغ پر ہے، تو وہ خدا کے حضور جائے گا۔ فرمایا: ''اپنے دائیں دیکھے گا۔ اُس کو کم تر اعمال کے سوا کچھ نظر نہیں آئیگا۔ تاریک و کمتر اعمال ...... اپنے بائیں دیکھے گا، اُسکو کمتر اور تاریک اعمال کے سوا کچھ نہیں نظر آئیگا۔ اپنے سامنے دیکھے گا تو اُسکو بھڑکتے ہوئے آگ کے شعلوں کے سوا کچھ نظر نہیں آئیگا''۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''دیکھو! یہ تمہارے ساتھ ہونے والا ہے اور اسکا علاج ...... ایک کھجور ہی دے دو صدقے میں''۔ اگر کچھ نہ ہوسکے تو ایک کھجور دے دو! اگر اور کچھ نہیں تو ایک اچھی بات کہہ دو۔ یہی تمہارا صدقہ ہے اور صدقات ہی تمہیں آگ سے پناہ دیں گے۔

خواتین و حضرات! کبھی کبھی لوگ سوال کرتے ہیں رسولِ اکرم ﷺ سے بھی کرتے تھے کہ خیرات کس کو دیں، بعض تو باقاعدہ جھاڑ دیتے ہیں مانگنے والوں کو...... چل بھئی! تُو جوان ہے، کام کر، تُو بڈھا ہے، مر کیوں نہیں جاتا...... مگر ایسے بھی سائل آجاتے ہیں ...... رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: جو کسی خراب عورت کو صدقہ دے، بعد میں اُسے پتہ چلے کہ مجھ سے غلطی ہوگئی، میں نے تو ایک بدترین، بدقماش عورت کو صدقہ دے دیا، ایک شخص ہے جو غلطی سے کسی چور کو صدقہ دے جاتا ہے، خیرات کر دیتا ہے تو حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ اگر ایسا ہو جائے کہ کوئی شخص کسی مالدار کو صدقہ دے دے اور وہ اس تأسف کا شکار ہو جاتا ہے کہ یہ میں نے کیا کیا۔ میں نے نیکی بھی کی تو کنویں میں ڈال دی، دریا میں ڈال دی، یہ میں نے کیا کیا؟ تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر صدقے کے پیچھے حکمت ہے، شاید تم نے جس بُری عورت کو صدقہ دیا وہ اس سے اپنی گذشتہ ایک رات کا معاوضہ پورا کرلے اور شاید وہ اس برائی کا ارتکاب نہ کرے۔ تم نے جس مالدار کو صدقہ دیا شاید اُس کے دل میں تحریک پیدا ہو کہ لوگ مجھ جیسے مالدار کو صدقہ دیتے ہیں، میں بھی کسی کو صدقہ دوں۔ جس چور کو صدقہ دیا، شاید وہ کہے کہ آج کی رات کی مزدوری تو ہوگئی، اب دو تین دن کے بعد چوری کرونگا اور پھر اُس کے ہاتھ سے کئی

لوگ بچ جائیں''۔ تو صدقہ اچھے، بُرے ہر حال میں آپکی پناہ بن جائے گا۔

اب حضور ﷺ کے اخلاق کی کچھ باتیں...... یہ اتنا بے پناہ سمندر ہے کہ سمیٹا نہیں جاسکتا۔ ایک لاکھ بتیس ہزار احادیث بخاریؒ نے جمع کیں۔ یہ سب افعالِ پیغمبر ہی تو ہیں۔ ایک ایک بات اتنی خوبصورت کہ سمیٹی نہیں جاسکتی۔ ہر بات میں حُسن ہے، ادا ہے، ہر بات میں ایک اعلیٰ ترین ذہانت ہے کہ کبھی رسولِ اکرم ﷺ کو عذر بھی کرنا پڑا تو سچ ہی کہا۔ ایک چشمے کے قریب کھڑے تھے کہ دشمن سراغ لگاتا ہوا آ گیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا پتہ لینا تھا۔ انہوں نے کہا کہ بھائی! ادھر سے کوئی لشکر گذرا ہے؟ کہا: ہاں، تو پوچھا، تم کون ہو؟ آپ ﷺ چشمے کے پاس کھڑے تھے، کہنے لگے میں تو پانی بھرنے والا ہوں۔ آپ ﷺ بالکل چشمے کے پاس کھڑے تھے۔ اُسی چشمے پر...... اُسنے کہا: ''اچھا، اچھا پھر مجھے بھی پانی پلاؤ'' آپ ﷺ نے اُسے بھی پانی پلایا اور رخصت لی۔ لوگوں نے آپ ﷺ کی مثال دی ہے کہ اتنے خیرات کرنے والے تھے کہ انہوں نے ''نجران'' کی بنی ہوئی چادر اپنے بدن مبارک پر پہنی ہوئی تھی تو مانگنے والا ایک بدّو آیا۔ آپ کو پتہ ہے کہ مانگنے والے کیسے بدتمیز ہوتے ہیں۔ انہوں نے حضور ﷺ کی چادر کھینچی اور کہا کہ اے محمد ﷺ! دے مجھے اُس مال میں سے جو اللہ نے تجھے دیا ہے اور وہ چھوڑ ہی نہیں رہا تھا تو کھینچتے کھینچتے اتنے زور سے چادر کھینچی کہ اُسکے border کا نشان رسول اللہ ﷺ کی گردن پر پڑ گیا اور قریب تھا کہ وہ گر پڑتا مگر ایسے عالم میں حضور ﷺ مسکرائے اور کہا: ''کاش! انکو پتہ ہو کہ میں ان کے حق میں کتنا فیاض ہوں، کاش ان کو پتہ ہو کہ میں ان کے حق میں کتنا فیاض ہوں'' اور حکم دیا کہ اسے دیا جائے جو یہ مانگ رہا ہے۔

خواتین و حضرات! بڑی عجیب سی بات ہے، موازنہ ہے اُس پیغمبر کا...... وہ سچ کہہ رہے تھے، کہ اُمتی، اُمتی کہتے ہوئے رسول اللہ ﷺ رخصت ہوئے مگر حیرانی کی بات ہے کہ آخر ایک آدمی کتنا درد محسوس کر سکتا ہے۔ میں باپ ہوں، بیٹے کا محسوس کرونگا اگر میری زندگی میں پوتا پیدا ہوا تو اُس کا کروں گا، کوئی پڑپوتا ہوا تو اُس کا کروں گا...... مگر یہ کیا کہ آج سے پندرہ سو برس پہلے میرا رسول میرا درد محسوس کر رہا ہو، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ 'can we imagine' جب تک کہ یہ بات نہ ہو کہ میرے رسول ﷺ کا vision مجھ تک پہنچتا ہے، میرے رسول ﷺ کی رحمت مجھ تک پہنچتی ہے، تو میں imagine کر سکتا ہوں کہ پندرہ سو برس پہلے جب حضور ﷺ اصحاب محفل میں بیٹھے تھے تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، اصحاب خوفزدہ ہو گئے۔

انہوں نے خیال کیا کہ جناب سرکارِ رسالت مآب ﷺ کی آنکھوں میں یہ جو مقدس پانی اُترا ہے، یہ ہماری کسی گستاخی کی وجہ سے تو نہیں اترا، پریشان ہو گئے، پوچھا: ''یارسول اللہ ﷺ! کچھ ہم سے خطا ہوئی ہے، کچھ ہم سے غلطی ہوگئی ہے کہ آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے ہیں''۔ فرمایا: ''نہیں، میں ان مسلمانوں کا سوچ کے آزردہ ہو گیا ہوں جو تمہارے بہت دیر بعد آئیں گے۔ انہوں نے نہ مجھے سنا ہوگا، نہ انہوں نے مجھے دیکھا ہوگا مگر تمہاری طرح مجھ پر ایمان لائیں گے''۔ فرمایا: ''یارسول اللہ ﷺ! کیا ان کی ہماری طرح عادتیں ہونگی؟'' فرمایا: ''نہیں، ان کی کچھ عادتیں تمہاری طرح ہونگی اور کچھ ان کی اپنی ہوں گی۔''

فرمایا: اے بندگانِ خدا! اے میرے امتیو! تمہارا حال وہ ہے کہ ایک شخص نے آگ جلائی اور اس پر پتنگے جھومتے ہوئے چلے آ رہے ہیں، گرنے کو بے قرار ہیں اور میں دامن پکڑ پکڑ کر، کمریں پکڑ پکڑ کر تمہیں پیچھے کھینچ رہا ہوں اور تم ہو کہ کودنے کو پھرتے ہو، گرنے کو پھرتے ہو اور میرا یہ حال ہے کہ قیامت تک تمہیں کمروں سے کھینچ کھینچ کر پیچھے کر رہا ہوں تا کہ بچو اس اللہ کے نام پر، اس ذلت سے، اس ظلمت سے بچو اور خدا کے سائے میں آ جاؤ۔

خواتین و حضرات! یہ رجحانِ طبع ہے، یہ change ہے، جب رسولِ اکرم ﷺ معراج کی شب آسمان پر گئے تو پانچ سو نمازیں فرض ہوئیں۔ جوشِ محبت میں پانچ سو ہی لے کر آ گئے۔ حضرت موسیٰؑ سے ملاقات ہوئی، کہا: ''اے میرے بڑے بھائی! اگرچہ آپ بڑے پیغمبر ہو مگر آپ کو ابھی امتوں کا تجربہ نہیں ہے۔ آپ کی امت میں بڑے گل کھلنے ہیں۔ آپ پھر جاؤ اور کچھ کم کرالو''۔ حضور ﷺ کو خیال آیا، آسانی کیلئے دوبارہ گئے اور کافی مرتبہ جاتے رہے حتیٰ کہ اللہ نے پانچ کر دیں، جب پانچ کر دیں، واپس آئے تو موسیٰؑ نے کہا: ''یارسول اللہ! یہ بھی زیادہ ہیں اور کم کرائیے''۔ فرمایا: ''نہیں مجھے اب حجاب آتا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ میری اُمت پانچ نمازیں پڑھ لے گی''۔ یہ تو ہوا نماز کا معاملہ، یہاں تو اُمت کی سہولت مراد تھی مگر قیامت کے دن جب خدا کہے گا کہ ''اے رسول ﷺ ہم اپنا وعدہ نبھائیں گے۔ آپ جاؤ، اپنے لوگوں کو جہنم سے نکال لاؤ''۔ آپ گئے، نکال لائے، پھر تھوڑی دیر بعد خیال آیا، کہنے لگے: ''اے مالک! تو نے وعدہ نہیں کیا تھا؟'' کہا: ''ہاں ہم نے وعدہ کیا تھا۔ ہم تیرے چہرے پر آزردگی نہیں دیکھ سکتے۔ جاؤ اپنی اُمت کو نکال لاؤ۔'' پھر گئے، پھر نکال لائے، پھر خیال آیا، ابھی بھی کچھ لوگ باقی ہیں۔ پھر گئے، فرمایا: ''اے میرے پروردگار! کیا تُو نے وعدہ نہیں کیا تھا میرے ساتھ؟'' کہا: ''ہاں، کیا تھا۔

جاؤ، نکال لاؤ''۔نمازوں کیلئے بار بار جاتے ہوئے شرم آتی تھی مگراس مرتبہ نہیں آئی۔جب تک کہ اُمت کا کوئی ایک شخص بھی دوزخ میں رہا وہ بار بار جاتے ہیں اللہ کے پاس، اور کہتے ہیں: ''اے میرے پروردگار! اُمتی، اُمتی......ابھی بھی کچھ لوگ باقی ہیں''۔اب آخری مرتبہ جارہے ہیں۔ کہتے ہیں: ''اے میرے مالک وکریم! ابھی بھی میری اُمت کے لوگ باقی ہیں۔کیا آپ کا مجھ سے وعدہ نہیں تھا؟'' فرمایا: ''اے محمد ﷺ! ہم نے اپنا وعدہ پورا کردیا ہے۔ہم نے تیرے ایک ایک اُمتی کو جہنم سے نکال لیا ہے۔اب جو لوگ باقی ہیں، وہ تیری اُمت کی طرح لگتے ہیں، مگر یہ تیری امت میں نہیں تھے۔یہ وہ لوگ نہیں ہیں جو تجھے مانتے تھے اِن کے صرف نام مسلمانوں والے ہیں مگر یہ مسلمان نہیں تھے۔''

خواتین وحضرات! دیکھئے کتنی عجیب سی بات ہے! کیا آپ کو اسلام نے کسی قسم کی activity سے روکا ہے؟ کون کہتا ہے؟ کتنی غلط بات ہوگی کہ آپ ایک practical activity کو اسلام سے خارج کردو، یعنی سب سے پہلے اگر ہمیں سراغ ملتا ہے Medical services کا تو جنگِ بدر میں ملتا ہے۔ام المومنین عائشہ صدیقہؓ، سیدہ فاطمہؓ، اُم طلحہؓ زخمیوں کی مرہم پٹی کررہی ہیں، ساتھ چل رہی ہیں۔عرب ہمیشہ اپنے خیمے لے کے ساتھ چلتے تھے۔یرموک کے تیسرے دن جب مسلمان فوجیوں کو شکست ہونے لگی تو ''ہندہ زوجہ ابی سفیان'' جو پہلے کافرہ تھی، اپنے خیمے کی چوبیں انہوں نے اکھاڑ لیں اور کہا: ''جو مسلمان جنگ سے منہ پھیرے گا، ہم اُسے اپنے ہاتھوں سے قتل کریں گے''۔کیا وہ جنگ میں شامل نہ تھیں؟ اجنادین کے معرکے میں ''خولہ بنت ازورؓ'' پوری زرّہ بکتر پہن کے نکلیں اور انہوں نے پورے کے پورے رومیوں کا ایک دستہ اکھاڑ کر اپنے بھائی ''ضرّار بن ازورؓ'' کو رہا کروالیا۔کیا وہ یہ کام نہیں کرتی تھیں؟ کیا عورتیں اس وقت تجارت نہیں کرتی تھیں؟ کیا محمد رسول اللہ ﷺ کی basic شادی ایک تاجر پیشہ خاتون کے ساتھ نہیں ہوئی تھی؟ کون سی activity تھی کہ جو عورتوں پر نہ تھی۔مگر یہ کیا؟ وہ activity تو جائز نہیں تھی جس کی نمائش کی جائے۔کیا آپ کو فرق محسوس نہیں ہوتا کہ آپ کی آزادی میں اسلام حائل نہیں ہے، آپ کی بے راہ روی میں اسلام ضرور حائل ہے، آپکے اُس attitude کے رستے میں ضرور اسلام حائل ہے۔کیا چیزوں کو فرق کرنا نہ سیکھو گے؟ کیا یہ طنطنہ جاری رہے گا؟ یہ، جس کو آپ secularism کہتے ہیں۔کیا آپ کا خیال ہے کہ کوئی بندش اور فہمائش آپ پر نہیں ہے؟ آپ کیوں نہیں غور کرتے؟ اگر اتنے جرأت والے ہو، اگر اتنے اخلاق

والے ہوتو کیا بہتر نہیں ہے کہ اسلام چھوڑ جاؤ۔کیا ضروری ہے کہ اسلام کا نام بھی لو؟

مذہب رسوائیء بہ ملاّ

اور یہ بھی اقبال نے ٹھیک کہا تھا:

خداوندا یہ تیرے سادہ لوح بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

یعنی جو حکمران ہیں وہ بھی اسلام کو رسوا کر رہے ہیں، جو درویش ہیں وہ بھی اسلام کو رسوا کر رہے ہیں۔جو preacher ہے وہ بھی اسلام کو رسوا کر رہا ہے۔

خواتین وحضرات! اسلام ذہانت اور علم کا مذہب ہے، وہ talent جو آپ دنیاوی رسوخ کو دیتے ہو، وہ talent جس کی مدد سے آپ اپنی زندگی کے professions کا انتخاب کرتے ہو، وہ talent جس کی مدد سے آپ اپنی ذہانتوں کے اعتماد سے کارزارِ حیات میں سفر کرتے ہو وہی آپ کو مذہب کیلئے چاہیے۔ ہماری زندگی کا پورا pattern ہندوؤانہ ہے۔ہندو نے ہم سے خدائے واحد کا تصور تو نہیں چھینا مگر ہمارے تمام processes اُسکے ہیں۔یہ ہندوؤں کا کام تھا کہ وہ زندگی کو ''چار ورت'' میں بانٹتے تھے، یہ ''برہم پچاری'' آشرم ہے۔پچیس برس، طالب علم پڑھے گا، کتاب سیکھے گا، ہنر سیکھے گا۔ اسکے بعد اگلے پچیس برس یہ professional education حاصل کرنے کا وقت ہے۔اُسکے بعد ''گرہستھ آشرم'' ......اب شادی کرے گا، بیوی بچے پالے گا۔اسکے بعد ''گربھ'' آشرم ہے۔اگلے پچیس برس...... اب طاقت اور سیاست کا وقت ہے۔پرنسپل ہونے کا وقت ہے، وزیرِاعظم ہونے کا وقت ہے، جب پچھتر برس گذر جائیں گے تو پھر خدا کا وقت ہے، ''رشی منی'' آشرم شروع ہو جائے گا۔ربّ کعبہ کی قسم ہے ہمارے معاشرے میں بالکل یہی attitudes آ گئے ہیں......اگر پچھتر برس جیو گے تو خدا تک پہنچو گے نا۔جب ایک average age ہی پچاس برس رہ گئی ہے تو آپ کب اللہ تک جاؤ گے؟ جب دانت نہیں رہے، شوگر بے حد وحساب ہوگئی، بال جھڑ گئے، بینائی رخصت ہوئی، اب آپ چلے اللہ کی طرف......اب آپ کا خیال یہ ہے، کہ آپ کو اللہ مل جائے گا۔اب آپ کا خیال یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرسکو گے۔کیا یہ توہین پروردگار نہیں کہ آپ اپنی صلاحیتوں اور علم کا بہترین وقت تو اِس خراب کار دنیا کو دو مگر جب زندگی ختم ہو جائے، ذہانت ختم ہو جائے، جب دانشوری جاتی رہے، جب آسروں کی ضرورت پڑ جائے تو اب آپ نے لوٹا

مصلٰی سنبھال لیا۔اس سے بڑھ کرتوہینِ خدا کیا ہوسکتی ہے؟ یہ یادرکھنا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی آخری حدیث آپ کوسنارہاہوں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص نے صدقات دیتے ہوئے گلی سڑی کھجوریں مسجد نبوی ﷺ کے دروازے پر لٹکا دیں۔اللہ کو اتنا غصہ آیا کہ آیتِ قرآن اتری کہ

"اے لوگو! اگراپنی بہترین چیز مجھے نہیں دے سکتے تو یہ بدترین چیز دے کے میری insult نہ کرو"۔

دینے والا تو میں ہوں...... میری ہی دی ہوئی چیزوں کو جب میرے نام پر دیتے ہو تو بدترین چیز میرے نام پر دو گے؟ یہی عمر کے بارے میں ہے، یہی عبادت کے بارے میں ہے، یہی اخلاق کے بارے میں ہے، یہی زندگی کی ابتداء کے بارے میں ہے، یہی انتہا کے بارے میں ہے کہ اگر خدا کو چاہتے ہو، اگر اپنے رسول ﷺ کو چاہتے ہو تو صحیح وقت پر proper عمر میں زندگی کو صحیح قاعدے سے جاننے کی کوشش کرو ورنہ وقت ضائع کرنا ہے۔مذہب کو ترک کر دینا اختیار کرنے سے بہتر ہے۔

وَمَا عَلَينَا اِلَّا البَلاَغُ المُبِين

سوال و جواب

سوال: پروفیسر صاحب! سائنسی حقیقتیں تو بدلتی چلی آ رہی ہیں۔ فلاسفرز کبھی Bang theory کبھی universe کا بننا اور کبھی evolution میں پھنسے رہتے ہیں، تو جب ہم ایمان لائے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پر پھر ہمارے دل نے گواہی دے دی اور ہم ایمان لے آئے اور جو کچھ قرآن میں لکھا ہوا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا اور کہا اُس پر بالکل ہم ایمان لے آئے۔ سائنسی theories تو بدلتی جائیں گی آج بھی اور کل بھی تو کیا یہ ایک خطرناک عمل نہیں ہے کہ آپ دین کو، جس پر ہمارا مکمل ایمان ہے اُسکو آج کی سائنس کی تحقیق کی روشنی میں interpret کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جبکہ ہو سکتا ہے کہ کل یہ سائنسی حقیقت جو ہے یہ غلط ثابت ہو جائے جبکہ قرآن اٹل ہے اور یہ اللہ کا کلام ہے۔ یہ نہ بدلے گا اور یہ اصل حقیقت بتاتا ہے تو اسلئے میں یہ سمجھتی ہوں میں آپ کی طرح بڑی سکالر نہیں میں تو گائنا کالوجسٹ ہوں لیکن میں یہ سمجھتی ہوں کہ اسلام کی interpretation میں scientific base لانا جو کہ آج کچھ ہے اور کل کچھ ہے ایک صحیح عمل نہیں ہے۔ اس پر آپ comment کریں گے؟ کیا یہ ٹھیک ہے؟

جواب: خاتونِ محترم! یہ آپ کا ماشاءاللہ question تو درست ہے مگر ایک فرق ضرور ہے کہ قرآن کتابِ تخلیق ہے اور سائنس کتابِ تحقیق ہے۔ کہیں نہ کہیں تحقیق و جستجو اُس مقصد تک تو ضرور پہنچے گی جو تخلیق کا مقصد ہے۔ تحقیق و تخلیقی مقصد کا ایک ہو جانا ہی ultimate height of knowledge ہے۔ میں مثال کے طور پر آپ کو کہوں کہ آج سے پندرہ سو برس پہلے cosmology میں سائنس کا اور تعلیم کا جو سکہ رائج الوقت تھا وہ Ptolemy کا نظریہ تھا جو کہ کہہ رہا تھا کہ زمین ساکت ہے اور جملہ سیارگان اُس کے اردگرد چلتے ہیں۔ اسکے درمیان میں قرآن آ گیا اور قرآن کے بعد 1542ء میں Copernicus آیا اور Copernicus نے Ptolemy کو غلط ثابت کیا اور کہا:

The fact is, sun is stationary and rest of the stars are moving around it.

ان دونوں کے بیچ میں قرآن آ گیا۔ جب آپ قرآن کو پڑھتے ہیں تو حیران کن امر یہ تھا کہ نہ قرآن agree کرتا تھا Ptolemy کے ساتھ، نہ Copernicus کے ساتھ، بلکہ اس

وقت تک کسی بھی سائنس سے agree نہیں کر رہا تھا اور بالکل different بات کر رہا تھا۔

"وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط كُلٌّ يَّجْرِىْ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى" (لقمن : ۲۹)

کہ زمین و آسمان، چاند، ستارے ہم نے مسخر کیے اور تمام جو کچھ بھی اِس کائنات میں ہے وہ چل رہا ہے اور وہ کھڑا نہیں ہے، اگر آپ غور کرو تو کتابِ تخلیق یہ کہہ رہی تھی کہ اللہ جس نے بنایا ہے اور جو جاننے والا ہے وہ کہہ رہا تھا کہ کائنات میں کوئی چیز کھڑی نہیں ہے۔

"كُلٌّ" يَّجْرِىْ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى"

اور جو اُس وقت دنیا کا سائنس دان تھا یعنی Ptolemy یا اُس کے کافی عرصے کے بعد Copernicus یا گلیلیو وہ اس بات پر مُصر تھے کہ کوئی چیز کھڑی ہے اور کوئی چل رہی ہے۔ کچھ وقت لگا sciences اور آگے بڑھیں۔ نامکمل تحقیقات مکمل ہوئیں، انسانی تجسس کو مزید رستے ملے، ہبل کی دوربین لگی، کائنات کی جانچ پرکھ، کھنگال پنگال شروع ہوگئی اور بالآخر ایک مصدقہ قانون جو cosmology میں پاس ہوا اور جو بنا، وہ یہ تھا کہ

"Everything is moving in the universe."

اب چونکہ کتابِ تخلیق اور کتاب تحقیق کی statements ایک ہوگئیں ہیں اسلئے اس پر مزید progress ممکن نہیں۔

اسی طرح بہت ساری باتیں ہیں جیسے میں نے ابھی آپ کو سنایا کہ اللہ سات کائناتوں کی بات کر رہا ہے اور سائنسدان ایک کائنات کی بات کر رہا ہے...... 1997ء میں خاتونِ محترم، میں امریکہ گیا۔ آسٹن یونیورسٹی میں mathematics کی سب سے بڑی درسگاہ میں گیا۔ میری ملاقات وہاں Relativity اور Quantum کے سب سے بڑے استاد سے ہوئی۔ میں نے اُس سے کہا کہ میرے خیال میں میرے اللہ کے نزدیک It's a multi-universal concept میں نے اُسے قرآن سنایا اُس نے مجھے کہا کہ یہ جو تم کہہ رہے ہو کہ قرآن یہ کہہ رہا ہے کہ کائناتیں سات ہیں یا زمینیں سات ہیں۔ The option is not open to us. میں واپس چلا آیا...... 1997ء کے mid میں مجھے اُن کا فون آیا کہ پروفیسر Your option is open اب multi universes کے concepts open ہو رہے ہیں......

اصل میں بات یہ ہے کہ سائنس ٹامک ٹوئیاں بھی مار سکتی ہے، سائنس اندھیرے میں

بھی ہوسکتی ہے، سائنس guess work بھی لگا سکتی ہے مگر اگر آپ سائنس کو اتنی تحقیر کی نظر سے دیکھیں گے تو پھر آپ کیلئے اپنے subject پر عمل کرنا بھی کوئی justification نہیں رہے گی۔ یہ تو دیکھیں کہ آپ کا ئنا کا لوجسٹ ہیں۔ قرآن نے سب سے پہلے تو آپ ہی کے subject پر بہت ساری research کی ہوئی ہے۔ جو آٹھ stages گنوائی ہوئی ہیں۔ اگر آپ کو اختلافِ قرآن ہے کیا آج sciences نے کچھ انکشافات نئے کر دیئے ہیں یا اُس ترتیب سے، ترتیب ہٹ گئی ہے جو قرآن نے دی ہوئی ہے تو You can always say, sciences are better than the information of God but it has not happened. ہم سائنس کو کبھی بھی حقیر نہیں سمجھتے۔ ہم سائنس کے دعویٰ خدائی کے قائل نہیں۔ آپ اس بات پر غور کریں کہ ہم سائنس کو حقیر نہیں سمجھتے۔ اللہ نے اپنے بہترین بندوں کی مثال دیتے ہوئے قرآنِ حکیم میں فرمایا:

"وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" (ال عمران ۳:۱۹۱)

اور زمین و آسمان کی تخلیقات پر غور کرتے ہیں، research کرتے ہیں، جانتے پرکھتے ہیں، جب کوئی scientific research قرآن کے کسی نتیجے کے برابر نہ پہنچے تو اللہ نے کہا کہ صبر کرو تا آنکہ تمہارا علم پورا ہو۔

خواتین و حضرات! اللہ تو بڑی دور کی بات ہے۔ آپ دیکھئے رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ربّ کعبہ کی قسم! قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ انسان جانور سے ہم کلام نہ ہو جائے۔ قیامت نہیں آئے گی جب تک عورت کی ران گواہی نہ دے گی۔ قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ جوتے کا تسمہ نہیں بتائے گا کہ آدمی کہاں سے کہاں گیا اور کہاں بیٹھا ہے۔

خواتین و حضرات! اب اگر Animal languages کی decoding، Genetic sciences شروع کر دے...... And they are doing it اور کل کو آپکے اِدھر صرف ایک آلہ لگا دیں اور رستے سے گذرتے ہوئے آپ کتے کو کہیں کہ Good morning اور اُسکی بھونک واپس آئے اور آلے سے جواب دے کہ میں ٹھیک ہوں، آپ تو ناشتہ کر چکے ہو، مجھے کچھ نہیں ملا تو یہ عین فطرتاً ہوگا اور حدیث ضرور پوری ہوگی اور یہ باتیں ہر حال میں ہوں گی۔ سائنس کی جرأتِ فکر تو بڑی ہے مگر ابھی وہ achievements پوری نہیں ہوئیں جو اللہ کے رسول ﷺ نے نشاندہی کی ہوئی ہیں۔ sciences ابھی ان مذہبی افکار سے بڑی

پیچھے ہیں۔ اتفاق یہ ہے کہ science اُلٹا attack کر رہی ہے، بجائے اسکے کہ وہ یہ مانیں کہ ہم مذہبی probabilities سے پیچھے ہیں، sciences یہ claim کر رہی ہیں کہ مذہب ہم سے بڑا پیچھے ہے اور خواتین و حضرات! یہ Dichotomy between the religion ان لوگوں کی وجہ سے پیدا ہوئیں جنہوں نے مذہب کو سرے سے نہیں سمجھا۔ جیسے میں مثال دے رہا تھا کہ ہر دوسرے تیسرے دن، ہود بھائی آ جاتے ہیں یا افتخار بھائی آ جاتے ہیں ٹیلی ویژن پر اور اسلام کا گلہ شروع کر دیتے ہیں۔ مسلمانوں کا گلہ شروع کر دیتے ہیں کہ مسلمانوں میں sciences نہیں ہیں، مسلمان سائنسدان نہیں ہو سکتے۔ کبھی آپ نے غور کیا کہ خود وہ کیا ہیں؟ کبھی انہوں نے سوچا کہ وہ خود کیا ہیں؟ بجائے اس کے کہ وہ یہ گلہ کریں کہ مسلمان اچھے سائنسدان نہیں ہوتے یا مسلمانوں میں سائنسدان اچھے نہیں ہوتے وہ یہ کیوں نہیں کہتے کہ اگر نہیں ہوتے تو ہم بھی تو مسلمان سائنسدان ہیں۔ ہم انشاء اللہ اسلام کو اپنی تحقیقات سے سربلندی بخشیں گے۔

میڈیکل سائنسز میں دیکھیں تو دنیا میں کہاں مسلمان ڈاکٹر سرفراز نہیں ہیں؟ کیا انگلینڈ میں نہیں ہیں؟ کیا امریکہ میں نہیں ہیں؟ بلکہ وہ بڑا مشہور غنی کاشمیری کا...... فارسی کا شعر ہے۔

غنی روزِ سیاہ پیرِ کنعاں راتماشا کُن

(حضرت یعقوبؑ کی بدقسمتی کا تماشا دیکھ)

کہ نورِ دیدہ اش روشن کند چشم زلیخا را

(کہ اُس کی آنکھ کے نور نے زلیخا کو جا کے روشن کر دیا، باپ کو تاریک کر دیا۔)

اگر ہمارے ڈاکٹر اتنے قابل، اتنے عظیم، اتنے ماہر ہیں، دنیا بھر کی services ان کے دم قدم سے روشن ہیں تو وہ بھی تو سائنسدانوں کی ایک قسم ہے نا...... اگر ہمارے ساتھ کے، انڈیا کے ایک cosmologist ڈاکٹر چندرا شیکھرا کا نام کتابِ تحقیق میں جلی حروف سے لکھا جاتا ہے تو ہود بھائی کدھر چلے گئے تھے؟ ان کی researches کدھر چلی گئیں؟ انہوں نے اپنا نام کسی کتابِ research میں مرتسم کیوں نہیں کیا؟

یہ وہ لوگ ہیں خواتین و حضرات! جو بذات خود ایک Secular understanding کو مذہب کی قیمت پر ہوا دینا چاہتے ہیں، جو مذہب کو تعلیمات کا حریف سمجھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مذہب scientific education سے منحرف ہے۔ مذہب کو پیغام سے جاننا چاہیے، لوگوں سے نہیں پہچاننا چاہیے۔ اگر چھ ارب لوگ مل کر کہیں کہ خدا نہیں ہے تو

اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خدا نہیں ہے۔ اس سے یہ بھی نہیں ثابت ہوتا کہ خدا ہے، جب تک کہ آپ اپنی تحقیق و جستجو نہیں فرمائیں گے۔ اگر رسل نے جستجو کی ہوتی، اگر کانسٹائن نے کی ہوتی، اگر موپساں نے کی ہوتی، تو ہم اُن کے قائل ہوتے، ہم ان ادیبوں اور فلاسفرز کے قائل ہوتے۔ بدقسمتی سے مذہب میں اور sciences میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ خدا prefer کرتا ہے ان لوگوں کو...... تجربے کو وہ کتنا prefer کرتا ہے اس بارے میں ایک حدیث سن لیجیے۔ ایک حدیث موجود ہے کہ پیغمبر کی خطا بھی کسی وقت دوسروں کیلئے سبق کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جب حضورِ گرامی مرتبت ﷺ کے پاس لوگ آئے اور کہا: ''یارسول اللہ ﷺ! ہم کھجور کو پیوند لگاتے ہیں'' فرمایا: ''ہم تو پسند نہیں رکھتے پیوند کو''۔ تو کہا: ''یارسول اللہ ﷺ! ہم پیوند نہیں لگایا کریں گے''۔ پھر وہ گئے۔ انہوں نے پیوند نہیں لگائے۔ فصل خراب ہوئی۔ وہ پلٹ کر آئے، انہوں نے کہا: ''یارسول اللہ ﷺ! ہم نے پیوند نہیں لگایا تھا ہماری فصل کم ہوئی''۔ فرمایا کہ جو بات میں اللہ کی طرف سے کہوں اُس کو مانا کرو مگر اگر میں کوئی انسانی بات کہوں، تو ویسے کیا کرو جیسے تمہارا تجربہ ہے۔

خواتین و حضرات! کوئی غلطی اللہ کے رسول ﷺ نے نہیں کی تھی۔ صرف انسانی تجربہ اور علم و حکمت کی برتری ثابت کرنے کیلئے انہوں نے اپنی غلطی کو اپنا target دیا، یہ اُس وقت ہوتا ہے جب اُستاد black board پر ایک statement لکھتا ہے اور غلط لکھتا ہے اور اپنے شاگردوں سے کہتا ہے کہ جس کو صحیح sentence آتا ہے وہ ٹھیک کر لے۔ بعض اوقات پیغمبر کی ایک خطا ایک پورے زمانے اور پوری اُمت کیلئے باعثِ رحمت ہوتی ہے۔ بھلا یونس بن متیؑ سے اگر خطا نہ ہوتی تو آپ کو یہ آیت کریمہ کیسے ملتی۔

''لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْن''

اگر ایسی خوبصورت آیات ملنی ہوتی ہیں تو پھر اللہ پیغمبروں سے خطائیں کروائے تو اُن کی امت کیلئے باعثِ رحمت ہوتا ہے۔ تجربہ، حکمت اور علم کی خدا نے سب سے پہلے مثال دی ہے۔ حکمت یا sciences کو Acquisition of knowledge کہتے ہیں کیونکہ خداوندِ کریم نے فرمایا:

''یُؤْتِی الْحِکْمَةَ مَنْ یَّشَآءُ''

جسے چاہتا ہوں حکمت دیتا ہوں۔

''وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا''

جسے میں نے حکمت عطا کی اُسے خیر کثیر عطا کردی۔
مگر یہ تم لوگ ہو......! کہ اہلِ عقل کے سوا خدا کو کوئی یاد نہیں کرتا۔
"وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّا اُوْلُوالاَلْبَاب"

مطلب یہ ہے کہ اے حکیمو! اے دانشورو! اے سائنسدانو! تمہیں چاہیے کہ تم اللہ کو زیادہ یاد کرو کیونکہ صرف تمہیں پتہ ہے کہ میں نے تخلیق کے pattern میں کیا اسرار رکھے ہیں، میں نے کیا عجیب وغریب عناصر مرتب کیئے ہیں جو تمہیں حیرانی میں ڈال دیں۔ کئی بار اِس کی خاطر ذرّے ذرّے کا جگر چیرا، ایٹم کو چیرا، Eeson کو چیرا، Meson کو چیرا، الیکٹران کو چیرا، کئی بار اُس کی خاطر ذرّے ذرّے کا جگر چیرا، مگر

؎ یہ چشم حیراں جس کی حیرانی نہیں جاتی

سوال: I read Quran with translation of Tafseer. There are few changes which distract me mightly because I haven't complete knowledge, there are two points there is one neglecting kindly comment it.

جواب: بات یہ ہے کہ جب آپ تفاسیر میں جاتے ہیں تو بہت سے لوگوں نے تفاسیر اپنے اپنے نکتہءنظر سے لکھی ہوئی ہیں اور میں کوشش کرتا ہوں، میں آپ کو اپنی ذاتی مثال دے سکتا ہوں۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ قرآن کی کسی بھی آیت کو اُس طرح سمجھوں جیسے رسول اللہ ﷺ سے اصحاب نے سمجھا اور اُس میں کوئی کسی قسم کی غلط فہمی پیدا نہیں ہوتی۔ اگر رسول اللہ ﷺ نے قرآن پڑھایا اور اصحاب کی تفسیر اگر آپ کے پاس ہو اور آج کے دور کے "ملاؤں" کی نہ ہو اور ذہین لوگوں کی نہ ہو تو آپکو قرآن بہتر سمجھ میں آئے گا۔ صرف ایک قرآن اس وقت پوری مارکیٹ میں موجود ہے کہ جو اس قسم کا ہے کہ جس میں اصحاب کی تفسیر درج ہے۔ یہ "اشرف بکڈ پو" نے چھاپا ہے۔ اسکو "تفسیر بالحدیث" کہتے ہیں کہ جیسے رسول اللہ ﷺ نے بات کہی اُسی طرح اُن لوگوں نے سمجھی اِس کو "فوائد سلفیہ تفسیر بالحدیث" کہتے ہیں یہ قرآن آپکو لاہور سے اشرف بکڈ پو سے ملے گا۔ اُمید ہے آپ ﷺ نے جیسے بات کہی، جیسے اصحاب نے سمجھی تو آپ کو اسے سمجھنے میں کوئی غلط فہمی نہیں ہوگی۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن

اجتہاد اور عصری تقاضے

اَعُوذُ بِاللّٰہِ السَّمِیعِ العَلِیم مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰناً نَّصِیۡراً

سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوۡنَo وَسَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَo وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَo

اَلَّذِیۡ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡھُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡھِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیۡداً

خواتین وحضرات! سب سے پہلے تو میں خصوصی شکرگزار ہوں کہ جس محبت سے یہاں میرا ذکر ہوا اور جس محبت اور خلوص سے مجھے بلایا گیا:

وہ کچھ اسطرح سے آئے مجھے اسطرح سے دیکھا
میری آرزو سے کمتر میری تاب سے زیادہ

اہلِ فیصل آباد کیلئے میں وقت اس لئے بھی نکالتا ہوں کہ being one of the most progressive industrial city جن مسائل کا عمومی شہروں پر اثر نہیں ہوتا وہ (اثر) complicated معاشرت اور معیشت کے مقامات پر ضرور ہوتا ہے۔ آج تک لوگ انگلستان

industrial revolution کے (صنعتی انقلاب) کو یاد کرتے ہیں اور industrial revolution صرف industrial revolution نہیں ہوتا بلکہ پوری کی پوری اجتماعی، اخلاقی اور ذہنی کیفیتوں کو تبدیل کرنے کا باعث ہوتا ہے اور جن ممالک میں بھی industrial revolution آئے ہیں اور جن جگہوں پر بھی انسانوں کے حالات بدلے اور مشین نے ہاتھ کی جگہ سنبھالی، بیکاری اور غربت اور ناداری بڑھی اور اسکے ساتھ ساتھ تمول بڑھا، دولت بڑھی، اسباب بڑھے تو وہاں natural (فطری) مسائل، ایک cosmopolitan attitude پیدا ہو جاتا ہے جو بڑے شہروں کی اخلاقی فضا کو بدل دیتا ہے۔ یوں کہیے کہ rigidities ٹوٹتی ہیں، تعصبات ٹوٹتے ہیں اور ایک نئی قسم کی morality (اخلاقیات) تخلیق ہوتی ہے۔ میں اسے industrial morality (صنعتی اخلاقیات) کہوں گا۔

خواتین و حضرات! آج دراصل ہم اسی نئے revolutionary (انقلابی) تقاضوں کیلئے، عصرِ حاضر کی نئی سوچ، نئے challenges کیلئے بیٹھے ہیں اور اجتہاد پر غور و فکر کرتے ہوئے (لفظ اجتہاد پر غور و فکر کرتے ہوئے) میں آپ کو یہ بتاتا چلوں کہ اجتہاد کا مطلب ہی incessant لگاتار، مسلسل، فکری اور فہمی جدوجہد ہے جو کسی بھی معاشرے میں پیش آ سکتی ہے اور کسی بھی معاشرے میں اجتہادِ فکر کے تازہ ترین پہلو نکل سکتے ہیں۔ اسلام میں اجتہاد ''ذاتی'' بھی ہے اور ''اجتماعی'' بھی۔

خواتین و حضرات! جب میں اجتماعی اجتہاد کا ذکر کروں گا تو یہ term پہلے اجتماع نہیں تھا مگر اس کا ہم معنی ایک لفظ استعمال ہوتا تھا۔ جس کو ''اجماع'' بھی کہتے ہیں۔ ''اجماع'' referendom (ریفرنڈم) نہیں ہے، اجماع اہلِ اسلام کی continuity of Fikr (فکر کا تسلسل) ہے اور اجتماعی اجتہاد ہے اور اس ''اجتہاد'' میں تین چار چیزیں شامل ہوتی ہیں۔ سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ اجماع اس لئے غلطی نہیں کرتا کہ اس میں آپکے آباؤ اجداد کے genetic influences (نسلی اثرات) شامل ہوتے ہیں۔ کوئی مسلمان تنہا نہیں ہے، مسلمان کبھی بھی تنہا نہیں رہا۔ آج اگر پاکستان میں بیٹھے ہوئے آپ تمام مسلمانوں کا غم لئے بیٹھے ہو تو اس کا واحد ثبوت یہ ہے کہ جذباتی، ذہنی، اخلاقی سطح پر مسلمان کبھی تنہا نہیں ہوتا اور جو مسلمان تنہا ہو جائے اور جو مسلمان اس اجتماعی شعور سے غافل ہو جائے، الگ ہو جائے وہ اس قابل نہیں ہوتا کہ اسے مسلمان کہا جائے۔ وہ ''جمعیتِ اسلامیہ'' کا بھی غدار ہوتا ہے اور ذہنی سطح پر وہ اپنے پاس

ایسی کوئی argument (دلیل) نہیں رکھتا کہ جس کی وجہ سے اس ملک کو یا اس فرد کو ہم مسلمان کہہ سکیں۔ بدقسمتی سے عصرِ حاضر میں مسلمانوں کی اجتماعی فکر کی چادر جگہ جگہ ''پیوند زدہ'' ہے۔ اگر صحیح طور پر دیکھا جائے تو اہلِ اسلام مکمل طور پر priorities of religion (مذہب کی ترجیحات) کو بھولے ہوئے ہیں۔ ''سیدنا علاؤالدین علی احمد صابرؒ'' کلیر شریف والوں سے کسی نے ایک سوال کیا...... غور فرمایئے کہ ایک درویش، ایک فقیر سے جب یہ پوچھا گیا کہ مجددِ عصر کی تعریف کیا ہے تو فرمایا کہ:

> ''مجدّد وہ ہے کہ جو عہدِ قدیم کے تمام اصول کافی وشافی جانتا ہو، جسے علومِ قدیمہ پر مکمل عبور حاصل ہو اور جو اپنی فراست سے انہیں دورِ حاضر میں استعمال کرے اور مستقبل کیلئے اشارہ چھوڑ دے''۔

خواتین و حضرات! میں نے کسی اور شخص سے اتنی جامع مجدّد کی تعریف نہیں سُنی۔

اسلام میں کوئی institution (قانون) اکیلا نہیں ہے، آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ زکوٰۃ رکھ لیتے ہیں اور صدقات چھوڑ دیتے ہیں...... آیئے نماز مستقل کرلیں، روزے پھر کبھی رکھ لیں گے۔ اسلام میں اصولی مؤقف کو سمجھنا اور جاننا ایک فقیہہ کا کام ہے اور جب ''استدلال'' اس ضرورت پر ہو کہ ایک پوری امت کیلئے فقیہہ چاہیے تو اسے ہم ''مجتہد'' کہتے ہیں۔ ایک local (مقامی) سطح سے آگے بڑھ کر جب ایک عصر کے تقاضے شروع ہو جائیں اور تمام تر مذہب اُن challenges کی آگہی سے بے خبر ہو، جب تمام اُمت اپنے سامنے آنے والے challenges سے بے خبر ہو تو اس وقت ایک ''مجتہدِ فکر'' کی ضرورت پڑتی ہے کہ جو پورے کا پورا super structure of religion (مذہب کا برتر ڈھانچہ بدل دے) change کرلے اور اشارات ایسے چھوڑے کہ جس سے لوگوں میں اپنے دین کے مطابق ایسی دلیلِ غالب پیدا ہو جس سے وہ عصری تقاضوں کے اور ان کے challenges کا مقابلہ کرسکیں۔ خواتین و حضرات! اِس وقت جو دین ہے، مشرق و مغرب میں ہے، دِلی سے لیکر کاشغر تک ہے، Middle East (مشرقِ وسطیٰ) میں ہے...... یہ عصرِ حاضر کا کوئی تقاضا پورا نہیں کرتا۔ ہوسکتا ہے کہ آپ میری کہی ہوئی بات کا بُرا منائیں مگر بدقسمتی سے عصرِ حاضر کا challenge ہمارا آج کا اسلام پورا نہیں کرتا۔ آپ دِل میں یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس اِسلام کو لیکر جو ہمارے پاس ایک practical dogmatic shape میں ہے ہم یورپ، امریکہ یا خلائی دنیا کے تقاضے

پورے نہیں کر سکتے۔ یہ match نہیں کرتا، دلیل بہ دلیل match نہیں کرتا...... عقل بہ عقل match نہیں کرتا...... لمحہ بہ لمحہ نہیں کرتا، ذرّہ بہ ذرّہ نہیں کرتا۔ یہ صرف آپکے اندر اُداس اور نامراد کیفیتیں پیدا کرنے کا موجب ہے۔

اصل میں عصرِ حاضر کے challenges کا مقابلہ نہ کرنے کی وجہ سے آپ rigid ہوتے جاتے ہیں۔ عقلی دلائل نہ ہونے کی وجہ سے آپ پورے کے پورے عصر سے مغلوبیت کی صورت میں ہیں اور باوجود کوشش کے آپ کے پاس ایسی کوئی argument (دلیل) نہیں ہے جو concept of liberties, individual choices (تصوراتِ آزادی، انفرادی چناؤ) فلسفہء وجودیت اور استدلال ظاہرہ، آئر کی طرف سے آنے والے، رسل کی طرف سے آنے والے، واٹسن کی طرف سے آنے والے ان challenges کا سامنا کر سکے۔ آپ کے مذہب میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ معاف کیجئے گا...... چونکہ موضوع اجتہاد ہے...... کچھ باتیں ایسی ہو جائیں گی جو آپ کو پسند نہ آئیں۔

اس وقت اسلام کے دو major (بڑے) دشمن ہیں۔ ایک سیکولر جو اصولِ دین کی بنیاد اکھاڑنا چاہتا ہے، جو ہر اس تعصب کی بنیاد ختم کرنا چاہتا ہے جس کی وجہ سے اس کے ایک shaky faith (لرزتے ہوئے یقین) پر ضرب آئے، اس پر democracy (جمہوریت) ہے۔ democracy جو اپنی فطرت میں نہ moral (اخلاقی) ہے نہ amoral ہے۔ یہ لا اخلاق system (نظام) ہے کہ جس میں majority (اکثریت) چاہے تو homosexuality (ہم جنسیت) کو بھی جائز قرار دے دے، majority چاہے تو چوری چکاری بھی جائز کر دے، majority چاہے تو نمائشِ بدن کو عام کر دے۔ شرط یہ ہے کہ majority ایسا چاہے...... Power of the people overall the executionary law, overall the law making processes where everybody is subdued and subjected to the will of the general people وہ general people (عام لوگ) جو کبھی بھی بلوغتِ فکر کے مالک نہیں ہوتے۔

خواتین و حضرات! ''عمومیت'' جہلّت کو جاتی ہے۔ علم عمومیت میں نہیں پایا جاتا اور عمومیت تمام تر جہلّت کو (سفر) travel کرتی ہے اور جب general (عام) لوگوں تک دین

پہنچے گا، فِکر پہنچے گی، اصول پہنچے گا تو وہ اپنی جبلّی اقدار کے تحت اس کے بارے میں فیصلہ دیں گے لیکن اسلام میں ایسا نہیں ہے۔ not in Islam خواتین وحضرات! ایک عجیب بات اگر کسی کے علم میں ہو تو میں بھی سننا چاہوں گا کہ آج تک کسی انسانی معاشرے نے moral law (اخلاقی قانون) نہیں دیا صرف general laws (عام قانون) دیئے۔ اگر اقوام عالم کی تباہی کو دیکھیں اور پروردگار کی بات ذرا seriously (سنجیدگی سے) سُنیں تو آپ کو "بُدھا" کے بت توڑنے نہیں پڑیں گے۔ اِس لئے کہ اگر بدھا کے وہ بت نہیں ہونگے تو آپ "ماہیان" فرقے کو نہیں جانیں گے، آپ مہاتما بدھ کے original message (اصلی پیغام) تک نہیں پہنچیں گے کہ اس غریب، فقیر اور درویش نے اپنی پوری زندگی اِس خوف سے خدا کا نام نہیں لیا کہ جس ماحول میں وہ رہتا تھا وہاں اگر "ایک" خدا ہوتا تو وہ خدا کا نام لیتا۔ اس نے اس خوف سے خدا کا نام نہیں لیا کہ He was living in a jungle of gods and goddesses (وہ دیوی اور دیوتاؤں کے جنگل میں رہتا تھا) اگر وہ "شیوا" کہتا تو لوگ اس کو بھی دیوتا بنا لیتے، اگر "اندرا" کہتا تو اِندرا بنا لیتے، "متھرا" کہتا تو متھرا ہو جاتا۔ اس نے یہ فیصلہ کیا کہ "تپسیا" میں، ہندومت کے order میں مجھے کچھ بھی نہیں مِل سکتا۔ جب وہ اعتدال اور توازن کے عالم میں گیا تو اس نے پہلی احتیاط یہ کی کہ اس نے خدا کا کوئی نام نہیں لیا بلکہ اس کیفیت کے فہم کو اپنے مریدین پر چھوڑ دیا۔ آج بھی مہاتما بدھ کا "ہنایان" فرقہ پکا موحّد ہے اور "نروان" کے سوا خدا کا اور کوئی نام اس نے نہیں رکھا۔

یہ ضروری نہیں کہ خدا کا نام لیا جائے۔ Eskimoes (اسکیموز) پانچ ہزار سال پہلے Mesonic Age کی ایک civilization (تہذیب) تھی۔ خیال یہ تھا کہ یہ مذہب سے بے بہرہ ہونگے، خیال یہ تھا کہ یہ اُجڈ گنوار لوگ ہیں جن کو دورِ حاضر کے تعلق کی ہوا بھی نہیں لگی، جن کو معاشرت اور تہذیب نے چھوا تک نہیں، یہ ضرور انتہائی کم عقل، پست درجہ کی ذہنی سطح کے لوگ ہیں۔ جب Eskimoes سے پوچھا گیا کہ تم، کسی طاقت کو مانتے ہو تو انہوں نے کہا: "ہاں! ہمارا یقین ہے کہ جب ہم آسمان کے اوپر دیکھتے ہیں اور ایک بڑی قوت کو گواہ کر کے آواز دیتے ہیں تو اس دِن ہمیں سیل کا شکار زیادہ ملتا ہے"۔ Even in todays most in primitive societies, there was concept of one single power دورِ حاضر کے وصال سے، ملاپ سے ان بیچاروں کی جدید علاقوں میں نوآبادکاریوں

سے اسکیموز past (ماضی) سے بھی گئے present (حال) سے بھی گئے، اور future (مستقبل) بھی ختم ہو گیا۔ ''مجتہدانِ عصر'' نے ان کے ساتھ بہت ''اچھا'' سلوک کیا......

خواتین وحضرات! کوئی institution ((قانون)) اسلام کا اگر رسوا کرنا ہو، ذلیل کرنا ہو، اسے کمترین ثابت کرنا ہو تو اُسے اس معاشرے میں لے آیئے......! اس multinational constitutional (کثیرالقومی قانونی) معاشرے میں لے آیئے۔

اس معاشرے نے اسلام کے خلاف دو دشمن پیدا کئے، ایک secular اور دوسرا مولوی...... (معاف کیجئے گا، ایک مولوی......) وہ شخص جسے اسلام کے مابعدالطبیعیاتی، مابعدالنفسیاتی پہلوؤں کی کوئی خبر نہیں۔ ربِّ کعبہ کی قسم! آج بھی اعلیٰ ترین اخلاقی، ذہنی مذہب، واحد ایسا مذہب کہ جس سے آج کا انسان بھی خدا تک رسائی پا سکتا ہے وہ اسلام ہے۔ لیکن اسلام کی نمائندگی اس پست درجہ کی ہے، اتنی نافہمی اور کم عقلی کی ہے کہ پورے کا پورا مذہب رسوم اور خرافات کا مجموعہ بن کے رہ گیا ہے۔ وہ لوگ جو inches (انچ) لیکر آپکے پائنچے کے قد و قامت ناپتے رہتے ہیں...... وہ لوگ جو تنکوں کی ٹوپیوں سے خداوند کے حضور آپکو پیش کرتے ہیں...... وہ لوگ جو معمولی معمولی مسائل پر تفرقہ ڈالنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں، وہ آپ کے اسلام کے representative (نمائندہ) ہیں۔ یورپ کا بہترین دماغ اعتراض کر رہا ہے اسلام پر...... مسلمان کا بدترین دماغ اسے جواب دے رہا ہے۔ کیا parity (برابری) بنتی ہے؟ کونسا چیلنج ہے جو آ رہا ہے اور کونسا دانشور اس challenge کا جواب دے رہا ہے؟ خواتین وحضرات! commitment کا کونسا لیول آپکے ذہنوں میں موجود ہے؟ کیا خدا کو اندھے اعتقاد سے ماننا، کیا خدا کو بے دلیل ماننا آپکی عقلوں کی، آپکی فراست کی معراج نہیں ہے......؟ کیا خدا یہی چاہتا ہے......؟ کیا خدا بھی یہی چاہتا ہے کہ آپ بغیر سوچے سمجھے، بغیر غور و فکر اور تدبر کے، بغیر کسی علم و دانش کے اس کی طرف رجوع کریں؟ Is it an honour for God to believe in him without any argument? خدا کہتا ہے It is a dishonour to me, یہ میری تذلیل ہے۔ اے بندگانِ خدا! میں نے تمہیں مخلوقاتِ ارضی سے اس لئے نہیں ممتاز کیا تھا، میں نے تو شیطان کا چیلنج تمہاری صورت میں اس لئے قبول کر لیا...... میں نے تو اس کو اس لئے ڈھیل دی تھی کہ مجھے یہ یقین تھا کہ جو نعمتِ عظیم میں اپنے بندوں کو دے بیٹھا ہوں، جو دولتِ فکر دے بیٹھا

ہوں، مجھے یقین ہے کہ یہ غور وفکر کی ساعتیں استعمال کریں گے۔

" وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ والارضِ "

(اور وہ غور وفکر کرتے ہیں آسمان وزمین میں)

زمین وآسمان پر جب غور کریں گے تو ایسی دلیل ضرور ڈھونڈ لیں گے جو مجھ پر ان کے مکمل یقین اور اعتماد کا باعث بنے گی۔خدا کہتا ہے:

"اِنَّ شَرَّا لدَّ وَّآبِّ عِندَ اللهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْن"

(بے شک بدترین جانور اللہ کے نزدیک بہرے اور گونگے لوگ ہیں جو عقل نہیں رکھتے)

بدترین لوگ، چوپائے ہیں۔وہ انکو انسان نہیں کہتا:"شَـرَّ الدَّوَّآبِ" وہ جانور میرے نزدیک وہ ہیں جو میری آیات پر غور وفکر نہیں کرتے، بلاسوچے سمجھے میری آیات پر گرتے ہیں۔اللہ کہتا ہے:

"لِيَهلَکَ مَن هَلَکَ عَن ؕ بَيِّنَةٍ"

(جو ہلاک ہوا وہ دلیل سے ہلاک ہوا۔)

"وَيَحىَ مَن حَيِىَّ عَن ؕ بَيِّنَةٍ"

(جو زندہ ہوا دلیل سے زندہ ہوا۔)

حضراتِ گرامی! آپ بے دلیل کس طرح ماننے کی جرأت کرتے ہیں؟ وہ عقل جو اس نے آپ کو اپنے لئے دی۔آپ اسے کتنے گھٹیا اور کمتر مقاصد کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ابھی میرے عزیز دوست فرمارہے تھے کہ پچپن سال کی زندگی پر دنیا ریٹائر کر دیتی ہے۔"دنیا" جو اللہ کے نزدیک بقولِ حدیثِ رسول ﷺ "ایک مری ہوئی بد بودار بکری سے بھی کمتر ہے"۔آپ پورے پچاس سال محنت کر کے، شب و روز الجھتے ہوئے، گلتے سڑتے ہوئے بڑی مشکل سے دنیاوی آقاؤں کو راضی کرتے ہیں اور پچپن سال پر دنیا کا آقا آپ کو کہتا ہے کہ You are not any more fit to serve my purpose and cause, you are getting old, I can't pay you lot, go home take rest you are retired. اس بدترین وقت میں آپ کائنات کے سب سے بڑے، سچے اور اعلیٰ ترین مالک کو رجوع کرتے ہیں۔اپنی زندگی کا بہترین مقصد کمتر ترجیحات کو قرار دیتے ہوئے اپنی زندگی کا بدترین وقت آپ اعلیٰ ترین ترجیح کو دیتے ہیں۔کیا فکر کیلئے اس سے کوئی بڑا المیہ نہیں؟ کیا علمائے فکر کیلئے اس سے بڑا اور کوئی المیہ نہیں کہ آپ بدترین وقت اللہ کو دیتے ہیں اور بہترین وقت

اس دنیا کو دیتے ہیں۔ کیا آپ کی بنیاد ہی غلط فکری پر نہیں؟ کیا آج کا اجتہاد یہ ہے کہ آپ پانچے زیادہ اٹھاؤ یا کم اٹھاؤ......؟ کیا آج کا اجتہاد کانوں میں مسواک اُڑسنے میں ہے......؟ کیا آج کا اجتہاد آپ کی نیات، آپ کے ارادے، آپکے اخلاقی ترفع، آپکے مابعدالطبیعیاتی فکر پر حاوی نہیں ہوتا......؟ کیا جب top ہی خالی ہو...... سر کٹے مذہب کی آپ پرستش کر رہے ہو، کیا آپ ان ہندوؤں سے اور ان غیر اقوام سے کمتر ہو کہ جنہوں نے taboos اور totem کی پرستش کو اپنا حق بنایا ہوا ہے......؟ آثارِ باقیات کی پرستش کو حق بنایا ہوا ہے؟ جس شخص کے دل میں ساری زندگی خدا سے تعلق، شناسائی، محبت اور اس کی ہمسائیگی کا کبھی شوق ہی نہ پیدا ہوا ہو اُس نے کلمہ کس رنگ میں پڑھا ہوگا؟

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه"

خواتین و حضرات! عیسائی ایک طعنہ دیتے تھے مسلمانوں کو کہ ہم تو بچے کو پیدا ہوتے ہی خدا کے رنگ میں رنگ دیتے ہیں اور اس کو وہ Baptism (بپتسمہ) کہتے ہیں۔ ایک پیلے رنگ سے...... بچے کو پیدا ہوتے ہی رنگ دیتے تھے۔ مسلمانوں میں ایسے کوئی رسم و رواج نہیں تھے تو انہوں نے مسلمانوں کو طعنہ دیا کہ تم لوگ کیا مذہبی ہو...... مذہبی تو ہم ہیں۔ ہم تو بچے کو پیدا ہوتے ہی خدا کے رنگ میں رنگ دیتے ہیں۔ یہ سن کر مسلمان naturally بے چین ہو جاتے۔ جب تقابل میں نظریہ آتا ہے خواتین و حضرات! تو تقابل ضرور ذہن کو بے چین کرتا ہے...... مسلمانوں کے ذہنوں میں بھی یہ سوال پیدا ہونے شروع ہو گئے کہ کاش! ہم بھی اپنے بچوں کو خدائی رنگ دیتے، ہمیں بھی کوئی کالا پیلا رنگ الاٹ ہو جاتا اور ہم بھی بچوں کو پیدا ہوتے ہی انکے ماتھوں پر سبز محراب بنا دیتے، یا کوئی پگڑی رکھ دیتے سر پر، یا کوئی کیسری لباس اوڑھا دیتے جس سے ان کے کٹر مسلمان ہونے کا پتہ لگتا۔ تو پروردگار نے فرمایا کہ رسم و رواج سے ایمان اور اسلام نہیں بنتا:

"صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْن"

کہ "اللہ کا رنگ"...... اللہ کے رنگ سے کون سا رنگ بہتر ہوگا اور جسے اللہ اپنے رنگ میں رنگ دیتا ہے اس سے تو بہتر کوئی رنگ نہیں، تو تم ان جہالتوں میں نہ پڑو۔ ان رسومات میں کچھ نہیں ہے۔ یہ تمہارے قلب و ذہن کا معاملہ ہے اور جس کا دِل میرے ساتھ ہے، جس کی محبت میرے ساتھ ہے، جس کا شعور میرے شعور میں دھڑکتا ہے وہی ایمان والا ہے، وہی میرا بندہ ہے۔ خواتین و حضرات! کیا خوف کے سوا مسلمان کے پاس خلاقِ پروردگار کا کوئی اور رستہ نظر آتا ہے؟ سوائے

اس کے کہ کوئی خطا ہو جائے تو ہندووانہ معاشرے کی طرح جرم وسزا کے خوف سے ہمیں اللہ بڑا یاد آتا ہے اور جب وہ ساعت نکل جاتی ہے، جب ہمارا شعور اس واقعے کو بھول جاتا ہے تو ہم دوبارہ انہی گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔

عصرِ حاضر میں سب سے پہلی اجتہادی فکر priorities (ترجیحات) کو صحیح کرنا ہے، ذہن اور نیات کی ترجیحات کو درست کرنا ہے، اپنے عصر کے تقاضوں کو سمجھنا ہے ورنہ آپ صرف اسلام برقرار رکھ سکیں گے، ایمان کبھی برقرار نہیں رکھ سکیں گے۔ سورۃ حدید کی آیات لے کر سیدنا امام جعفر صادقؓ کے پاس ایک شخص پہنچا۔ آیات کیا تھیں کہ "وہ جانتا ہے جو زمین کی تہوں میں ہے اور جانتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جانتا ہے جو ان کے درمیان ہے اور وہ جانتا ہے ہر خفیہ اور ظاہر بات کو"۔ تو اُس نے سوال کیا حضرت امامؓ سے کہ یہ کیسے واقع ہو سکتا ہے؟ یہ کس طرح ہوتا ہے؟ تو حضرت جعفر صادقؓ نے فرمایا: کہ یہ آیت تیرے لیے نہیں ہے۔ یہ آج کے لیے نہیں ہے:

"نُزِّ لَت لِلمُتَعَمِّکِینَ فِی اٰخِرِ الزَّمَان"

(یہ آیات آخری زمانہ میں آنے والے لوگوں کیلئے اتاری گئی ہیں۔)

خواتین وحضرات! دیکھا آپ نے اُس فراستِ مومن کو...... آج جب کہ ہم اُن تمام systems کو مانتے ہیں جس سے زمین کی تہوں کی خبر مل سکتی ہے، وسعتِ افلاک کی خبر مل سکتی ہے جبکہ ہم نے پندرہ ٹریلین دور وہ ستارہ بھی دریافت کر لیا ہے جو کسی جنت کے مقام کی طرح چمک رہا ہے۔ آج کے دن ہم "سورۃ الحدید" کو پڑھ کر کوئی تعجب نہیں کرتے کیونکہ آج ہم سسٹم کو جانتے ہیں، آج کے دن ہمیں قیامت کے حساب و کتاب پر کوئی تعجب نہیں ہوتا کہ منہ بند بھی ہو گا تو ہاتھ پیر گواہی دیں گے۔ ویڈیوز consult ہو رہی ہونگی۔ وہ ملائکہ جو ہماری ایک خفیہ ویڈیو بنا رہے ہیں وہ تو صرف اسکو replay کریں گے...... آپ دن میں کتنی مرتبہ اپنی videos کو replay کرتے ہو؟ اپنی enjoyment کیلئے، شادی کے ہنگاموں کو دوبارہ دیکھنے کے لیے، افراد کو دیکھنے کیلئے...... قیامت کے دن اس سے ذرا زیادہ sophisticated 'element ہوں گے۔ یہ یقینی بات ہے کہ ہمارے آج کے آلات بھی اللہ کے آلات سے فرسودہ تر ہیں...... وہ پروردگار جو آفرینش سے لے کر آخرِ کائنات تک آپکا وقت cover کر رہا ہے۔ کیا وہ آپ کے intellectual مراتب سے غافل ہو گا؟ کیا اُس کو یہ نہیں پتہ ہو گا کہ اگلے برسوں میں انسان نے کیا سوچنا ہے؟ کیا اسے یہ معلوم نہیں ہو گا کہ امریکن progress کہاں تک ہو گی؟ fusion ہو گا کہ نہیں؟ کیا وہ

پہلے نہیں کہہ چکا کہ میرا ایک عام بندہ ''منطقِ طائر'' پر غالب آ تا ہے۔ میرے نزدیک وہ عام ہے، تمہارے نزدیک وہ بڑا آدمی ہے، پیغمبر ہے۔ میں نے اپنے ایک پیغمبر کو ''منطقِ طائر'' بخش دی ہے۔ میرے پیغمبر کا ایک حواری ''تختِ سبا'' کو بڑی آسانی سے fusion کر کے یہاں لاسکتا ہے۔

خواتین وحضرات! قرآن کی کوئی آیت متشابہ نہیں رہے گی۔ وقت کے ساتھ ساتھ سارا قرآن کھل رہا ہے۔ وہ باتیں جو پہلے سمجھ میں نہیں آتی تھیں اب بڑی آسانی سے سمجھ آ رہی ہیں۔ کسی نے ابنِ عباسؓ سے پوچھا کہ حضرت آج تو آپ زندہ ہو۔ اللہ نے آپکو ''تاویلِ قرآن'' عطا کیا۔ آج ہمیں کوئی بھی مسئلہ ہوتو ہم آپ سے پوچھ لیتے ہیں، کل کیا ہوگا۔ کل ہم سوال پوچھنے کس کے پاس جائیں گے؟ فرمایا: "اَلقُرآنُ یُفَسِّرُہُ الزَّمَان" (ہر زمانہ قرآن کی اپنی تفسیر کرتا ہے) کیا آج علمائے حاضر جو آپ کے سامنے ہیں، یہ قرآن کی موجودہ عصر سے تفسیر کر رہے ہیں......؟ خواتین وحضرات! آج کے مجتہد کو یہ پتہ ہونا چاہیے کہ اُس کی ماضی کی ''متاعِ گراں بہا'' کیا ہے؟ اور سب سے بڑھ کر اُسے ایک ایسے encompassing مکمل وجودِ علمیہ کی خبر ہونی چاہیے جو آج کے زمانے پر محیط ہے۔ جب تک کوئی اجتہاد کرنے والا پوری پوری علمی آگہی نہ رکھے گا یہ ناممکن ہے کہ وہ اپنے عصر کے تقاضوں کو سمجھے یا اُسکا جواب دے سکے۔

میں جب نیویارک کے پل سے گزر رہا تھا تو میں نے امریکہ کا جو سب سے بڑا بت ہے، (ہبل کا بت) statue of liberty دیکھا تو آپ یقین جانیے کہ اس کو دیکھ کر میرے دل میں بے اختیار ہنسی آئی اور میں نے کہا: ''اللہ تجھے بھی بتوں کے بغیر چین نہیں آتا، آج بھی تم نے اپنا سب سے بڑا چیلنجر statue of liberty (مجسمہء آزادی) کو رکھا ہوا ہے۔ ایک بہت بڑے عالم کی بیٹی نیویارک میں ایک عیسائی کے ساتھ چلی گئی۔ عالم تو روک نہیں سکتے تھے تو اُنہوں نے مجھ سے مدد چاہی۔ میں نے عرض کی کہ ایک تو گئی باقی پانچ کی فکر کرو......اس لئے کہ موجودہ عصر میں زندگی کا جو concept امریکی یا یورپین معاشرہ دے رہا ہے آپ اس کے خلاف جو بند باندھ رہے ہیں وہ تنکوں کا ہے۔ practices (اعمال) کا بند نہیں باندھا جا سکتا۔ اب اعمال فکر کے رستوں کو نہیں روک سکتے۔ اب آپ کی عبادات اُس تخلیقی کارکردگی کا جواب نہیں ہے جو یورپ یا امریکی فکر آپ پر محیط کرتا ہے۔ دیکھئے وہ کتنا shy ہے......! وہ بیچارا اپنے مذہب کیلئے دلیل نہیں رکھتا۔ سیکولر کا رویہ ''تاویلِ ناقصاں'' کا رہا ہے۔ جب نیا سٹیم انجن آیا تو سرسید

احمد خان مرحوم سورۃ دخان کی interpretation (تفسیر) یہ کیا کرتے تھے کہ اس سے مراد ''سٹیم انجن'' ہے...... اسی طرح غلام احمد پرویز صاحب کو جب سمجھ نہیں آتی تھی کچھ باتوں کی، ...... جب اُن کے سامنے سورج کی حرکات نہ تھیں تو وہ اُن کو explain نہیں کر سکتے تھے۔ جب ان کے سامنے ملائکہ نہیں تھے، جنات نہیں تھے اور وہ انہیں explain نہیں کر سکتے تھے تو انہوں نے پورے کے پورے institution (قانون) کو رد کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ نہ کوئی ملائکہ ہیں نہ ہونگے، نہ جنات ہیں نہ ہونگے۔ یہ انسان کی ملکی اور negative (منفی) طاقتوں کے نام ہیں جو قرآن نے رکھے ہیں۔ بھلا چیونٹیاں کہاں کلام کریں گی بندوں کے ساتھ...... ناممکن...... بھلا ہُد ہُد...... یہ تو messenger (پیغام رساں) تھا۔ چونکہ بڑا تیز اور fast messenger تھا۔ اسی لیے اُسکو ''ہُد ہُد'' کہتے تھے۔ یہ بھلا کیسے ہوسکتا ہے کہ ہُد ہُد کلام کرے۔

خواتین و حضرات! ابھی جب genetic code (جینیاتی مخفی علامات) animal language (جانوروں کی زبان) کو de-code کرے گی اور ایک چھوٹی سی مشین کے ذریعے آپ خود ہُد ہُد سے کلام کریں گے تو قرآن پورا ہو جائے گا۔ We are coming very close to those discoveries (ہم اُن دریافتوں کے بہت قریب ہیں) کہ جہاں چیونٹیوں کی زبان آپ سمجھیں گے، ہُد ہُد کی زبان آپ سمجھیں گے اور یہ پانچ دس سالوں میں ہو جائے گا۔ اگر انساں نے آج fusion پر کنٹرول کر لیا ہے اور وہ ایک چھوٹی سی metallic dish (دھاتی پلیٹ) کو exchange (رد و بدل) کرنے کے قابل ہو گئے ہیں تو اگلے دس برسوں میں وہ آپ کیلئے ایک نیا Travelling route (سفر کا راستہ) نکالیں گے...... اگر چہ مہنگے لوگوں کو نصیب ہوگا کہ 50 لاکھ روپیہ دو اور پلک جھپکتے میں امریکہ پہنچ جاؤ...... یہ بھی ''اجتہادِ فکر'' ہے۔ سائنس دان بھی ''مجتہد'' ہے۔ سائنس دان پہلے کوئی اوٹ پٹانگ خیال پالتا ہے اور تب جا کے اُس پر غور و فکر کے ذریعے ایک اصول وضع کرتا ہے۔ یہ apriori (استخراجا) طریقہ بھی ہے اور یہ priori method بھی ہے۔ یہ دونوں صورتیں ممکن ہیں جیسے فلسفہ حرکت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اگر عصرِ حاضر میں اپنے لیے ایک مضبوط ترین دلیل کا وجود نہ رکھتا تو وہ کبھی آپ کو مسلمان ہونے کی دعوت ہی نہ دیتا۔ Why should he put extra burden on you. Why should he blame you for a

capacity which you don't have. اگر اُس کے حق میں کوئی دلیل نہیں ہے اگر اُس کے اثباتِ حق کیلئے کچھ بھی نہیں ہے تو وہ کیوں اس امتِ مسلمہ کے ایک ارب لوگوں کو دعوت دیتا پھرے کہ مانو ورنہ تمہیں جہنم کی سزا ملے گی۔

خواتین وحضرات! ہر دور میں پروردگار نے اپنے لیے ایک ناقابلِ شکست دلیل رکھی ہوتی ہے۔کوئی دورِ حاضر کا مجتہد ہوگا تو اس تک پہنچے گا...... ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم قرآن کے جنرل علمی standard (معیار) تک بھی نہیں آتے۔ہم قرآن کو pre-determined ideas (پہلے سے متعین کردہ خیالات) سے پڑھتے ہیں۔ہمارے پاس اُس کے پس منظر کو سمجھنے کیلئے مناسب علم نہیں ہے اور پس منظر کو سمجھنے کیلئے قرآن سے پہلے تمام علم کا جائزہ لینا پڑتا ہے کہ یہ علم کیا تھا؟ دنیا کس یقین پر قائم تھی؟ لوگوں کے کیا faith (یقین) تھے؟ کیا beliefs تھے؟ دورِ قدیم کی سائنسز کیا کہہ رہی تھیں؟ آرٹس کیا کہہ رہے تھے؟ تب کہیں جا کر ہم قرآن کے back ground (پس منظر) تک پہنچتے ہیں۔ You need at least three thousand years of educational period. (آپ کو کم از کم تین ہزار سالوں کا تعلیمی دور چاہیے) مجھے ایک آیت کو سمجھنا تھا۔عجیب سی آیت تھی......ایک دعویٰ مبہم......خواتین وحضرات! یہ بھی یاد رکھیے گا کہ میں ہزار غلطیاں بھی کروں تو انسان رہتا ہوں، اللہ کے پاس کوئی چانس نہیں ہے۔ He cannot make even one single mistake. If he does it he is no more God. کتنا آسان ہے خدا کی خدائی سے انکار کرنا۔ اگر ایک غلطی خدا کرتا ہے تو خدا نہیں ہوتا۔میں ہزار غلطی کر کے بھی انسان رہتا ہوں تو خواتین و حضرات! مجھے اُس کی ایک آیت کا حق ادا کرنا تھا۔آیت یہ تھی کہ شروع میں سب موحد تھے بعد میں انہوں نے بت پرستی شروع کی۔

"كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً" (البقرہ۲:۲۱۳)

ہمارے پاس پرانی تہذیبوں کے بارے میں صرف ایک original (حقیقی) ریکارڈ ہے۔ There is only one pre-historic record (ماقبل تاریخ کے بارے میں صرف ایک ثبوت ہے۔) اور وہ "علم الاصنام" یا mythology ہے۔میں نے A to Z ساری کی ساری mythologies پڑھیں and I have to very humble in front of God. (مجھے خدا کے سامنے عاجز ہونا پڑا) میں حیران رہ گیا...... یہ خود میرے لیے

انتہائی حیرت کی بات تھی کہ وہ Bybolonian mythologies ہوں، Scandinavians ہوں، mesonics ہوں، یا Indian mythology ہو...... تمام mythologies کے پاس صرف ایک خدا ہے۔ Greek mythology میں ہزاروں خداؤں کے پیچھے صرف ایک خدا chronus (کرونس) ہے۔ Zeus (زیئس)، Hefastus (ہیفاسٹس)، Afrodite (الفروڈائٹ)، Hermes (ہرمس)، Mars (مارس) سب کے سب ایک "chronus" (کرونس) سے پیدا ہوئے۔ انڈین mythology کی trilogies کو دیکھ لیجئے، دونوں کے پیچھے صرف ایک خدا کا تصور ہے جسے ''اندرا'' کہتے ہیں جو خدائے واحد کا تصور تھا جس کی انڈیا میں آتے ہی local subject' کے انتشار کی وجہ سے دو بیویوں ''متھرا'' اور'' ورونا'' سے شادی کرادی گئی اور دوسری trilogy میں بھی صرف ایک خدا ''برہما'' ہے جس کے ساتھ فوری طور پر ''وشنو'' اور'' شیوا'' attach (منسلک) کردیئے گئے مگر جب بھی ''منو'' سے اس کے بیٹے نے پوچھا کہ کیا حقیقتِ مطلقہ تین حصوں میں بٹی ہوئی ہے تو اس نے کہا:

''نہیں، یہ مظاہر ہیں۔ حقیقت مطلقہ صرف ایک ہے، واحد ہے، اس میں کوئی انتشار نہیں''۔

حضراتِ گرامی! قرآن کو سمجھنے کیلئے، اُس کی آیات کو سمجھنے کیلئے ہر علم کا ہر حرفِ آخر چاہیے تب آپ ایک General category of knowledgeabilitiy کیلئے کوالیفائی کرتے ہیں۔ چلیں آپ یہ نہ مانیں مگر قرآن کے بارے میں ایک عمومی فکر و فراست کیلئے بھی آپ کا مطالعہ اتنا تو ہونا چاہیے نا...... آپ بائیس برس بی اے کی ڈگری کو دیتے ہیں۔ specialization میں ستائیس برس گزر جاتے ہیں۔ ذرا گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ اپنے اللہ کو کیا دیتے ہیں......؟ کتنا وقت خدا کو دیتے ہیں؟ کتنی توجہات دیتے ہیں؟ اور جاننا چاہتے ہیں ''عالم کل'' کے شہنشاہ کی حکمت کے بارے میں...... اس کی کارکردگی کے بارے میں...... اور وہ وقت دیکھیں جو اپنی زندگی کا آپ پروردگارِ عالم کو دیتے ہیں تو سوائے شرمندگی کے آپ کو کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

خواتین و حضرات! اللہ یہ بات واضح طور پر کہتا ہے کہ میرے دین میں اکیلے اکیلے شِق لے کر نہ گھسو۔ یہ نہیں کہ آپ نے شریعت law کو دس قوانین کی چادر میں سمیٹ رکھا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو میرے قوانین ذلیل و رسوا ہو جائیں گے۔ ایک institution اگر معاشرے میں

آئے گا تو میرا institution خراب ہوگا:

"یَاَ یُّهَا الَّذِینَ اٰمَنُوا ادخُلُوا فِی السِّلمِ کَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّیطٰنِ اِنَّهٗ لَکُم عَدُوٌّ مُّبِین"

(اے لوگو جو ایمان لائے ہو داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے کے پورے اور مت پیروی کرو شیطان کی بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے)

اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور دوسرے سسٹم کی پیروی نہ کرو۔ "خُطُوٰتِ الشَّیطٰن" جب اسلام ایک سسٹم ہے تو دوسرے سارے "خُطُوٰتِ الشَّیطٰن" بھی system ہیں۔ اللہ یہ کہہ رہا ہے کہ تم میرے وہ مہربان ہو جو میرے system کو ہزار دوسرے باقیات میں رسوا کر دیتے ہو۔ ازراہِ کرم میرے سسٹم کو دوسرے سسٹم سے علیحدہ کرو تا کہ تمہیں اس system کے فوائد پتہ چلیں، تا کہ تمہیں پتہ چلے کہ اسلام کیا معنی رکھتا ہے......؟ کیا عنوان رکھتا ہے......؟ کیا عمل رکھتا ہے......؟ کیا اصلاح رکھتا ہے......؟ اور خواتین و حضرات! خدا یہ کہنا چاہ رہا ہے کہ میرے تمام سسٹم جڑے ہوئے ہیں۔ آج کوئی شخص سود کو ختم نہیں کر سکتا۔ میں ربّ کعبہ کی قسم اُٹھا کر کہتا ہوں کہ نہ کوئی عالم، نہ کوئی دانشور، کوئی سود کو ختم نہیں کر سکتا۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ نے سود کا counter system (حریف نظام) بنایا ہوا ہے، وہ تو آپ کے پاس سرے سے وجود ہی نہیں رکھتا: "یَمحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُربِی الصَّدَقٰت" (اللہ سود کو گھٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔) جب تک آپ صدقات کے نظام کو مرتب نہیں کرتے، آپ سود نہیں ختم کر سکتے۔ کیوں نہیں ختم کر سکتے......؟ آیئے ذرا خطبۃ الوداع والے دن کی بات سنیئے......! بائیس سال کی مسلسل عبادت، محبت، ریاضت، تعلیم و تلقین کے باوجود خطبۃ الوداع کے دن رسول ﷺ فرماتے ہیں:

"آج کے دن میں تمام سود باطل قرار دیتا ہوں اور سب سے پہلے اپنے چچا عباس ابنِ مطلب کا سود معاف کرتا ہوں"۔

خواتین و حضرات! ذرا غور و فکر سے جواب دیجئے گا، یہ جملہ کیا بتاتا ہے آپ کو کہ بائیس برس عباس ابنِ عبدالمطلب سود لیتے تھے، دیتے تھے اور سود ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔ بائیس برس کے بعد سرکارِ کائنات ﷺ خطبۃ الوداع والے دن ارشاد فرما رہے ہیں کہ آج کے دن میں نے تمام سود باطل قرار دیئے اور سب سے پہلے اپنے چچا عباس ابن عبدالمطلب کا سود معاف کرتا ہوں۔ اُس

وقت تک تھوڑا بہت تو ہوگا نا، عباسؓ کا سود...... تبھی آپ ﷺ کو یہ اعلان کرنا پڑا۔ گھر سے اعلان کرنا پڑا...... وجہ کیا ہوسکتی ہے خواتین و حضرات! وجہ بہت سادہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کوئی حتمی حکم اس وقت نہیں دیتے تھے جب تک کہ اس کے counter system (حریف نظام) نہ تخلیق ہو گئے ہوں۔ اسلام ابھی اپنے سسٹم تخلیق کر رہا تھا۔ اللہ کے حکم کے ساتھ ساتھ محمد ﷺ اپنے نظام کو مکمل کر رہے تھے۔ قرآن ابھی مکمل نہیں اترا تھا۔ نظام ابھی مکمل نہیں ہوا تھا۔ transition (گزران) پر کوئی فیصلہ کن statement (بیان) نہیں آتی۔ جب اللہ کے رسول نے زکوۃ کا نظام مرتب کر لیا، صدقات کا نظام مرتب کر لیا، تمام اخلاقی نظام مرتب کر لئے، معاشرتی اور معاشی نظام مرتب کر لیے تو ایک final (حتمی) حکم دے دیا کہ اب تم میں سے کوئی سود نہیں لے گا، اب اگر سود لو گے:

"فَاِن لَّم تَفعَلُوا فَاذَنُوا بِحَربٍ مِّنَ اللہِ وَ رَسُولِہٖ" (البقرہ پارہ ۳: ۲۷۹)

(پھر اگر ایسا نہیں کرتے (سود نہیں چھوڑتے) تو اللہ اور اُسکے رسول سے لڑنے کو ہوشیار ہو جاؤ۔)

اب اگر کوئی سود لے گا تو اللہ اور اُس کے رسول سے جنگ کرے گا مگر زمانہء آخر کی سنیں......!

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ زمانہء آخر میں اگر سود نہیں تو اُسکا دھواں ہر فرد تک پہنچے گا......

حضرتِ علامہ سے آپ پوچھیں......! اگر طالبان کو بھی اقوامِ متحدہ روٹی دے رہی ہے تو سود کی دے رہی ہے، پانی دے رہی ہے تو سود کا دے رہی ہے۔ آج پاکستان میں کوئی علامہ سود سے خالی نہیں ہے کیونکہ یورپ کا مجتہد آپ کو نہیں جانتا۔ یورپ کا مجتہد نہیں جانتا کہ کون مولوی ہے، کون غیر مولوی ہے۔ یورپ کا مجتہد کہتا ہے کہ ہر پاکستانی پر 526 ڈالر قرض ہے، چاہے وہ لیتا ہے یا نہیں لیتا...... مولوی ہے یا غیر مولوی ہے۔ ہر پاکستانی پر یہ ڈالر قرض ہے اور ہر پاکستانی اس کا سود دے رہا ہے، آپ چاہو یا نہ چاہو...... اگر جبر و اکراہ کی اس دنیا میں آپ ہر صورت وہ کام کرنے پر مجبور ہیں جو آپ قلبی اور ذہنی طور پر نہیں کرنا چاہتے۔ آپ مسلمان ہیں تو آپ کو کیا چیز ڈراتی ہے؟

میں آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ اجتہاد "فکری جدوجہد" ہے آپ کونسی ایسی "فکری جدوجہد" کر رہے ہیں جس سے آپ کا مستقبل اُن صاحب ایمان لوگوں جیسا ہو جائے جو اسرائیل کو بھی شکست دیں گے اور دجالِ عصر سے بھی نبٹیں گے؟۔ آپ میں اور مجھ میں کوئی ایسی صفت نہیں ہے اے بندگانِ خدا......! اگر آپ غور کیجئے تو جس مذہب کی پہلی اور بنیادی شق سے آپکی آگاہی نہیں ہے اس میں مزید آگے آپ کیسے جائیں گے۔ اس کی پہلی شق یہ ہے

کہ مذہب معاشرت کیلئے نہیں ہے، مذہب شریعت کیلئے نہیں ہے، شریعت معاشرے میں ایک طریقۂ کار ہے جس کی مدد سے لوگ اس قابل ہو جاتے ہیں کہ خدا کی آ گاہی پاسکیں۔ شریعت بذاتِ خود مقصود نہیں ہے۔ تمام مذاہب کا آدمؑ سے لے کر محمد رسول اللہ ﷺ تک اگر واحد مقصد ہے تو خدا کی پہچان، خدا کی محبت، خدا تک رسائی ہے اور اس کے بعد اللہ نے آپ کو اس کام میں سہولت دینے کیلئے شریعت تخلیق کی۔

لوگ کہتے تھے کہ کوئی نظام ہوتا، کوئی ترتیب ہوتی، کوئی بندوبست ہوتا، کوئی خدا نے حکم دیئے ہوتے، وہ ہم پورے کرتے، ہم اللہ تک پہنچتے۔ مگر پہلے ایسا نہیں تھا۔ survival (بقا) کے دنوں میں نظام پورا نہیں آ سکتا تھا۔ انسان کی بڑھوتری کے دنوں میں، انسان کے ترقی پذیر معاشرے میں ایک ایک کر کے قانون آئے۔ اللہ علماء کی طرح ''عجلت پسند'' نہیں تھا۔ اللہ نے کم از کم چالیس ہزار سال لئے ہیں انسانی معاشرے کو اخلاقی طور پر، شریعتی طور پر آگے بڑھانے میں...... حیرت کی بات ہے کہ سب سے پہلا معاشرہ priest (پادری) سوسائٹی کہلاتا ہے۔ انسان کی ابتداء اور ابتدائی ترین معاشرے، priest معاشرے تھے۔ اُن میں ایک عالم، ایک مذہبی شخص ہی اُن کا جرنیل بھی ہوتا، اُنکا سردار بھی ہوتا، اُنکا حکمران بھی ہوتا مگر یہ مذہبی شخص خدا سے in touch (منسلک) ہوتا اور حضراتِ گرامی! بنو اسرائیل کے زمانے تک آتے آتے ہر گروہ کا ایک نبی تھا اور ہر نبی خدا سے منسلک ہوتا اور سب سے بڑا مسئلہ حضرت دانیالؑ کے زمانے میں یہ ہوا کہ دانیالؑ ایک سچا priest اور نبی تھا اور اُس کے مقابلے میں کم از کم پچاس جھوٹے بھی تھے۔ تا آنکہ معاشرہ ترقی پاتا ہوا محمد رسول اللہ ﷺ تک پہنچا اور پروردگار نے کہا کہ آج انسان ذہنی طور پر اس قابل ہو گیا ہے کہ میں اپنے نظام کی پوری ذمہ داری اس کے حوالے کروں۔ اب انسان اس قابل ہو گیا ہے کہ جو انسان کی بھلائی اور خیر کا system میں انہیں دینا چاہتا ہوں، اُس کے محافظین مجھے مل گئے ہیں:

''اَلیَومَ اَکمَلتُ لَکُم دِینَکُم وَاَتمَمتُ عَلَیکُم نِعمَتِی''

(آج کے دن تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر نعمت تمام کر دی)

جب تک ہم ''اجتہادِ فکر'' کا پہلا حصہ مکمل نہیں کریں گے ہم اس میں مزید آگے نہیں جا سکتے۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم اپنے مجتہدین سے بھی نفرت کرتے ہیں۔ ایک practical (عملی) مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے سب سے بدتر کام یہ کیا کہ اپنے چار jurists (ائمہ) کو تقسیم کیا۔ اُن سے نفرت اور

محبت تقسیم کی اور ایک دوسرے پر اُن کی خاطر لعنت ملامت کی اور اُن پر ہم نے یہ لعنت ملامت ڈال دی۔

خواتین وحضرات! اہلسنت والجماعت کا قول یہ ہے کہ ہمارے چار امام ہیں۔ جس شخص سے پوچھ لو، کہتا ہے کہ ہمارے چار امام ہیں: مالکؒ، شافعیؒ، احمد بن حنبلؒ، ابوحنیفہ نعمانؒ بن ثابت مگر یقین سے کہہ دیجئے کہ کیا ایک شخص بھی ایسا موجود ہے جس نے حنفی ہو کر احمد بن حنبلؒ کی بات مانی ہو۔ یہ چار jurists ہیں۔ چار jurists کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک سپریم کورٹ بٹھائی جائے تو چار جج ہیں جو قانون کو interpret کرتے ہیں، قانون میں کشادگی پیدا کرتے ہیں۔ خواتین وحضرات! اللہ کے نزدیک سب سے اچھا دین دار وہ ہے جو مسلمانوں کیلئے آسانی پیدا کرے۔ اللہ کے نزدیک فقیہہ اور مجتہد قرآن کی اس آیت کے سائے تلے ہیں:

"طٰهٰ o مَآ اَنزَلنَا عَلَیکَ القُرآنَ لِتَشقیٰٓ"

(اے سردار! ہم نے قرآن کو مشقت کے لیے نہیں اتارا۔)

اگر قرآن مشقت کیلئے نہیں اترا تو لوگوں کو اس میں آسانی کیوں نہیں نظر آتی......لوگ کیوں اس میں مشکل محسوس کرتے ہیں......؟ کہیں "مجتہدانِ عصر" جو ہیں یہ خدا کی بجائے شیطان سے تو نہیں ملے ہوئے۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ علمائے اسلام جان بوجھ کر مذہب کو اس لئے تو نہیں مشکل بنا رہے کہ لوگ دین سے بھاگ جائیں، مسجدوں سے بھاگ جائیں، عبادات سے بھاگ جائیں۔ انڈیا میں آرام سے جا کے نماز پڑھیں......اور پاکستان میں مسجدوں میں گھستے ہوئے جان کے لالے پڑ جائیں......

خواتین وحضرات! غور کیجئے! کہ چار فقیہہ اور چار jurists ہیں یعنی ہماری خوش قسمتی ہے کہ یہ چاروں فقیہہ مسائل پر اتنی wide range رکھتے ہیں کہ اگر ابنِ کثیر یہ کہتا ہے کہ ولی کے بغیر نکاح زنا ہے تو ابوحنیفہؒ "کتابِ ہدایہ" کو اس بات پر کھولتا ہے کہ ولی کے بغیر نکاح جائز ہے۔ کشادگی دیکھی آپ نے......! آپ نے دونوں سمتیں دیکھیں، ایک آسمان کی کشادگی اور دوسری زمین کی تنگی ہے۔ اسی طرح ایک امام یہ کہتا ہے کہ تین طلاق، طلاقِ مطلق ہے اور باقی تین jurists (جج) کہتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے، ہزار مرتبہ بھی طلاق ایک وقت میں دی جائے تو ایک شمار کی جائے گی۔ ابنِ صہبا ابن عباسؓ کے پاس حاضر ہوئے، کہا:

"ابنِ عباس! کیا یہ سچ نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں

متعدد طلاقیں ایک سمجھی جاتی تھیں؟ کہا: ''ہاں، ایسا ہی ہے۔'' کہا: ''پھر سیدنا ابی بکر صدیقؓ کے زمانے میں متعدد طلاقیں کیا ایک نہ سمجھی جاتی تھیں''؟ کہا: ''ہاں، ایسا ہی ہے'' کہا: ''پھر عمرؓ کے ابتدائی زمانے میں بھی متعدد طلاقیں ایک نہ سمجھی جاتی تھیں''؟ کہا: ''ہاں، ایسا ہی ہے''۔

مگر اب ذرا فقیہہ کا کام دیکھئے کہ فقیہہ قرآن کی حد بھی معطل کر سکتا ہے۔ جب مدینے میں قحط پڑا، لوگ بھوکے مرنے لگے۔ عسرت و ناداری نے لوگوں کو آگ کی طرح چاٹ لیا تو حضرتِ عمر فاروقؓ نے ''قطعِ ید'' کی سزا معطل کر دی۔ ''ایک نیک نیت، صاحبِ اخلاق، عارفِ زمانہ مملکت خداوندکا خلیفہ اللہ پر بھی تھوڑی سی جرأت کر سکتا ہے''۔ یہ وہ مجتہد ہے، یہ وہ صاحبِ اجتہاد ہے کہ جب فاقہ کشی بڑھ گئی، چوری چکاری عام ہوگئی تو اللہ کے اس بندے نے قطعِ ید کو کچھ وقت کیلئے معطل کر دیا مگر معطل اس طرح نہیں کیا، بغیر reason کے معطل نہیں کیا کیونکہ جنھوں نے سزا پڑھی ہوتی ہے انہوں نے پیچھے ایک اور آیت نہیں پڑھی ہوئی کہ:

''اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيْرِ'' (البقرہ۲:۷۳)

(بے شک اس نے تم پر صرف مردار اور خون اور سور کا گوشت حرام کیا ہے۔)

یہ چاروں چیزیں حرامِ مطلق ہیں

''فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ'' (المائدہ ۶:۳)

(پھر جو کوئی بھوک سے بیقرار ہو جائے اور گناہ کرنا نہ چاہے۔)

مگر اگر جان پر بن گئی ہو اور تم کچھ زیادتی کر جاؤ تو تم پر کوئی گناہ نہیں یعنی جو پورا قرآن پڑھتا ہے وہ صرف ایک ہی آیت تک نہیں رہتا...... چونکہ خلق کی بھلائی اس میں ہے کہ آپ ہزاروں لوگوں کے ہاتھ نہ کاٹتے پھرو بلکہ پہلے اُن کو provide کرو، اُن کو روٹی دو۔ بحیثیت امیر المومنین کے، بحیثیت ایک اسلامی ریاست کے جب مخلوق کا حق آپ اُن کو نہیں دے رہے اور ناداری، افلاس اور فاقوں میں اگر وہ اُٹھ کر چوریاں کرنے لگے تو خدا کی حد اللہ کے اُس بندے نے ساکت کر دی۔ حالات abnormal (ناہموار) ہوں تو قوانین کو بھی نارمل نہیں رکھا جا سکتا اور یورپ کے مجتہدین جسے discretion (امتیاز) کہتے ہیں، اجتہاد میں وہ equity (انصاف) پر زور دیتے ہیں۔ اگر ایک فرد کا حق اس طرح مجروح ہو گیا ہے کہ پہلے کوئی قانون موجود نہیں ہے تو مجتہدِ فکرِ مغرب، اُس equity کو بھی قانون بنانے کا حق رکھتا ہے مگر اسلام میں کوئی چیز اکیلی نہیں

آتی۔ اجتہاد اکیلا نہیں آتا۔ اکیلا کوئی شخص مجتہد نہیں ہوسکتا۔ قرآن کے اجتہاد کیلئے قرآن وسنت کی فہم وفراست کی اشد ترین ضرورت ہے تاکہ اصول متغیر نہ ہوں اور لوگوں کو سہولت بھی ملے۔ مجتہدِ وقت کا کام یہ نہیں کہ پانچ کی بجائے تین نمازیں کردے۔ کسی کو یہ حق حاصل نہیں، مجتہدِ وقت کا یہ کام نہیں کہ روزوں کی چھوٹ دے اور نماز رکھ لے۔ مجتہدِ عصر کا کام یہ ہے کہ:

''بغیر کسی اصول کو متغیر کیے ہوئے زیادہ سے زیادہ سہولتیں اہلِ اسلام کو دے تاکہ قرآن کی یہ آیت پوری ہو''۔

''مَا اَنْزَلنَا عَلَیکَ القُرآنَ لِتَشقٰی''

(ہم نے قرآن کو مشقت کیلئے نہیں اتارا۔)

اگر آپ counter system کی طرف دیکھیں، اگر آپ یورپی نظام کی طرف نظر دوڑائیں، اگر اُنکا ٹریفک سسٹم آپ لے رہے ہو تو خدا کو اُس پر کونسا اعتراض ہے......؟ آج کی ''اجتہادی فکر'' یہ کہتی ہے کہ وہ نظام جس سے آپ کے کسی بنیادی قانون میں خلل پیدا نہیں ہوتا تو اُس کی آگہی میں آپ کو کوئی بھی پرابلم درپیش نہیں ہے۔ ٹی وی، ڈش بڑی واہیات چیزیں ہیں مگر کیا یہ بذاتِ خود واہیات ہیں؟ کیا ایک instrument (آلے) کو آپ بُرا کہہ سکتے ہیں؟ لاؤڈ سپیکر پر اللہ کا کلام سنائیں اور گالیاں بھی دیں...... کیا آپ کو فرق محسوس نہیں ہوتا؟ کوئی بھی آلہ بیک وقت ''حسن و قبح'' سے خالی ہوتا ہے۔ اسکا objective (ظاہری) استعمال آپ کو criminal (مجرم) بناتا ہے یا مصلح یا reformer بناتا ہے۔ ان اشیاء پر پابندی آگہی پر پابندی ہے اور معاشرے کا فہم وادراک سے دور جانے کے برابر ہے، rigidity (سخت گیری) بڑھانے کے برابر ہے۔ کیا آپ کمپیوٹر کا انکار کردیں گے؟ internet کے رستے روک لیں گے؟ آپ کیا اردگرد کی دنیا سے ''شتر مرغ'' کی طرح بے خبر رہیں گے کہ جب وہ بھیڑیئے کو آتا دیکھتا ہے تو اپنا سر ریت میں دبالیتا ہے، سمجھتا ہے کہ میں محفوظ ہوگیا ہوں۔ بڑا آسان شکار ہوتا ہے وہ...... کیا اپنا سر چھپا کے آپ سنگ باری سے بچ جائیں گے......؟ اقوامِ عالم کے طنز و تشنیع سے بچ جائیں گے......؟ میری اُن پر طنز غلط ہے، مگر ایک بات تو ہم میں بھی سچی ہے...... باقی چیزیں اُن کی سچی ہوں نہ ہوں۔ میں آپ کو ایک دو اپنے ساتھ بیتے ہوئے واقعات سنا دیتا ہوں کہ اگر مذہب کی اس طرح کی interpretation ہوگی تو سنگ باری کا سامنا تو آپ کو کرنا پڑے گا۔

''میں ریل کار پر سفر کر رہا تھا۔ نماز کا وقت ہوا، اپنی جگہ بیٹھ کر میں نے نماز پڑھی،

ناگہاں مجھے اذان کی صدا سنائی دی...... میں بھی چونکا...... میں نے سوچا کہ شاید کسی نے دیوانگی میں ایسا کیا ہے...... کچھ لوگ کھڑے ہو گئے...... ظاہر ہے جگہ تو وہاں تھی نہیں تو لوگ دروازے میں کھڑے ہو گئے۔ امام نے اپنے آگے لگی ہوئی راڈ کو پکڑ لیا اور پانچ آدمی اس کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔...... اب بیچاری سڑک مسلمان نہیں ہوتی...... ریل کا track (پٹڑی) مسلمان نہیں ہوتا...... اگر ہوتا بھی ہو گا تو کم از کم ہم کو اس کی آگہی نہیں ہوتی...... انجن کو کوئی خبر نہیں تھی کہ ''متقین'' سفر کر رہے ہیں تو غیر ہموار جگہ پر آ کر پوری کی پوری گاڑی ہلنی شروع ہو گئی...... اب وہ صاحب جو آگے امامت کر رہے تھے وہ پورے زور سے اِدھر اُدھر سر بچا رہے ہیں...... پھر پیچھے ہٹ کے دوسروں کو چھوتے ہیں...... کوئی اِدھر سے ہاتھ لگا رہا ہے...... کوئی اُدھر سے...... اتنی مضحکہ خیز نماز میں نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھی۔ جب وہ ختم ہوئی تو میں نے کہا کہ جب اللہ نے آپ کو سہولت دی...... سفر کی رعایت دی...... سواری کے رُخ کی رعایت دی: ''وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ'' (اور مشرق اور مغرب دونوں اللہ کے ہیں تو جدھر تم منہ کرو اُدھر ہی قبلہ ہے) تو آپ کو کیا ضرورت پڑ گئی اس عجیب و غریب مظاہرے کی...... تو انہوں نے کہا کہ اس طرح ہم لوگوں کو جماعت کا قائل کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ اکثر لوگوں کے چہروں پر میں نے تبسم دیکھا، بڑی مشکل سے کچھ لوگ قہقہے ضبط کر رہے تھے۔ اگر آپ اس طرح ان لوگوں کو impress (متاثر) کرتے ہیں تو ماشاء اللہ آپ کی عقل کی داد چاہیے...... اسی طرح ایک دفعہ میں جہاز میں ٹریول کر رہا تھا اور جہاز میں ٹریول کرتے ہوئے مجھے سواری پر نماز پڑھنے کے بارے میں ایک حدیث کی سمجھ آئی۔ ابھی اس میں فقیہوں نے ایک سختی کی ہوئی ہے، ذرا غور کیجئے کہ عصر (زمانے) کے تقاضے کس طرح ''فراستِ دین'' کو اُبھارتے ہیں کہ جب میں جہاز میں ٹریول کر رہا تھا...... تو عموماً ٹریول کرتے ہوئے زیادہ تر فقیہہ اور محترم دوست یہ کہتے تھے کہ فرائض نیچے اتر کر پڑھو، تو میں سوچتا تھا، ہمیشہ میرے ذہن میں یہ سوچ رہی کہ سفر کے تو فرض ہی دو ہیں، پھر کتنے نیچے پڑھیں، کتنے اوپر پڑھیں اور اگر فرض نیچے اتر کر پڑھنا ہے تو پھر سواری پر نماز تو بے سود ہے...... جب میں جہاز میں بیٹھا ہوا تھا تو پہلے تو میرے دل نے کہا: ''چلو! ایک بے سود کوشش جہاز سے نیچے اترنے کی کر ڈالو''...... مگر پھر مجھے یہ یقین ہو گیا کہ میرے رسول ﷺ نے مجھے ہر دور کیلئے سہولت بخشی ہے۔ میں نے دیکھا کہ خواتین چائے کی ٹرالیاں لے کر نکل رہی تھیں۔ بے شمار ملکی و غیر ملکی مسافر بیٹھے ہوئے تھے تو اچانک اذان شروع ہو گئی۔ اب چونکہ مجھے

تجربہ تھا، میں نے سوچا کہ کوئی حادثہ نماز پیش آنے والا ہے مگر مجھے یہ نہیں سمجھ آ رہی تھی کہ جگہ کونسی ہو گی تو آپ یقین جانیں کہ جہاز میں بیچ میں جو گلی ہوتی ہے، اُس میں چھ سات آدمی ایک دوسرے کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے جماعت پڑھی۔ میں نے بعد میں اُن سے عرض کی کہ کوئی ایسی جگہ بھی ہے جہاں جماعت نہ ہوتی ہو......؟ کیا اس مذہب میں کوئی exception نہیں......؟ مذہبِ اسلام جو نماز میں 34 exceptions (استثناء) دیتا ہے۔ کیا اس نے آپ کو اس اذیت میں کوئی رخصت نہیں دی ہوئی......؟ کیا یہ لازم ہے، کہ آپ اس طرح نماز پڑھ کے قرار واقعی ایک ایسے احمقانہ شوق کو مذہب کہیں گے......کیا یہ خدا کا دین ہے......؟ کیا یہ وہ آسانیاں ہیں جو اللہ آپ کو دینا چاہتا ہے......؟ کیا محبتِ خداوند کو کبھی اس طرز میں بھی آپ پیش کریں گے کہ جو وہ بندوں کا خیال رکھتا ہے اور اُن کو آسانی اور فراغت دیتا ہے اور خدا کے رسولؐ نے فرمایا:

''جو سختی چاہتا ہے اس پر سختی ہے''۔

اور خدا کو ہمیشہ نرمی سے سمجھو اور اس کے سامنے نرم رہو۔ اگر اتنے ضابطوں کے مالک ہو گے تو پھر اس کے بھی ضابطے سخت ہوں گے......

''neurosis (خللِ اعصاب) اور psychosis (ذہنی ابتری) نرمی سے تھوڑے سے فاصلے پر کھڑے ہوتے ہیں''۔

خواتین و حضرات! اجتہاد کا بنیادی حامل عارف ہوتا ہے عالم نہیں ہوتا...... جہاں اجتہاد پچھلے اور اگلے علوم پر حاوی ہوتا ہے وہاں خارجی اور باطنی دونوں understandings پر مشتمل ہوتا ہے۔ اگر آپ کو Deeds of the Prophet (اعمالِ رسول ﷺ) کا علم ہے لیکن آپ کو ''نیاتِ رسول ﷺ'' کا علم نہیں ہے تو آپ کبھی بھی اجتہاد نہیں کر سکتے۔ جب تک کہ آپ کو یہ پتہ نہ چلے کہ رسول اللہ ﷺ کے اعمال کے پیچھے کیا psychology (نفسیات) تھی اور بظاہر کیا محسوس ہوتا ہے۔

ایک جگہ اللہ نے اجتہاد کیا، ایک جگہ محمد رسول اللہ ﷺ نے اجتہاد کیا۔ دونوں کی مثال دیکھیں کہ انہوں نے کتنی وسیع range (سلسلہ) اختیار کی۔ حضرت ایوبؑ نے اپنی بیوی کو سزا دینے کی قسم کھائی۔ آپ مجھے غور کر کے بتایئے گا کہ کیا یہ وہی اللہ ہے جو جنت اور جہنم کی سزا دیتا ہے اور ایوبؑ کو اتنی رعائتیں اور گنجائشیں دے رہا ہے۔ عورت نیک تھی، مگر اس سے خطا ہو گئی، بعد

میں ایوبؑ نے پچھتانا شروع کیا کہ اگر اتنی خدمت گزار بیوی کو سو کوڑوں کی سزا دوں گا تو یہ تو کوئی اچھی بات نہیں ہے، پھر اس مسئلے میں اللہ نے ایوبؑ کو ایک اجتہادی راہ بتائی کہ ایک سو تنکوں کا مُٹھ لے، اُسے باندھ اور ایک دفعہ بیوی کو مار دے، بس سزا ختم ہوئی۔ یعنی سو کوڑوں کی سزا کس طرح قرآنِ حکیم نے ختم کر دی۔ اب رسول اللہ ﷺ کو دیکھیں: لوگ آئے اور کہا:

> ''حضرت! ہم کھجور میں پیوند لگاتے ہیں''۔ فرمایا: ''ہمیں تو پیوند پسند نہیں''۔ لوگ لوٹ گئے، پیوند نہیں کیا، اگلے برس پلٹے اور کہا: ''یا رسول اللہ! آپ کے کہے پر پیوند نہیں کیا تھا، فصل بڑی خراب ہوئی''۔ کہا: ''پھر ایسے کیا کرو جیسے تمہیں صدیوں کے تجربات سے حاصل ہے''۔

خواتین و حضرات! اس سے زیادہ علمی و عقلی حدیث مجھے اور کوئی نہیں نظر آئی، رسول اللہ ﷺ نے اپنے لئے ایک خطا کا امکان پیدا کیا اور تمام اُمتِ مسلمہ کیلئے تجربات کی صداقت چھوڑ دی، practical (عملی) تجربات کی اہمیت و صداقت چھوڑ دی۔ یہ ایک subjective اور objective attitude (داخلی اور خارجی رویہ) تھا۔ حضورِ گرامی مرتبت کا یہ کہنا، اور کرنا اس بات کی مثال ہے کہ تمام تر subjectivity جب تک objective reality سے support نہ ہو وہ غلط ہو سکتی ہے، چاہے وہ پیغمبر کی زبان مبارک ہی کیوں نہ ہو۔ اس لئے اللہ کے رسول ﷺ نے ایک انتہائی قیمتی علمی اصول اس حدیث میں ارشاد فرمایا۔

میں اپنی بات کو مختصر کرتا ہوں اور وہ simple ہے کہ آج کا اجتہاد علمی تقاضوں کا مقتضی ہے۔ جب تک آپ عصرِ حاضر کے تقاضوں کو نہ سمجھیں گے، عقل و معرفت کے دروازے نہ کھولیں گے تو اس وقت تک موجودہ اسلام کوئی argument (دلیل) نہیں رکھے گا کیونکہ پورے کا پورا مغربی تعلیم کا نظام انکوائری اور question (سوال) اُبھار رہا ہے اور جب تک اسلام اس انکوائری اور اس question کا جواب دینے کے قابل نہیں ہو گا کسی قیمت پر بھی آپ کو غلبہ حاصل نہیں ہو گا۔ آپکو صرف زمینی ہی نہیں بلکہ آسمانی غلبہ چاہیے، physical (طبیعیاتی) نہیں meta-physical (مابعد الطبیعیاتی) غلبہ چاہیے۔ خالی اندھا دھند یقین نہیں بلکہ علم و معرفت کی بنیاد پر یقین چاہیے۔ خدا خود قرآنِ حکیم میں کہتا ہے کہ میں نے عبادات کے درجے نہیں بنائے، میں نے تہجدوں پر درجے نہیں بنائے، میں نے روزوں پر درجے نہیں بنائے:

"نَرفَعُ دَرَجٰتٍ مَّن نَّشَآءُ"
(جس کے چاہتا ہوں درجے بلند کرتا ہوں۔)
"وَفُوقَ کُلِّ ذِی عِلمٍ عَلِیم"
(اور ہر علم والے کے اوپر علم والا ہے۔)
وما علینا الا البلاغ

سوال وجواب

سوال: سنت، اجتہاد اور بدعت میں کیا فرق ہے؟ سنت کی حد ختم ہونے پر اجتہاد ہونا چاہیے یا یہ اجتہاد بدعت میں شامل ہے؟

جواب: بڑا اچھا سوال ہے۔ جیسے میں نے پہلے آپ سے عرض کیا کہ کوئی چیز اکیلی نہیں ہوتی اور اجتہاد قطعاً قرآن وسنت کی تعلیم سے باہر نہیں ہوتا بلکہ اجتہاد اوران کے طریقہ کار میں اختلاف کے بجائے قدرِ مشترک سنت سے ہی ثابت ہے۔رسُول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

''فراستِ مومن سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے''۔

دراصل جسے ہم اجتہاد کہتے ہیں وہ دوسرے لفظوں میں فراستِ مومن ہوتی ہے اور فراست مومن مکمل طور پر دو subjects پر مشتمل ہوتی ہے۔ اللہ قادرِ مطلق نے انسان کو جب عقل سے نوازا اور جانور سے اُسے جدا کیا: ''نَبتَلِیهِ ( ) ''فَجَعَلنٰهُ سَمِیعًا ۢ بَصِیرًا'' (پھر اسے سنتا دیکھتا کر دیا۔) سماعت و بصارت دینے کے باوجود ہم میں اور جانور میں ایک بنیادی فرق ہے۔وہ بنیادی فرق ہمارے brain (دماغ) کی quantity (حجم) کا ہے جیسے چمپینزی کے دماغ کا حجم 450 کیوبک سینٹی میٹر پر مشتمل ہے۔انسان کا بچہ بھی 1950 کیوبک سینٹی میٹر کا دماغ رکھتا ہے۔آگے بڑھا تو Homo Habilus اور Homo Erectus تک کی سٹیج پر اُس کا brain ایسا نہیں تھا کہ وہ کوئی خیال contain کرسکتا یا سوچ سکتا۔اسکے بعد آخری برفانی دور آیا۔اس دور کے بعد ہمیں اچانک ایک ایسا انسان ملتا ہے جو سوچنے والا ہے اس لیے اُس کا نام Homo sapien-sapien رکھا گیا یعنی سوچنے والا انسان...... یہ سوچنے والا انسان سوچ بھی رہا ہے، قانون بھی بنا رہا ہے اور قانون کی متابعت بھی کر رہا ہے اور اصل میں انسانی معاشرے کے استحکام کی ایک بنیادی وجہ اس کی اولاد تھی۔

دوسرے تمام جانوروں کے برعکس انسان کا بچہ آسانی سے اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہو سکتا۔اُسکو بہت وقت چاہیے، دس سال چاہئیں۔وہ اپنے آپ کو defend (حفاظت) کرنے کے قابل نہیں ہوتا ہے اور نہ کسی offensive (جارحانہ کارروائی) کے قابل ہوتا ہے۔ اس وقت انسانی والدین کو دوسرے تمام جانوروں کے برعکس اپنی اولاد کیلئے بقا کا مسئلہ درپیش تھا۔سانپ کا بچہ پیدا ہوتے ہی متحرک ہو گیا، بکری کا بچہ پیدا ہوتے ہی ٹانگوں پر کھڑا ہو گیا......مگر انسان نے اپنے بچے کے survival کیلئے، اپنی اولاد کی حفاظت کیلئے معاشرے کی دیواریں تخلیق کیں،

آبادیاں بسائیں، عورت و مرد کے قوانین جدا ہوئے، کارکردگی جدا ہوئی اور اس طرح معاشرہ انسانی حدود میں آگے بڑھا اور بلوغتِ فکر تک پہنچا، دین مکمل ہوا، انسانی ذہن اس قابل ہوگیا کہ خدائی احکامات کی پیروی کر سکے اور الٰہیاتی احکامات کو مکمل طور پر سمجھ سکے۔

خواتین و حضرات! شریعت بوجھ نہیں ہے یہ بات ذرا توجہ سے سنیے گا، ہر سسٹم اپنے متعلقہ افراد کیلئے خوشی کا باعث نہیں بنتا۔ آج دنیا کے بہترین سسٹم بھی احتجاج ریکارڈ کرتے ہیں اور اگر برٹش democracy (جمہوریت) ہے تو سارے Britishers (انگریزوں) کو ایک جیسی اچھی نہیں لگتی۔ اگر امریکن سسٹم ہے تو سارے امریکیوں کو اچھا نہیں لگتا۔ پچھلی مرتبہ میں امریکہ میں تھا تو میں نے ایک امریکی شخص سے پوچھا کہ تمہیں اپنے نظام میں کیا چیز بُری لگتی ہے تو اُس نے کہا کہ taxation ...... یہاں بھاری ٹیکس ہیں تو میں نے اُسے کہا: ''کیوں بری لگتی ہے؟'' اُس نے کہا: ''دیکھو پروفیسر! ہم نے برطانیہ کے خلاف جنگ ان taxes کی وجہ سے کی تھی۔ ''جنگِ آزادیٔ امریکہ'' کی بنیادی وجہ انہی taxes کی نفرت تھی۔ اب ہماری حکومت بھی ہم پر وہی taxes کا بوجھ لاد رہی ہے''۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر آدمی ہر نظام کی پابندی سے خوش نہیں ہوتا۔ عین ممکن ہے کہ شریعت کے نظام سے بھی کچھ لوگوں کو اختلاف ہو حالانکہ شریعت کے نظام میں اور دوسرے نظام ہائے زندگی میں ایک بنیادی فرق ہے، ایک ایسا فرق جو دنیا کے کسی نظام میں موجود نہیں ہے، باقی قوانین میں Ignorance of law is no excuse (قانون سے بے خبری کوئی عذر نہیں) اسلام میں Ignorance of law is excuse (قانون سے بے خبری عذر ہے) یہ ایک بہت بڑا بنیادی فرق ہے جو قوانین اسلامیہ اور دوسرے قوانین کے سسٹم میں ہے۔ اب اگر خدا یہ کہے کہ ''مَـا اَنـزَلنَـا عَلَیکَ القُـرآنَ لِتَشـقٰی '' کہ ہم نے قرآن کو مشقت کیلئے نہیں اتارا تو آپ یقین جانیے کہ خدا یہ کہنا چاہتا ہے کہ میرا نظام ہر دوسرے نظام سے عمل کرنے میں سہل ہے، پابندی میں سہل ہے، مشقت گھٹانے میں سہل ہے اور انسان کے ترفع میں سہل ہے، 1955ء میں جب برطانیہ میں سوشل سیکیورٹی سسٹم شروع ہوا تو اُنہوں نے ایک مثال میں یہ کہا کہ یہ نظام سب سے پہلے دنیا میں عمر بن خطابؓ نے شروع کیا تھا اور اس system کی بنیاد فاروقِ اعظمؓ کا وہ قول تھا:

''دجلہ کے کنارے اگر ایک کتا بھی بھوک سے مرے گا تو عمر اُس کا ذمہ دار ہے''۔

پھر دوسری بات عمرؓ نے یہ کہی کہ:

''اگر اللہ نے مجھے ایک سال اور دے دیا تو میں ہر یتیم، ہر بیوہ اور ہر بوڑھے کیلئے روزینہ یا اُن کیلئے وظائف مقرر کروں گا''۔

یہ عمرؓ ہی کا بتایا ہوا سسٹم ہے جس کی خوبی آج لوگوں کو مشرق سے مغرب کو بھگائے لے جاتی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے دل میں صرف کوئی احساسِ ناکامی ہی تو نہیں ہے مگر:

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

We are expecting for miracles (ہم معجزات کے متوقع ہیں۔) یقیناً اللہ miracles پر قادر ہے۔ آپ کے گردش و افلاس کے دنوں میں آپ کی مدد کرنا چاہتا ہے مگر '' لَاتَبْدِیلَ لِکَلِمٰتِ اللہِ '' (یونس ۱۰:۶۴) (اللہ کا کلام نہیں بدلتا) ''فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللہِ تَبْدِیلاً'' (پس تُو اللہ کا برتاؤ ہرگز بدلتا ہوا نہ پائے گا) وہ قاعدہ اور قانون نہیں بدل سکتا۔ بنی اسرائیل کی گردش کے دنوں میں، اُن کی بدکاری اور حرام کاریوں کے دنوں میں اللہ نے ''حضرتِ اسقائیل'' سے کہا کہ تُو اس قوم کیلئے بڑی دعائیں کرتا ہے...... آ میرے ساتھ! چل اور ذرا دیکھ، یہ کیا کر رہے ہیں...... ''ہیکلِ سلیمانی'' میں بنو اسرائیل کے بڑے جمع تھے اور یہ پلان کر رہے تھے کہ کہاں اللہ کا کانسی کا، کہاں سونے کا اور کہاں چاندی کا بت نصب کیا جائے۔ خواتین و حضرات! اللہ نے کہا کہ میرا اصول ہے کہ تم پلٹ آؤ گے تو میں پلٹ آؤں گا، تم لوٹ جاؤ گے تو میں لوٹ جاؤں گا۔

جس ملک کی بنیاد سب سے پہلے ایک commitment پر ہوئی اور اس commitment میں اور بھی چیزیں شامل تھیں۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ ملک بنیادی ضرورتوں کی وجہ سے تخلیق ہوا۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ ملک معاشی وجوہ کی وجہ سے تخلیق ہوا۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ سوشل اور اجتماعی differences (اختلافات) کی وجہ سے تخلیق ہوا یا سروسز کی کمی و بیشی کی وجہ سے تخلیق ہوا۔ مگر حضراتِ گرامی! پاکستان کی تخلیق میں ان میں سے کوئی لوکل وجہ ایک بڑا slogan (نعرہ) نہیں بن سکی بلکہ جب پوری اُمت کو اٹھانے کیلئے کسی نصب العین اور commitment کی ضرورت پڑی تو مذہب ہی کو اختیار کیا گیا اور یہ کہا گیا کہ مسلمانوں کو اپنا نظام، اپنی زندگی، اپنے طریق و رسم و رواج اور خدا کی پرستش کی آسانی کیلئے ایک علیحدہ ملک چاہیے۔ اُس وقت معجزہ ہوا۔ بہت بڑا معجزہ ہوا...... ایک اقلیت جس نے ایک انتہائی ایماندار لیڈر

کو تخلیق کیا، یہ لیڈر کون تھا؟ اس کی commitment دیکھئے! اپنی بھی دیکھئے! کہ جب قائد اعظمؒ سے کسی نے کہا کہ حضرت اتنی محنت، اتنی مشقت اور اتنی عرق ریزی کیوں کرتے ہو تو اُس نے کہا کہ بات صرف اتنی سی ہے کہ اللہ نے مجھے ایک کام دیا ہوا ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ جب میں اس کے حضور پہنچوں تو اللہ مجھے کہے:...Well done! Mr. Jinnah اس انسان کی accountability (احتساب) اس کی commitment کا کوئی اور مرکز نہیں تھا۔ سوائے اللہ کی ذات کے وہ کسی کو بھی جواب دہ نہیں تھا۔ ایک اجماع میں وہ اجماع psychologically اور physically مربوط اجماع ہوتا ہے۔ اجتہاد، اجماع کی صورت میں ایک قوم کا اجماع نہیں ہوتا بلکہ صدیوں کے، قرونِ اولیٰ کے، قرونِ ثانیہ کے اثرات بھی اس میں شامل ہوتے ہیں۔ ''ثُمَّ الَّذِینَ یَرُونَهُ ثُمَّ الَّذِینَ یَرُونَهُ ثُمَّ الَّذِینَ یَرُونَهُ'' کہ اصحاب کے زمانے سے لیکر اب تک میری متاعِ حیات جتنا اسلام ہے، جتنا اسلامی شعور ہے، جتنا میرا اخلاقی اور کلچرل شعور ہے وہ آج کے مسلمان کے اجماع میں بھی شامل ہوگا۔

یہ ہماری genetic inheritance (جینیا اور نسلی وراثتی) ہے۔ کوئی انسان آزاد پیدا نہیں ہوتا، ہر انسان تین اثرات کا شکار ہوتا ہے۔ ایک genetic influences (نسلی اثرات) دوسرا immediate parental influences (والدین سے آئے ہوئے اثرات) اور تیسرا اس کے ذاتی تجربات ہیں۔ میری اپنی زندگی کے ذاتی تجربات جو ہیں وہ میرے acquired effects (اختیار کردہ اثرات) ہیں مگر میرے پس منظر میں میری نسل کے، میری اُمت کے، میرے پیغمبر کے effects (اثرات) ہیں۔ آپ دیکھئے کہ وہ شخص کیسے مومن ہو سکتا ہے۔ وہ شخص کیسے فکری اجتہاد کر سکتا ہے جس کے دل میں محمد ﷺ کی یہ حدیث موجود نہ ہو:

> ایک شخص نے سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ فرمایا: ''کیوں پوچھتا ہے؟ تو نے ایسے کونسے کام کئے ہیں''؟ کہا: ''یارسول اللہ ﷺ! کچھ بھی نہیں کیا، نہ نماز، نہ روزے'' تو فرمایا: ''کس برتے پر قیامت کو پوچھتا ہے؟'' کہا: ''یارسول ﷺ! مجھے آپ سے محبت بہت ہے''۔ فرمایا: ''قیامت کے دن لوگ اُس کے ساتھ اُٹھائے جائیں گے جس سے انہیں محبت ہوگی''۔

حضرت عمرِ فاروقؓ دربارِ رسالت میں پہنچے۔ وہ عالمِ ربّانی ﷺ اُن سے پوچھتے ہیں:
''عمر! میں تمہیں کتنا عزیز ہوں؟'' کہا: ''یارسول اللہ! میری جان سے کم آپ مجھے ہر چیز سے بڑھ کر عزیز ہیں''۔ حضورِ گرامی مرتبت نے فرمایا: ''عمر! ایمان پورا نہیں ہوتا جب تک میں تمہیں تمہاری جان سے بھی پیارا نہ ہو جاؤں''۔ فرمایا: ''یارسول اللہ! آج کے بعد آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں''۔

یہ sentimental attachments (جذباتی وابستگی) نہیں ہیں۔ یہ مت گمان کریں کہ یہ جذباتی باتیں ہیں، جس کی total commitment ہوتی ہے وہ جذبات سے بالاتر ہوتی ہے۔

ہمارے ملک میں ایک انقلاب کی بنیاد رکھی گئی تھی اس کو آپ social انقلاب بھی کہہ سکتے ہیں۔ اُس زمانے میں مَیں استاد تھا، میرے شاگرد مجھ سے پوچھتے تھے کہ Marxian فلاسفی یہ کہتی ہے کہ Religion is an opium (مذہب افیون ہے) اور ہمیں استاد یہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ (نعوذ باللہ) capitalism (سرمایہ داری) کے ایجنٹ تھے۔ کیا کوئی مسلمان یہ بات کر سکتا ہے؟ نہیں کر سکتا۔ سوچ سکتا ہے؟ نہیں سوچ سکتا۔ مگر مسلمانوں نے یہ باتیں سوچیں، مسلمانوں نے یہ باتیں کیں۔ اس کی صرف ایک وجہ تھی کہ اُن کی commitment اسلام سے زیادہ Marxian کی طرف تھی اور جب لوگ ideas سے محبت کرتے ہیں، جب لوگ خیالات سے محبت کرتے ہیں تو وہ اتنی پختہ محبت ہوتی ہے کہ اُس کے رستے میں کوئی دیوار کھڑی نہیں کی جا سکتی۔ خواتین و حضرات! وہ کیا لوگ ہوں گے جو صرف خدا کی محبت کی طمع رکھتے تھے۔ ہم مجموعی طور پر مسلمان ہیں۔ اجماع کے دل و دماغ میں اتنی گہری محبت ہے اپنے رسول ﷺ کی کہ ہر چھوٹا موٹا عالم اُسے اپنی پاور کی خاطر استعمال کرتا ہے۔ یہ جوان غلط نہیں ہیں، بس محبت کے مارے ہوئے ہیں مگر ان کی محبتوں کو کتنا negative (منفی) رنگ دیا جاتا ہے۔ (کہ ان کو کسی بھی رنگ کی پگڑی پہنا کر یہ باور کرایا جاتا ہے کہ یہی محبتِ رسول کی پہچان ہے۔)

کوئی بھی اسلامی نظام انقلاب پر یقین نہیں رکھتا۔ Throughout the Islamic history there is not a single revolution recorded. اسلام evolution (ارتقاء) پر یقین رکھتا ہے۔ بائیس برس اصحابِ رسول ﷺ کی تربیت انہیں

اس مقام پر لائی، ایسی تعلیم دی گئی کہ صہیب رومیؓ ہو یا بلالِ حبشیؓ یا اویس قرنیؓ ہوں، تمام اتنی multiphasic intellect کے مالک تھے کہ جب بلالؓ کو گورنر بنا کے بھیجا جا رہا تھا تو وہ معمولی سے لباس میں تھے، رستے میں کسی نے کہا: ''بلال! آج کے دن کوئی اچھا لبادہ وجبہ وعمامہ و دستار پہن لیتے'' تو بلالؓ نے کہا: ''تم یہ بلال کو کہہ رہے ہو......! مجھے وہ دن یاد ہیں کہ میں ایک عورت کا دو وقت کی روٹی کیلئے غلام ہوا۔ از خود میں نے اپنے آپ کو دو وقت کی روٹی کیلئے غلام کیا۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ نے وہ ہدایت بخشی، ہمیں وہ علم بخشا، وہ شعور بخشا اور وہ کرم ہوا مجھ پر کہ میں اُسی عورت کا خاوند ہوا اور اُس نے تمام اسباب اور وسائل میرے سامنے رکھے...... بلال کیا اپنی حیثیت کو جانتا نہیں ہے''۔ مگر اُس غلام کو دیکھئے کہ ایک غلامی کی stage سے اُٹھ کر ایک گورنر ہونے تک اُسے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اُسے دفتر کا ہونے تک کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اہمیت کا کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بلالؓ اپنی گورنری سے بڑا انسان تھا اور یہ شعور، یہ غور و فکر جو بلالؓ میں آیا، جو کسی بڑے فلسفی میں آ سکتا ہے وہ صرف محبتِ رسول ﷺ کے دم سے ہے۔ ''سکندر'' نے ''دیو جانس'' سے کہا کہ تُو کیا چاہتا ہے، اُس نے کہا، اے غلام ابنِ غلام ابنِ غلام میرے لیے خدا کی نعمت چھوڑ دے تو اُس نے کہا کہ میں غلام ابنِ غلام کیسے ہوا، اُس نے کہا: ''تُو خواہش کا غلام ہے اور میری خواہش میری غلام ہے۔ تُو میرے غلاموں کا غلام ہے''۔ یہ وہ لوگ تھے کہ جنہوں نے آقا و رسول ﷺ کی متابعت میں، محبت میں اس درجہ رہنمائی پائی، آگہی پائی کہ ان میں سے ہر شخص فقیہہ تھا، ہر شخص صاحبِ اجتہاد تھا، صاحبِ عقل و مرتبہ تھا، اس لیے حضورِ گرامی مرتبت نے فرمایا کہ میرے اصحاب ستاروں کی طرح ہیں جدھر ان کو دیکھو، ان سے ہدایت پاؤ گے، ان سے روشنی پاؤ گے۔ یہ اقطابِ عالم ہیں۔ ایک وقت ضرور ایسا آیا کہ اتنے اقطاب زمین پر جمع تھے کہ جو جدھر گیا رشد و ہدایت کا باعث بنا۔ اب اگر کسی شخص کو اُسی رشد و ہدایت کا مالک ہونا ہے اب اگر کسی کو مجتہد ہونا ہے، مفسر ہونا ہے اور دین کی اچھی فہم رکھنی ہے تو اُسے زمانہء اصحاب کو رجوع کرنا ہوگا۔ وضاحتِ اصحاب دیکھئے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے دوستوں نے علم کا کیا اچھا اصول نکالا کہ جب اُن کو کوئی بات سمجھ نہ آتی تو وہ کہتے: ''اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتا ہے''۔ آپ کو پتہ ہے کہ ''نا آگہی'' کا عرفان ''آگہی'' کے اعلان سے بہتر ہے۔ جس شخص نے یہ کہا کہ مجھے نہیں پتہ، وہ اس شخص سے بہت بہتر ہے جس کو کم پتہ تھا اور اُس نے دعویٰ ء معرفت کر دیا اسی لیے اجتہاد کا لیول نصیب نہیں ہوتا۔ اپنے وقت میں اگر ابو حنیفہؒ مجتہد تھے تو اُن کے بارے میں مستند اور مشہور ہے

کہ سونوافل رات کو پڑھ کر سوتے تھے۔اسی طرح امام محمد بن ادریس شافعیؒ تھے،اسی طرح حضرت امام احمد بن حنبلؒ تھے اور انسؓ بن مالک سے کون آگاہ نہیں ہے۔یہ اللہ کے رسول ﷺ کی متابعت میں کھوئے ہوئے تھے۔اگر اختلاف رائے ہوا تو کیا اس اختلاف رائے میں کوئی شخص یہ شبہ کر سکتا ہے کہ ان چہار آئمہ کے وجودِ مبارک سے کسی قسم کی بدعات سرزد ہو سکتی تھیں۔

بدعت اصول کو متغیر کرنے کا نام ہے۔اصول یہ ہے کہ جیسے احمد بن حنبلؒ بدعت کے خلاف کھڑے ہوئے تھے۔عقل و معرفت جب بڑھ گئی تو معتزلہ نے قرآن کو خدا کا کلام کہنے کی بجائے مخلوق سمجھا۔خواتین و حضرات! آج بھی اگر قرآن کو خالق کا کلام نہ سمجھا جائے تو پورے کا پورا مذہبی نظام صفر ہو جاتا ہے۔آج بھی قرآن کو اگر خالق کا کلام نہ سمجھا جائے گا تو اسلام کا وجودِ علمی،معنوی اور شرعی سب ختم ہو جائے گا کیونکہ اگر یہ خدا کا کلام نہیں ہے تو اس کی eternal application (دائمی موزونیت) کی کوئی حجت نہیں ہو سکتی۔دوسرا آپ حدیث کا پوچھتے ہو تو قرآن کا ثبوت یہ نہیں ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے،قرآن صرف اس حدیثِ مبارکہ پر کھڑا ہے کہ ''یہ قرآن اللہ کا کلام ہے''۔اگر رسول اللہ ﷺ یہ نہ کہہ جاتے اور نہ فرماتے کہ یہ کلام جواب میں بول رہا ہوں یہ میرا ہے اور یہ کلام جو میں نے اب کہا ہے یہ وحی ہے تو اس کے سوا قرآن کا کوئی ثبوت نسلِ انسانی پر باقی نہ ہوتا۔صرف اس ثبوت کو قائم کرنے کے لیے اللہ نے رسول اللہ ﷺ پر پیدائشی نبوت declare (اعلان) نہیں کی۔صرف اس سچائی کا نقیب بنانے کیلئے 40 برس تک محمد رسول اللہ ﷺ کو اُس معاشرے میں جہاں نیکی اور عہد و پیمان نام کی کوئی چیز نہیں تھی امانت دار کہلوایا،صادق کہلوایا تا کہ جب وہ یہ کہیں کہ یہ قرآن ہے تو اس کی امانت و صداقت پر شبہ نہ کیا جائے۔اس کے علاوہ قرآن کا کوئی ثبوت ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ خدا کا کلام ہے،اس کی عربی بڑی اچھی ہے۔کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس کا style بڑا عمدہ ہے۔ magnificent ہے۔John Milton کی نظموں کا سٹائل بھی بڑا اچھا اور magnificent ہے،بڑی high ranking ہے۔کیا ایک ''غیر عربی'' عربی سٹائل کو سمجھ سکتا ہے؟ مجھے قطعاً پتہ نہیں ہے کہ ''امراء القیس'' اور ''زہیر'' اور ''قرآن'' میں کیا فرق ہوتا ہے...... مجھے کچھ پتہ نہیں ہے......اس وجہ سے کہ نہ میں عربی بلاغت سے آشنا ہوں،نہ میں عربی فصاحت کے قوانین سے آشنا ہوں۔یہ صرف میرا حال نہیں ہے،میں جس اُمت سے تعلق رکھتا ہوں اُس اُمت کے کروڑہا لوگوں پر یہ علم مفقود ہے تو یہ کیسے ثابت ہوگا کہ میں قرآن پڑھ کے

قرآن کو خدا کا کلام سمجھوں۔ میرے پاس قرآن کی حقانیت کی صرف ایک دلیل ہے اور یہ اصول متغیر نہ ہونے پائے کہ قرآن خالق کا کلام ہے اور قرآن میں دیا ہوا نظام خالق کا نظام ہے۔ اللہ کا دیا ہوا نظام ہے۔ اسمیں تصرف نہیں ہوسکتا۔

سب سے پہلے فقیہہ اور مجتہد پیغمبر ﷺ ہیں۔ میں نبی ﷺ کے اجتہاد و فکر کی دو مثالیں آپ کو بتاتا ہوں کہ ان کا اجتہاد و فکر کا کیا پیمانہ تھا اور صحابہ کرام کا فکری پیمانہء اجتہاد کیا تھا؟ قرآن حکیم میں ایک آیت ہے۔ ''اِنَّ اللہَ یُحِبُّ التَّوّٰبِینَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِینَ'' (اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے اور طاہر رہنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔) خواتین و حضرات! اگر آپ کو ایک freedom (آزادی) دوں کہ آپ ''طاہر'' کے لفظ کا مطلب مجھے اس طرح بتا دیں جس رو سے یہ قرآن میں آیا ہے تو مجھے سو فیصد یقین ہے کہ آپ کیلئے اس کی وضاحت کرنا ناممکن ہوگا۔ ہم اس کی تاویل شاعرانہ کر سکتے ہیں، فلسفیانہ کر سکتے ہیں مگر...... یہ intellectual وضاحتوں کا مذہب نہیں ہے۔ یہ basic (بنیاد) سے اوپر اُٹھا ہوا مذہب ہے۔ اس میں کچھ لوگ آگے بڑھیں گے مگر generality (عمومیت) قانون میں پست ترین قانون سے اُٹھے گی۔ ابھی جو بات میں آپ کو بتانے والا ہوں یہ شاید ایک دو کے سوا کسی کے سان گمان میں بھی نہ ہو، تو پوچھا گیا: ''یا رسول ﷺ! ''مطہرین'' سے کیا مراد ہے''؟ فرمایا: ''جو ڈھیلے کے بعد ''آب دست'' لیتے ہیں''۔ Who are a little more clean. Who have a better sense of little more cleaning. کہ ڈھیلے سے استنجا کرنے والا بھی پاک ہے مگر باہر سے واپس آکر ڈھیلے کے استعمال کے بعد کوئی شخص extra (زائد) صفائی کا متلاشی ہو اور پانی کے ساتھ استنجا کر لے تو وہ ''مطہر'' ہے۔ خواتین و حضرات! غور فرمایئے کہ interpretation (وضاحت) کتنی آسان ہے مگر اس interpertation میں بڑی حکمت ہے کہ A little more clean (کچھ زیادہ صاف) ''طاہر'' ہے۔ اللہ کہتا ہے کہ جو ایک انسانی جسمانی استطاعت کو سامنے رکھتے ہوئے basic (بنیادی بات) پر پاک ہوتا ہے وہ بھی پاک ہے، مگر جو تھوڑی سی کوشش صفائی کی زیادہ کرتا ہے، جو تھوڑی سی کوشش اپنے بدن اور ذہن کو clean کرنے کی کرتا ہے وہ ''طاہر'' ہے۔ اب آپ دیکھئے کہ اگر یہ باتیں ہمارے پاس نہ ہوں تو ہم لفظوں کے بتنگڑ بنا دیں۔ یہ practical applications (عملی موزونیت) ہیں۔ شارحؒ نے الفاظ کے وہ معنی بتائے ہیں جو مجھے قابل قبول ہیں مگر میں طاہر نہیں ہوسکتا تھا۔ قرآ،

حکیم میں ایک آیت آئی کہ: "وَاعبُد رَبَّکَ حَتّیٰ یَاتِیَکَ الیَقِین" (عبادت کیے جا حتیٰ کہ تو یقین تک پہنچے) خواتین وحضرات! اگر آپ سب کو یہ موقع دیا جائے کہ اس آیت کا ترجمہ بتائیں تو آپ اس سے کیا سمجھو گے......: عبادت کئے جا حتیٰ کہ تو یقین تک پہنچے...... اگر آپ کوئی اور مطلب سوچیں یا نہ سوچیں، آپ یقین کا ترجمہ موت نہیں کر سکتے۔ تمام اصحاب رسول ﷺ اس بات پر متفق تھے کہ یقین کا مطلب موت ہے۔ ''عبادت کیے جا حتیٰ کہ تو موت تک پہنچے''۔ اس لئے موت سے پہلے تمام علم و یقین transition ہے اور عین ممکن ہے کہ موت سے ایک لمحہ پہلے کوئی نفاق، کوئی طبیعی عجب، کوئی جہالت، کوئی تعصب انسان کو دین سے فارغ کر دے، اس لیے جنابِ علیؓ کو جب خنجر لگا، وہ زمین پر گرے تو پہلی بات یہ پوچھی کہ مجھے کس نے مارا ہے اُن کو بتایا گیا کہ ''ابنِ مریم خارجی'' نے مارا ہے۔ فرمایا: ''خدا کی قسم آج میں کامیاب ہوا''۔ یہ اُس کی علمی تفسیر ہے کہ خدا کی قسم آج میں کامیاب ہوا۔ میں اپنے انجام تک اپنے اُس basic (بنیادی) نظریے کی حفاظت سے پہنچ گیا۔ خواتین وحضرات! امام جعفر صادقؒ نے فرمایا: ''توبہ آسان ہے، ترکِ گناہ مشکل ہے''۔

> ''اگر فکر اجتہادی نہ ہو، قرآن وسنت کا چھتر اس پر سایہء فگن نہ ہو، اگر اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی روشنی نہ ہو، اگر فراستِ مومن کی بنیاد قرآن و حدیث پر نہ ہو تو کوئی مجتہد نہیں ہو سکتا''۔

آج کے زمانے میں اُس تمام علمی تحقیق و جستجو کے دوران جو میں نے مشرق ومغرب کے علوم میں کی تو ایک وقت ایسا آیا کہ میرے دل میں رنج آنے لگا کہ آگے پروگریس نہیں تھی۔ کچھ مزید مطالعے کے بعد میں یہ کہہ سکتا تھا کہ میں نے ادبی ادراک حاصل کر لیا ہے، فلسفیانہ ادراک حاصل کر لیا ہے...... مگر کیا یہی کمال ہے کہ اس کو پڑھ لیا، اُس کو پڑھ لیا۔ اس دانشور کے خیال سے آگاہی حاصل ہوئی اس کے خیال سے آگاہی حاصل ہوئی...... کیا میں وہ شخص ہوں جو جستہ جستہ سب ''چوریاں'' کرنے کے بعد اپنے دامن میں غیروں کی متاع سمیٹے پھرتا ہوں؟ ایک تعجب کی بات یہ تھی کہ میرے دل کے رنج نے مجھے قرآن وحدیث کی طرف مائل کیا اور تب سے لیکر آج تک مجھے ایک متحرک زندگی کا احساس ہے...... مجھے آج بھی یہ احساس ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی اُس معرفت، اُس کمالِ جوامع العلم کے میں نے آج تک اپنی دعا اس لیے نہیں مانگی کہ اُس ساری علم و فراست کے باوجود جو میں نے جمع کرنے کی کوشش کی ہے میں رسول ﷺ کی

ایک دعا تک نہیں پہنچ سکتا۔ ساری عمر دعا کرتے گزر جاتی ہے مگر دعا کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی ایک عجیب دعا ہے: کیا اس سے زیادہ خوبصورت بات آپ کو کوئی سنائی دی؟

"اللھم انی اعوذبک من الدعا لا یسمع و قلب لا یخشع"

(اے اللہ میں اس دعا سے پناہ مانگتا ہوں جو تو سنے نہیں۔)

اُس دل سے پناہ مانگتا ہوں جس میں تجھ سے چھن جانے کا ڈر نہ ہو۔ "وَالعلم لاینفع" اُس علم سے پناہ مانگتا ہوں جس سے نفع نہ ہو۔ ایک دوسری دعا سنیئے! "اللھم اجعلنی صبورا" اے اللہ صبر عطا فرما، "وَاجعَلنِی شَکُورًا" (مجھے میری نگاہ میں چھوٹا کر) "وَاجعَلنِی شَکُورًا" (اور مجھے بہت زیادہ شکر گزار بنادے) "وفی عین الناس کبیرا" (مجھے لوگوں کی نگاہ میں بڑا کردے)۔ یہ ایک ایسی دعا ہے (کہ جس کا فائدہ حدیث میں یہ آیا ہے) کہ اس دعا کے بعد موت کے سوا کوئی حادثہ پیش نہیں آتا، کتنی جامع دعا ہے......! یہ فکری اجتہاد کی دُعا ہے۔ وہ پیغمبر جسے اللہ کی طرف سے براہِ راست فکر کی روشنی ملی اسکا ایک ایک جملہ آپکے لئے فکری اجتہاد کی راہیں کھولتا ہے:

"اَللّٰھُمَّ اَحسِن عَاقِبَتنَا فِی الاُمورِ کُلِّھَا وَاجِر نَا مِن خِزیِ، الدُّنیَا وَعَذَابِ الاٰخِرَۃِ"

(اے اللہ میرے تمام امور کا انجام بہتر فرمادے اور مجھے دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچالے)

معاذ بن جبلؓ سے رسول ﷺ نے کہا: "اے معاذ تجھے کوئی بڑی اچھی دعا نہ بتاؤں جو تیری عاقبت سنوار دے"۔ کہا: "ارشاد ہو"۔ فرمایا: "ایسے کہا کرو:

"اَللّٰھُمَّ اَعِنَّا عَلٰی ذِکرِکَ وَ شُکرِکَ وَ حُسنِ عِبَادَتِکَ"

(اے اللہ اپنے ذکر پر، شکر پر اور حسن عبادت پر ہماری مدد فرما۔)

انہوں نے ہمیں بتایا کہ حسنِ عبادت اور ذکر و شکر کی نعمت خدا کی مرضی، اسکی اطاعت اور اسکی توفیق سے ہے اور یہ بھی دعا سے ملتی ہے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ قرآن و سنت اور اجتہادِ فکر continuity (تسلسل) ہے۔ زمانے میں آخرِ زماں تک کوئی ایسی نئی جدت نہیں آئے گی جو قرآن کے اصول سے متصادم ہو۔ یہ بڑی اہم بات میں آپ سے کر رہا ہوں کہ زمان و مکاں میں نہ کوئی ایسی ساعت آئے گی، نہ کوئی ایسی بات آئے گی جو کسی بھی طور قرآنی اصول سے متصادم ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پورے کے پورے انسانی vision (نگاہ) کو پہلے سے determine (مقدر) کر دیا۔ اللہ نے مکان کو بھی

پہلے سے determine کر دیا۔ قیامت کو determine کر دیا۔ قیامت کے مابین فاصلے کو determine کر دیا، انسانی ترقی کو determine کر دیا، عرصہء دجال کو determine کر دیا اور آخری زمانے کو بھی determine کر دیا۔ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک زمین پر ایک بھی شخص اللہ اللہ کہنے والا موجود ہوگا۔ ہر چیز کو شعوری طور پر مکمل کر دیا۔ vision مکمل کر دیا۔ انسان اللہ کو فریب نہیں دے گا۔ انسان کی عقل خدا کو کوئی فریب نہیں دے سکتی۔ البتہ

"وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللهُ وَاللهُ خَيرُ المَاكِرِين" (ال عمران ۳: ۵۴)

(اور انہوں نے مکر کیا اور اللہ نے مکر کیا اور اللہ بہترین مکر کرنے والا ہے۔)

خدا انسان سے ضرور مکر کر سکتا ہے اور پھر اس مکرِ الٰہی کا ایک ثبوت دورِ حاضر میں بھی نظر آتا ہے۔ ہماری بدقسمتی، ہمارے ایمان کی آزمائش اور بہت بڑا فریب، ہمارا جلنا کڑھنا، غیروں کی دولت پر نظر رکھنا اور اُن کے آثار کو اعلیٰ ترین سمجھنا ہے۔ یہ اللہ نے پہلے بھی قرآن میں کہا۔ کیا آج کا مکر کرنے والا یہ بات نہیں جانتا کہ اگر آج اہلِ یورپ کے دولت کدے روشن ہیں، اُن کے شبستانوں میں صبح و شام قمقمے جلتے ہیں، ان کے ہاں ایک مسٹر برگر (برگر بنانے والے) کی wastage تیسری دنیا کی ضرورتِ خوراک کے برابر ہے...... عجیب و غریب ہے۔ یہ بات کہ امریکہ میں مسٹر برگر کی wastage تیسری دنیا (third world) کے خوراک کے بحران کے برابر ہے۔ اب اندازہ کیجئے کہ کیا اس آسانی کے بعد جملہ احبابِ فکر یہ نہ کہیں گے کہ اُن کی فتوحات کی وجہ مذہب سے دوری ہے اور ہماری پستی کی وجہ مذہب پر اڑنا ہے۔ کیا اس سے یہی دلیل نہیں ابھر رہی ہے؟ کیا اس دلیل کے علاوہ آج کل کے مفکرین کے ذہن میں کوئی اور دلیل ابھر رہی ہے؟ مگر اس سے پہلے اصول بیان ہو چکا ہے کہ قرآنِ حکیم میں اپنے پیغمبر کو اللہ نے کہا:

"اے رسول! اگر ایک مصلحت مانع نہ ہوتی تو میں اہلِ کفر کے در و دیوار چاندی کے بلکہ سونے کے کر دیتا۔"

ڈر یہ تھا کہ جو تھوڑی سی فراغت دنیا سے مسلمان اتنا بہک گیا ہے، اتنا پریشان ہو گیا ہے کہ بار بار اپنے مذہب کو question کر رہا ہے۔ بار بار یہ کہہ رہا ہے کہ اے اللہ تو نے اُن کو بڑا مال دیا۔ کیا ہم تیرے بندے نہیں تھے؟ کیا ہم تیرے غلام نہیں تھے؟ ہمیں کیوں مال نہیں دیا تو نے...... تو خدا کہتا ہے کہ اگر ایک مصلحت مانع نہ ہوتی...... اور مصلحت یہ تھی اے ناشکر گزارو! کہ تم میں سے

ایک بھی دین پر قائم نہ رہتا...... اگر اس چیز کی بچت مانع نہ ہوتی تو میں اہلِ کفر کے در و دیوار چاندی کے بلکہ سونے کے کر دیتا کیوں؟ اس لیے کہ پھر وہ مجھ پر گلہ نہ رکھتے کہ ''اے اللہ ہم نے تجھے نہیں مانا تو تُو نے ہمیں دنیا کا لطف بھی نہیں دیا''۔ اس لئے ہم نے انہیں پوری پوری دنیا دی۔

سوال: عصرِ حاضر کا جہاد کیا ہے؟ کیا عصر حاضر کا قتال ہی جہاد تک محدود ہے۔ کیا جہاد بذریعہ میڈیا یا جہاد بذریعہ معاشرت نہیں ہونا چاہیے۔ براہِ کرم اس پر روشنی ڈالیں؟

جواب: خواتین و حضرات! شاید مسلمانوں پر اس سے کڑا لمحہ نہیں آتا جب وہ realize (محسوس) نہیں کرتا کہ اس عصر میں ہمارے main opponents (اہم مخالف) کون ہیں اور کس چیز سے ہمیں شکست ہو رہی ہے...... اگر تو یہ کہا جائے کہ جی! کشمیر میں ہندو یا مڈل ایسٹ میں اسرائیل ہمارے جذبہء قتال کو دعوت دیتا ہے، جنگ پر آمادہ کرتا ہے تو دوسری back-ground (پس منظر) میں آپ یہ سمجھنے کی کوشش بھی کریں کہ وہ لوگ جو براہِ راست جنگ میں involved (شامل) نہیں ہیں حتی الوسع یہ کوشش کر رہے ہیں کہ کوئی بھی مسلمان قوت علم و عرفان کی اس سطح تک نہ پہنچے کہ ہم سے بہتر کوئی سائنسی، تکنیکی اور علمی استعداد حاصل کر لے اور ہمیں شکست سے آشنا کر دے اور اس پس منظر میں اُن کے ذہنوں میں یہ خواہش ہے کہ مسلمان کبھی ترقی کی اس منزل تک نہ پہنچے۔ اس کیلئے اُن کے پاس دو رستے ہیں: ایک تو یہ کہ مسلمان ممالک جو امیر اور رئیس ہیں، ان کے ذہنوں میں یہ نہ آئے کہ وہ اپنے غریب مسلمان ممالک کی مدد کریں۔ اتفاق دیکھئے کہ ایک انگریز مفکر نے کہا کہ Where ever there is Muslim there is oil. Where ever there is oil there is Muslim. کہ جہاں جہاں مسلمان ہے وہاں وہاں تیل ہے اور جہاں جہاں تیل ہے وہاں مسلمان ہے۔ اس کے باوجود اگر آپ اردگرد پر غور کریں تو کوئی مسلمان اس درجہ غربت و فلاکت کا شکار نہیں ہے جتنا پاکستان ہے۔ کیا یہ بات ہمیں سمجھانے والی نہیں ہے کہ deliberately پاکستان کو اس قابل نہیں چھوڑا گیا۔ اگر پاکستان نے ایٹم بم بنا لیا اور میزائیل بنا لئے تو یہ ہمارے حکمرانوں کی ''نااہلی'' کی وجہ سے ہوا۔ ہمارے قریباً قریباً تمام حکمرانوں نے کوشش کی کہ ہم امریکی یا یورپی ایجنڈے پورے کریں پھر بھی اللہ کو پتہ نہیں کیا منظور ہوا کہ بیچ میں سے کچھ لوگ ایسے اُٹھے اور کچھ استعداد ایسی پیدا ہو گئی کہ آج ہم ٹوپی کے اوپر ہاتھ رکھ کے سربفلک عمارات کو دیکھ سکتے ہیں۔

This is very challenging for all those powers which do

not want centricity of any Islamic counrty.اور بدقسمتی سے پوری دنیا کو یہ بخار چڑھا ہوا ہے کہ کسی طریقے سے پاکستان کی یہ صلاحیت چھین لی جائے یا اس کو ترک کروایا جائے۔ جب سے یہ صلاحیت آئی ہے مسلسل کوشش یہ کی جارہی ہے کہ اسکو کم کیا جائے یا ختم کیا جائے تو آج کے زمانے میں ''تیر وسناں'' سے لڑنے کیلئے یا موجودہ عالم کیلئے پھر آپ کو یورپ کے کلاسیکل ہتھیاروں کی منت کرنی پڑے گی، جیسے انہوں نے جب چاہا، پیسے بھی لے لئے اور F-16 نہ دیئے۔ جب چاہا آپ کو جمہوریت سے گریزاں کر دیا اور ایک نارمل سے progressive (ترقی پذیر) ملک (پاکستان) کو بار بار ایسے بڑے setback (رکاوٹ) دیئے گئے کہ وہ کسی طور پر بھی کسی continuous نظام میں پڑ کر مستحکم نہ ہوسکیں۔ آج ہمارا سب سے بڑا المیہ ہمارا غیر مستحکم ہونا ہے اور دوسرا طریقہ ان کا یہ ہے کہ ایک بڑی گہری سازش کے ذریعے مذہب کو ایسا ناقابلِ قبول کر دیا گیا ہے کہ کسی مسلمان سے اگر پوچھا جائے کہ آپ کون ہیں؟ سنّی ہیں یا شیعہ ہیں تو وہ خوف کے مارے پہلے پہچاننے کی کوشش کرے گا کہ اگلے کا مقصد کیا ہے.....شیعہ اور سنّی میں تو قطعاً کوئی پرابلم نہیں تھا۔ پرابلم یہ تھا کہ اس قسم کے فتنے کھڑے کر کے انہوں نے مذہب کی devaluation (ناقدری) کر دی اور مجموعی طور پر مذہب سے اُمتِ مسلمہ کو بددل کر دیا۔ جب آپ مسلسل مسجدوں میں دھماکے دیکھیں گے۔ قتل وغارت دیکھیں گے، اپنے بچوں کی فکر میں پڑیں گے تو کوشش یہ کریں گے کہ مساجد اللہ میں ہم کم سے کم جائیں یا بالکل نہ جائیں۔ اب ایسی سوچیں پیدا ہوگئی ہیں کہ لوگ مذہب کو بجائے باعثِ تسکین ومحبت وخوشی اور روح کا اطمینان سمجھنے کے اسکو بوجھ اور عداوت سمجھ کر مذہب پر بات ہی کم کرتے ہیں۔ اس سے بڑا المیہ کیا ہوسکتا ہے کہ ہم نظریہءحیات کے ساتھ committ کرنے سے انکار کر دیں اور یہ سب سے بڑا چیلنج ہے۔ اس چیلنج کو face کرنے کیلئے ہمیں اپنے علم ومعرفت کو بہتر کرنا ہوگا۔ جوں جوں علم بڑھتا ہے یہ چھوٹے چھوٹے گروہی مسائل ختم ہوجاتے ہیں اور جب علم کم تر ہوگا تو ہم اپنے اپنے ''بھڑوں'' کے ''گھروندوں'' کی حفاظت کریں گے۔ ڈنگ ماریں گے، ڈنگ کھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ جہادِ علمیہ میں ہم آگے بڑھیں......ایک اور المیہ یہ ہے کہ جو لوگ علم حاصل کرتے ہیں وہ تمام تر ایک ایسی secular intellectual کے مالک ہوجاتے ہیں کہ نہ صرف مذہب سے گریزاں ہوتے ہیں بلکہ اخلاق اور دوسری تمام morality کے ان concepts سے بھی گریزاں ہوجاتے ہیں جو مذہب نے تخلیق کئے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ

جو یورپی intellectual atmosphere (دانش وری کے ماحول) کی وجہ سے intoxicate (مدہوش) ہو جاتے ہیں۔ تمام تر یورپی مال میں کوئی ایسی attraction (کشش) نہیں ہے کہ بندے کا دماغ کھا جائیں یا اُس کا ذہن خراب کر دے۔ بدقسمتی سے ہم اُس مسافر کی طرح ہیں جس پر کسی کار کی flood light (تیز روشنی) پڑے اور اس کی آنکھیں چندھیا جائیں۔ یہ dazzling (چمک دمک) اب ہمارے ہاں اتنی وسیع تر ہو گئی ہے کہ ہمارے تمام بڑے، چھوٹے، حکمرانوں کے بچے local sense of education (مقامی تعلیم) سے قطعاً مطمئن نہیں ہوتے۔ کیریئر کی جنگ وہ باہر جا کے لڑتے ہیں، باہر کے ماحول میں وہ نئے ideas لیتے ہیں، وہ تمام تر ideas سیکولر ہوتے ہیں اور anti-religion (خلافِ مذہب) ہوتے ہیں۔ یہاں واپس آ کر بھی جب وہ religious (مذہبی) ہونے کی کوشش بھی کرتے ہیں تو ہمارا religious atmosphere (مذہبی فضا) انہیں پسماندگی اور ذلت کا بحران دیتا ہے اور یہ بہت بڑا پرابلم ہے۔

We have to fight back not with arms but with intellectual capacity, with our thought provoking with our true commitment to our religion, with our proper priority to religion.

اور انشاءاللہ تعالیٰ ابھی وہ وقت، وہ سماں، وہ زمان و مکاں کی گھڑیاں پیدا ہو رہی ہیں کہ we will be able to match the European challenges (ہم یورپی چیلنج کا مقابلہ کرنے کے قابل ہوں گے)

سوال: عشقِ حقیقی کیا ہے، اس کو کیسے پایا جائے؟

جواب: دراصل عشق کو کسی بھی فالتو adding (اضافہ) کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسے بہت سے لوگوں نے عشق کو "مجازی" بھی کہا، "جسمانی" کہا، "حقیقی" کہا،...... عشق دراصل ایک strong possession (شدید ملکیتی احساس) ہے جو پورے کے پورے جسم پر محیط ہوتا ہے، ذہن پر، قلب پر، جسم پر...... اور یہ human (انسانی) ہے۔ اسکا الٰہیاتی نظام سے کم تعلق ہوتا ہے۔ انسان کی کوئی ایسی خواہش جو نارمل سے نکل کر اس کی sense of possession (ملکیتی حس) بن جائے۔ obsession (وہم کا غلبہ) بن جائے ہم اُس

کو''عشق'' کہتے ہیں اور''عاشق'' کو عام طور پر ہم''مجنوں'' کہتے ہیں۔تمام وہ لازوال حکایتیں جو محبت میں پھوٹی، بڑھی اور پلی ہیں اگر آپ اُنکا پس منظر دیکھیں تو وہ تمام لوگ ایسی possessions(ملکیت) کے شکار ہو گئے جو انتہائی شدید تھیں اور اُن شدتوں کو ہم نے ''عشق'' کا نام دیا۔اللہ نے اپنے لیے رجحانات رکھنے والوں کو صرف''محبت'' کا لفظ دیا۔''محبت'' آئیڈل سطح کی identification(مطابقت) ہے اور''مؤدت'' جسمانی سطح کی harmony (ہم آہنگی) ہے۔''محبت'' میں ہمیشہ انسان کو ذاتی صفات سے بڑھ کر الٰہیاتی صفات کو اپنانا پڑتا ہے اور جسے آپ''عشقِ مجاز'' کہتے ہیں اور پھر اُسے آگے''عشقِ حقیقی'' کے طرف بڑھنا کہتے ہیں......دراصل''عشقِ مجاز'' کا failure(ناکامی) تو کام آتا ہے لیکن''عشقِ مجاز'' کی حقیقت کبھی کام نہیں آتی یا اُس کی success(کامیابی) کام نہیں آتی جیسے علامہ اقبال نے کہا:

تو نہ می داند ہنوز
شوق بمیرد زِ وصل

یعنی اگر عشق ہی کرنا ہے تو تمام عمر کا جلنا عشق ہو گا۔فوراً سے''وصالِ محبوب'' عشق نہیں ہوتا بلکہ عشق میں جلنا''وصال'' ہے:

؎ شب فراق ہے اور نیند آئی جاتی ہے
کچھ اس میں ان کی توجہ سی پائی جاتی ہے

دھیان کا لگے رہنا، دھیان کا بٹ جانا، ایک ایسی possession جو صبح و شام و مساء کبھی آپ سے جدا نہ ہو......اللہ بھی کچھ اسی قسم کی توجہ آپ سے مانگتا ہے۔اللہ یہ کہتا ہے کہ تم کبھی بھی مجھے نہیں پا سکتے جب تک کہ میرے لئے، میری محبت کیلئے باقی محبتیں قربان نہ کرو:

''لَن تَنَالُوا البِرَّ حَتّٰی تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ''

(جب تک تم باقی محبتیں خرچ نہیں کرو گے، باقی possessions خرچ نہیں کرو گے تم مجھ تک نہیں آؤ گے۔)

اللہ نے اپنی محبت کے against(مخالف) ساری دنیا رکھ دی۔ساری خواہشات، ساری جبلتیں، سارا status، رکھ دیا......

'' زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالبَنِينَ وَالقَنَاطِيرِ المُقَنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ وَالخَيلِ المُسَوَّمَةِ وَالاَنعَامِ وَالحَرثِ ط ذٰلِكَ مَتَاعُ الحَيٰوةِ الدُّنيَا''

(یہ بیویاں، یہ خاوند، یہ بیٹے بیٹیاں، یہ گھوڑے، گاڑیاں، یہ زمین داریاں، یہ عزتیں، رتبے، یہ تکلم کی شناسائیاں، یہ شان، یہ سارے کا سارا دنیا کی زینت ہے۔)

ہم نے انسان کی ان تمام خواہشات کو زینت بخشی، جب آپ ان کے حصار سے نکلتے ہیں، اس ''مجازی حصار'' سے نکلتے ہیں تو پھر آپ اللہ کی طرف بڑھتے ہیں۔ اللہ نے بہت بڑا dodge (فریب) یہ دیا کہ تمام خوبصورتیاں ''حواسِ خمسہ'' میں قید کر دیں جس کو چاہو چھوؤ، جس کو چاہو چکھو، جس کو چاہو دیکھو اور اپنے اوپر انہی ''حواسِ خمسہ'' کا حجاب ڈال دیا..... مگر چونکہ انسان کے حواس میں یہ نہیں ہے کہ میرے حواسِ خمسہ سے بالا بھی کوئی تعقل اور معرفت ہو سکتی ہے تو اسی لئے وہ ایک غیر معمولی ادراک کا انکار کر دیتا ہے یعنی بالائے حسیات یا حواسِ خمسہ سے بالا کسی بھی شے کا مطلق ادراک نہ کر سکنے کی اہلیت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اسی مقام پر اللہ موجود ہے اور خدا نے اپنے قرب کیلئے جو طریقہ کار بتایا ہے وہ بڑا سادہ سا ہے۔ اُس نے کہا کہ جب تم کسی سے محبت رکھتے ہو، یا کچھ چیزوں سے محبت رکھتے ہو یا کچھ لوگوں سے محبت رکھتے ہو تو ''فراق'' تمہیں بتاتا ہے، جدائی تمہیں بتاتی ہے کہ کس سے تمہیں زیادہ محبت ہے۔ ''وصال'' میں محبت نمایاں ہوتی ہے اور ''فراق'' میں یاد...... جس کی یاد زیادہ آئے اُس سے تمہیں زیادہ محبت ہوتی ہے تو یاد واحد طریق محبت ہے جیسے

؎ شبِ فراق ہے اور نیند آئی جاتی ہے
کچھ اس میں اُن کی توجہ سی پائی جاتی ہے

اور اللہ نے کہا: '' اُتلُ مَآ اُوحِیَ اِلَیکَ مِنَ الکِتٰبِ'' (قرآن کی تلاوت کرو) ''وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ'' (اور نماز قائم کرو۔) ''اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنھٰی عَنِ الفَحشَآءِ وَالمُنکَرِ'' (یہ تمہیں فحش اور منکر سے روک دے گی۔) ''وَلَذِکرُ اللہِ اَکبَرُ'' (مگر میری یاد تو بہت بڑی بات ہے) نماز کا قرینہ رکھا، قرآن پڑھنے کیلئے کچھ آداب رکھے مگر جہاں تک یاد کا تعلق تھا اُس پر سے ہر ban (پابندی) اُٹھا دیا: ''فَاذکُرُو اللہَ قِیٰماً وَّقُعُودًا وَّعَلٰی جُنُوبِکُم'' کھڑے یاد کرو، کروٹوں کے بل کرو۔ جیسے چاہو مجھے یاد کرو۔ پھر کہا: خوف سے نہیں، وحشت و دہشت سے نہیں، لگن اور انس سے یاد کرو، '' فَاذکُرُو اللہَ کَذِکرِکُم اٰبَآءَکُم'' ایسے یاد کرو جیسے اپنے محبوب ماں باپ کو کرتے ہو، آباؤ اجداد کو کرتے ہو، اپنی روایات کو کرتے ہو، بیوی بچوں کو کرتے ہو۔ مجھے بھی ایسے یاد کرو جیسے اُن لوگوں کو یاد کرتے ہو جن سے تمہیں بڑی محبت ہے اَو اَشَدَّ ذِکرًا یا زیادہ کرو تا کہ

مجھے یہ معلوم ہو کہ تم سب سے زیادہ مجھ سے محبت رکھتے ہو۔

اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کو سب سے اچھا کام کونسا لگتا تھا، فرمایا: ''تھوڑا مگر متواتر''...... بابِ جنابت میں ہے کہ عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا گیا کہ کیا اس عالم میں بھی اللہ کے رسول ﷺ کو یاد کرتے تھے، فرمایا: ''وہ ہر حال میں خدا کو یاد کرتے تھے''۔ اسلیئے یاد پر کوئی پابندی نہیں۔ گندگی میں، غلاظت میں، تنگی ء، بحر و بر میں، دورِ ظلمات میں، مچھلی کے پیٹ میں یونس بن متیؑ اللہ کو یاد کر رہے تھے:

''اَن لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنتَ سُبحٰنَکَ اِنِّی کُنتُ مِنَ الظّٰلِمِینَ ''

تو اللہ نے فرمایا کہ اگر یونس تسبیح کرنے والا نہ ہوتا تو ہم قیامت تک اُسے مچھلی کے پیٹ میں چھوڑ دیتے تو ملاحظہ فرمایئے کہ اُس غلاظت میں پیغمبر کو کیا نصیب ہوگا؟ نہ کوئی وضو، نہ کوئی صفائی...... یہ نہیں کہ ان پر اثر نہیں ہوا۔ جب چالیس دن کے بعد مچھلی کے پیٹ میں سے نکلے تو بدن پر آبلے تھے، جلد گل چکی تھی۔ حضرتِ گرامی! تسبیح میراثِ شوق و محبت ہے۔ خدا کی یاد کا عرفان ہے، اُس کی جدائی میں اُس سے محبت اور اُنس کی سب سے بڑی علامت ہے۔ یہ اہلِ عشق کی hot line ہے اور اسی سے ''عشقِ حقیقی'' کنفرم ہوتا ہے۔ You have only one possible internet to God. اور وہ تسبیح ہے۔

سوال: مرنے کے بعد زندگی ملے گی۔ اس پر سب مسلمان متفق ہیں لیکن یہ کب ہوگا؟ آیا قبر میں یا قیامت کے دن...... اگر یہ کہا جائے کہ قیامت کے دن تمام مُردوں کو اللہ زندگی دیں گے تو پھر قبر کا عذاب کیا روح کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ قبر کے تنگ یا کشادہ ہونے کا اثر تو مادی جسم پر ہی ہوگا اگر ایسا ہے تو کیا تمام مردے، جو قبروں میں ہیں وہ زندہ ہیں؟

جواب: یقیناً موت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس کو صرف ایک ''لمحاتی ذائقہ'' بتایا: ''کُلُّ نَفسٍ ذَائِقَۃُ المَوت '' (ہر جان کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔) جہاں بھی موت کا ذکر ہوا ہے transitional stage (گزران) میں صرف ایک stage کا ہوا ہے کہ ہر آدمی نے transference (منتقلی) کے اس پہلو سے گزرنا ہے، یعنی زندگی کے اس pattern سے زندگی کے اُس pattern کو منتقلی کی بعد از مرگ شہادت رسول اللہ ﷺ نے خود دی ہے۔ یہ صحیحین کی حدیث ہے کہ جب غزوہء بدر میں مرنے والے کافر ایک گڑھے میں ڈالے گئے تو آپ ﷺ نے اُن کو خطاب کر کے فرمایا:

''اے عتبہ......! اے شیبہ......! اے عمر بن ہشام......! جو اللہ نے ہم سے وعدے کئے تھے وہ پورے کیے، جو تم سے وعدے کیے تھے پورے ہوئے یا نہیں''۔ حضرتِ عمر فاروقؓ پاس کھڑے تھے، تعجب سے فرمایا: ''یا رسول اللہ ﷺ! مردے بھی کہیں سنتے ہیں''۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''تم سے بہتر سنتے ہیں مگر جواب نہیں دے سکتے''۔

البتہ قبر کے ایک بھینچ کی اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ایک نشان دہی فرمائی ہے اور قبر کی یہ بھینچ کچھ لمحوں کیلئے ہوتی ہے۔ حدیثِ رسول ﷺ ہے: ''قبر کی بھینچ سے کوئی آزاد نہیں......اگر کوئی آزاد ہوتا تو سعد بن معاذؓ ہوتا''۔ اس بھینچ کے بارے میں کم از کم میرے خیال میں یہ ہے کہ قبر میں سوالات انسان کے physical (جسمانی) وجود سے کئے جاتے ہیں اور وہ ایک pshychic وجود سے نہیں کئے جاتے یا روحانی وجود سے نہیں کیے جاتے۔ جب قبر میں مردے کو چھوڑ جاتے ہیں تو حضرت ''عمرو بن عاص'' نے اپنے بیٹے کو ایک وصیت کی: ''تُو میری قبر پر اُس وقت تک ٹھہرنا جب تک میں آنے والوں سے مانوس نہ ہو جاؤں''۔ یعنی تُو لوگوں کے رخصت ہونے کے بعد کچھ دیر میری قبر پر ٹھہرنا تا کہ میں آنے والوں سے مانوس ہو جاؤں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اُن لوگوں کا حتمی یقین یہ تھا کہ ہم مرنے کے بعد مرتے نہیں ہیں، ایک طرزِ زندگی بدل جاتا ہے......

دراصل زندگی کے تین pattern (نمونے) ہیں، روح کی کوئی شکل و شباہت نہیں ہوتی مگر اُس میں نام و خصائل، کروموسومز کا ایک پورا structure (ڈھانچہ) ہوتا ہے، DNA (ڈی این اے) میں زندگی کی ساری code (کوڈ) لکھی ہوتی ہے۔ یہ عالمِ برزخ کبریٰ میں متعین ہوتی ہے۔ عالمِ برزخ میں دو بڑے بڑے ڈرائنگ روم ہیں۔ ایک وہ ڈرائنگ روم ہے جہاں آنے والی روحیں نیچے اترنے کا انتظار کر رہی ہیں اور ایک ڈرائنگ روم وہ ہے جہاں جانے والی روحیں اپنی ultimate destiny (آخری منزل) کا انتظار کر رہی ہیں تو قبر دراصل ایک ائیر پورٹ سے پہلے ''قرنطینہ'' کا مقام ہے، جہاں ایک آدمی کو اگلے سفر کیلئے clean up کیا جاتا ہے اور سوال پوچھا جاتا ہے اور جو پاسپورٹ اسے چاہیے اُس پر دو بڑے سوال ہیں: ''مَــن رَبُّکَ'' کون تھا تیرا ربّ؟ کہاں سے آئے ہو؟ کیا کرتے ہوئے آئے ہو؟ ہم نے تمہیں اگلی دنیا کا پاسپورٹ issue (جاری) کرنا ہے، یہ دو بہت بڑے galaxial (کہکشانی سلسلے)

آرڈر ہیں۔ایک جنت کا ہے اور دوسرا جہنم کا ہے اس کیلئے پہلے Initial question(ابتدائی پوچھ گچھ) ہے وہ بالکل ویسے ہی ہے جیسے کسی ایئر پورٹ میں خطرے کے وقت ملٹری کا پہرہ لگا ہوتا ہے، پاس طلب کرر ہے ہوتے ہیں۔اور پوچھتے ہیں کہ کہاں سے آئے ہو؟اسی طرح وہاں فرشتے پہلا سوال پوچھتے ہیں "مَــــــن رَبُّکَ" جواب صفر......وہ کہتے ہیں، چلو دوسرا gracel کا question بتاؤ: "مَــن نَبِیُّکَ" بھائی کوئی واقف ہے؟کوئی سفارش ہے؟کسی بڑے سے کوئی تعلق ہے؟ آپ جو بھی اُس کو کہتے ہیں اُس پر تصدیق ایک external call(باہر کی آواز) کرتی ہے کہ میرے بندے نے جھوٹ کہا......میرے بندے نے سچ کہا......سچ کہا اس کو خوبصورت galaxies کے رستے دکھائے جاتے ہیں کہ یہ ہے تمہاری ultimate destinyاور جو غلط جواب دیتے ہیں اُن کیلئے جہنم کے دروازوں کی ہوا کھول دی جاتی ہے کہ یہ ہے تمہاری آخری منزل......مگر جب وہ قبر میں ڈال دیئے جاتے ہیں تو یہ سوال کرنے سے پہلے اُن کو پورے "وجودِ ذاتیہ" میں دوبارہ زندہ کیا جاتا ہے، اُس کو "قبر کی بھینچ" کہتے ہیں۔ I guess that must be a terrible moment because.(میرے خیال میں یہ ایک بہت اذیت ناک لمحہ ہے کیونکہ) ایک تو زندگی میں آپ زندہ ہیں اور جب ایک بالکل اندھیری جگہ (قبر) جسے اللہ نے ظلمات کہا، اس میں آپ پورے حواس میں اٹھائے جاتے ہیں تو it must be very terribleاور اُن دو سوالوں کے بعد آپ کو اُس اذیت کے لباس سے آزاد کر دیا جاتا ہے اور پھر رستے کشادہ ہو جاتے ہیں اور عذاب پھر آپ کے psychic (روحانی) وجود پر ہوتا ہے فزیکل وجود پر نہیں ہوتا۔

سوال: مجتہد کے ذکر میں عارف زمانہ کا ذکر کیا تھا؟

جواب: "اصولِ علم" یہ ہے کہ علم میں اصول اور execution(تعمیل) کی battle(لڑائی) جاری رہتی ہے...... جیسے اللہ کے رسول ﷺ کے پاس کوئی شخص آیا اور کہا کہ کوئی نصیحت کیجئے فرمایا: "جھوٹ نہ بولو"۔نہ اُسے قرآن پڑھایا نہ کوئی بڑی بات کی، صرف یہ کہا کہ جھوٹ نہ بولو...... جب کسی اصول کی execution شروع ہو گی، جب کسی اصول کو ہم عملی زندگی میں لائیں گے تو پوری کی پوری زندگی شاید ایک آدھ اصول کی نذر ہو جائے اور پتہ یہ چلے کہ ہر مقام پر اس کی execution ہمارے لئے پرابلم کھڑی کر رہی ہے تو کفر و اسلام میں ایک پورے کا پورا اختیار انسان کے پاس ہے: "اِنَّــا هَـدَيـنٰـهُ السَّبِيـلَ اِمَّـا شَـاكِراً وَاِمَّـا كَفُوراً" اور دوسرا

''اصول'' مسلمان سے مومن تک کا ہے اور اس عرصے میں، اس پورے مدارج حیات کو چیک کرنے کیلئے آپ پر جو مسائل وارد ہوتے ہیں، جو tests وارد ہوتے ہیں ان میں کامیاب ہونے کے بعد آپ ''مومن'' ہونا qualify کرتے ہیں: ''اَم حَسِبتُم اَن تَدخُلُوا الجَنَّةَ'' تم گمان کرتے ہو کہ ہم تم کو جنت میں داخل کر دیں گے ''وَلَمَّا یَاتِکُم مَّثَلُ الَّذِینَ خَلَوا مِن قَبلِکُم'' تم سے پہلی اُمتوں کو ہم نے بڑی شدتوں سے آزمایا ہے ''مَسَّتهُمُ البَاسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلزِلُوا حَتّٰی یَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِینَ اٰمَنُو مَعَهٗ مَتٰی نَصرُ اللہِ'' تم سے پہلے لوگوں کو ہم نے آروں پر ذبح کروایا...... اصحابِ اخدود کو آگ میں جلا دیا...... اتنی سختیاں تم پر تو نہیں ڈالیں تو پھر کیا تم خیال کرتے ہو کہ جنت تمہیں ویسے ہی دے دیں گے، ہم تمہیں آزمائیں گے نہیں...... ہم تمہیں تھوڑا تھوڑا آزمائیں گے ضرور: وَلَنَبلُوَنَّکُم بِشَیءٍ مِّنَ الخَوفِ وَالجُوعِ وَنَقصٍ مِّنَ الاَموَالِ وَالاَنفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِینَ الَّذِینَ اِذَا اَصَابَتهُم مُّصِیبَةٌ قَالُوا'' اگر تم ہر آنے والی مصیبت میں یہ طرزِ عمل رکھو کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیهِ رَاجِعُون پڑھ دو تو میں ایک وعدہ تم سے کرتا ہوں: ''اُولٰٓئِکَ عَلَیهِم صَلَوٰتٌ مِّن رَّبِّهِم'' اللہ کی طرف سے تم پر درود و سلام ہے وَرَحمَةٌ اور اللہ کی طرف سے تم پر رحمت ہے وَاُولٰٓئِکَ هُمُ المُهتَدُونَ تم ہدایت یافتہ ہو، تم اللہ کے intellectual (دانش ور) ہو، اب اگر آپ غور کیجئے، تو ہم تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیهِ رَاجِعُون صرف مر گئے ہوئے پر پڑھتے ہیں، ایسے نقصان جنہوں نے واپس نہیں لوٹنا ہم اُس پر یہ پڑھتے ہیں اور خدا کہتا ہے کہ ہر پلٹائے جانے والے نقصان پر یہ پڑھو...... ایک صاحب کا بچہ بڑا سخت بیمار تھا، انہوں نے مجھ سے ذکر کیا، میں نے کہا: ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیهِ رَاجِعُون'' وہ ناراض ہو گئے، کہنے لگے، سرکار ابھی مرا تو نہیں ہے...... تو میں نے کہا کہ میں کب مر گئے ہوئے پر پڑھ رہا ہوں، میں تو اس لئے پڑھ رہا ہوں کہ یہ سختی و بلا جو تم پر آئی ہے، انشاء اللہ وتعالیٰ العزیز لوٹ جائے گی۔ اسی لئے تصوف کے طریق میں اللہ کی محبت میں تین approaches (پہنچ) کو بڑی نمائندہ حیثیت حاصل ہے۔ ایک یہی جو ابھی میں نے آپ کو قرآن سنایا کہ اگر ہر غم و بلا و شدت تفکر میں وقت پر رجوع...... اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیهِ رَاجِعُون پڑھ دیں تو انشاء اللہ وتعالیٰ یہ ایک نسخہ قرآنیہ ہے، کیمیا نہیں ہے اور دوسری بات یہ کہ جب کوئی خطا کار بچہ آپ کے سامنے آئے اور آپ اسکو کہو: ''خطا مان لو تو میں تمہیں چھوڑ دوں گا'' پھر وہ خطا کا اقرار کرے تو آپ اُسے لفظی سرزنش کر کے چھوڑ دیتے ہیں۔ خطا میں اور بخشش میں اقرار کو بڑا درجہ حاصل ہے۔ آپ دیکھئے کہ

امریکن قانون میں اگر آپ خطا کا اقرار کرلو گے تو آپ کو معافی مل جائے گی۔قریباً قریباً آپ نے جرم نہیں کیا مگر آپ کا وکیل اس پورے سسٹم سے کہہ رہا ہے کہ نجات نہیں ہو سکے گی Simply say I plead guilty (میں اقبالِ جرم کرتا ہوں) تو وہ بخشش کر دے گا مگر یہ قانون آج کا نہیں ہے بلکہ اگر آپ غور کریں کہ جب یونس بن متیٰؑ سے ایک غلطی ہوگئی، وہ مچھلی کے پیٹ میں گئے تو انہوں نے خطا کا اقرار کیا:

"اَن لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنتَ سُبحٰنَکَ اِنِّی کُنتُ مِنَ الظّٰلِمِینَ"

"اے اللہ تو خطا و نسیان سے پاک ہے۔باوجود پیغمبر ہونے کے مجھ میں خطا و نسیان موجود ہے۔مجھ سے خطا ہوگئی ہے، میں خطا کار ہوں۔آپ خطا سے پاک ہیں، مجھے معاف کر دیں"۔لوگ کہتے ہیں یہ جلالی آیات ہیں، لوگ کہتے ہیں کہ یہ کمالی آیات ہیں مگر سادہ سی آیت ہے جس میں اتنا سا اقرار ہے کہ Oh! Lord God! you are free of mistake. I'm sorry. میں کمزور ہوں، احمق ہوں، نادان ہوں، مجھ سے غلطی ہوگئی۔I am sorry تو آپ کو پتہ ہے کہ خدا نے کیا کہا: وَنَجَّینٰهُ مِنَ الغَمِّ (اور ہم نے اسے غم سے نجات دی۔) اللہ یہیں نہیں رکا بلکہ اس نے اسے مستقل approach بنایا اور کہا: کَذٰلِکَ نُنجِی المُؤمِنِینِ (اسی طرح ہر مومن کو نجات دے گا۔) کہ جو خلوصِ قلب سے اقرارِ خطا کرے گا۔ہمارے حضور ﷺ آ کے بس اتنا کہہ دے گا کہ مجھ سے خطا ہوئی تو ہم اپنے رحم سے اس کی خطا معاف کر دیں گے۔اللہ کے رحم کو کم کرنا خطا ہے۔رحمتِ پروردگار پر یقین نہ کرنا کفر ہے اور جس شخص نے یہ کہا کہ میرے گناہ اتنے زیادہ ہیں کہ اللہ نہیں بخشے گا تو اُس نے کفر کا ارتکاب کیا: "قُل یٰعِبَادِیَ الَّذِینَ اَسرَفُوا عَلٰی اَنفُسِهِم " جو میری عبادت کرتے ہیں اُن سے کہہ دو کہ تم نے بڑی زیادتیاں، بڑے ظلم کئے......

خدا گناہ کو اسراف کہتا ہے اور اس کا فلسفہء حکمت یہ ہے کہ میں نے کچھ صفات آپ کو proper کاموں کیلئے دی ہیں جیسے میں نے آپ کو روپیہ پیسہ دیا کہ گھر بناؤ، آرام سے رہو، بچوں کی نگرانی کرو مگر آپ اُسے شراب و کباب پر لگا رہے ہیں اور اسراف یہ ہے کہ صحیح مقاصد کو چھوڑ کر غلط مقاصد پر صلاحیت یا سرمایہ خرچ کیا جائے تو سزا تو ملے گی، نقصان تو ہوگا، بچے بھوکے مریں گے، بیوی ناراض رہے گی، آپ کو ہیپاٹائٹس Hepatitis تو ہوگا۔اسلئے خدا کہتا ہے کہ خطا تو کر ہی بیٹھے ہو، ظلم تو کر ہی بیٹھے ہو مگر ایک بہت بڑا اسراف نہ کر بیٹھنا: "لَا تَقنَطُوا مِن رَّحمَتِ اللهِ" (میری رحمت سے مایوس نہ ہونا۔) اس کی ایک وجہ ہے کہ میں نے ایک قانون بنایا ہوا ہے ایک

اصول ہے اور یہ اصول نہیں بدل سکتا، کوئی فقیہہ اور کوئی مجتہد یہ اصول نہیں بدل سکتا۔ یہ اصول بڑا سادہ ہے اور عربی والے سب جانتے ہیں۔ میں عربی نہیں جانتا، سادہ سا ترجمہ آپ کو بتا دوں گا کہ "اِنَّ اللّٰہَ یَغفِرُ الذُّنُوبَ جَمِیعًا " (بے شک اللہ تمام گناہ معاف کرتا ہے۔) اس میں ایک بھی exception (استثناء) نہیں ہے۔ لفظ "جَمِیعًا" میں کوئی exception (استثناء) نہیں ہے۔ وہ کہتا ہے کہ بھائی! یہ کوئی بڑی بات نہیں، معاف کرنے کیلئے مجھے کوئی زور نہیں لگانا پڑتا، میں total گناہ معاف کر دیتا ہوں کیونکہ وجہ صرف سادہ سی ہے کہ: "اِنَّہُ غَفُورُ' الرَّحِیم" میں ہوں ہی بخشنے والا، میں ہوں ہی رحم کرنے والا۔ میری تو عادت ہی یہی ہے...... رحم کرنا اور بخشنا...... تمہارے گناہ کوئی اتنے بڑے نہیں ہیں، کوئی اتنا بڑا جبر نہیں کر رہے ہو تم مجھ پر...... اور جس شخص نے خدا کی رحمت سے انکار کیا وہ درجہءِ کفر کو پہنچا اور دو وجہ سے انکار ہوتے ہیں کہ آپ کا دماغ ٹھیک نہ رہے یا آپ خدا کے علاوہ کسی اور چیز پر یقین رکھتے ہو۔ دونوں حالتِ تکفیر ہیں اور رب تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم خطا سے گریزاں رہیں، اگر نہ بھی رہیں تو ہم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں...... اس لئے عارف پروردگار کے مزاج کو جاننے والا ہوتا ہے۔ تصوف میں سب سے بڑا rank (مرتبہ) عارف کا ہے۔ وہ "شناسائے مزاجِ پروردگار" ہوتا ہے۔ "حریمِ ناز" کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ وہ بقدرِ ظرف جلوۂ پروردگار زیادہ دیکھتا ہے۔ اسکی identification (مطابقت) صاحبِ شناسائے حال سے ہوتی ہے۔ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ قربت خداوند قربتِ رسالت میں ہے۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مقصودِ کائنات محمد رسول اللہ ﷺ ہیں اسی لئے یہ لوگ ایک perfect (مکمل) عادات کا balance (اعتدال) اختیار کرتے ہیں۔ ان کو پتہ ہے کہ صاحبِ قرآن انتہائی معتدل شخص ہے۔ ان کو پتہ ہے کہ انسانی جبلتوں کو مارا نہیں جا سکتا مگر ان کو معتدل کیا جا سکتا ہے۔ وہ بدرجہءِ اتم محبتِ مصطفیٰ ﷺ میں خدا اور رسول ﷺ کی طرف approach (پہنچ) کو ایک کر لیتے ہیں۔ یہ ان کے داخلی رجحانات کی تفسیر ہوتی ہے مگر بغیر علم کوئی داخلی رجحان interpret نہیں (واضح) ہو سکتا۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگ (اداس) depressed ہیں مگر کیا انہیں پتہ ہے کہ ہم depressed ہیں؟ کیا انہیں پتہ ہے کہ ہمارے سر کیوں دکھتے ہیں؟ ہمارے پٹھوں میں کیوں درد ہوتا ہے؟ وہ اپنے آپ کو پاگل تو نہیں سمجھتے۔ اُن کے معدے کیوں خراب ہوتے ہیں؟ جب وہ ایک (psychiatrist) (دماغی معالج) کے پاس جاتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ depressive effects (اداسی کے اثرات) ہیں۔ یہ جو

آپ کا سر دکھتا ہے، روز اور مسلسل...... یہ بیماری نہیں hysterical effect (اعصابی تناؤ) ہے، یہ migraine (آدھے سر کا درد) جو ہے یہ ذہنی بیماری ہے، جسمانی بیماری نہیں ہے اور اس کا علاج بھی وہ آپ کو یہی بتائے گا۔ اگر ڈاکٹر میڈیسن دے گا تو عارف آپ کی طبیعت کے اس رجحان کی وجہ سے، اُس sensitivity (حساسیت) اور بحران کی وجہ سے جسکی وجہ سے مسلسل (ابھار) inflation ہو رہی ہے، وہ اُسے روکنے میں آپ کی مدد کرے گا۔ وہ ''فقیہہ ذات'' بھی ہے اور ''فقیہہ نفس'' بھی ہے اور اس کو اپنے مسائل کا بھی علم ہوتا ہے اسی لئے عارف یکطرفہ نہیں بلکہ داخلی اور خارجی دونوں علوم پر مہارت رکھتا ہے اور جو عالم ہے وہ صرف academician (کتابی) ہوتا ہے۔ لکھے ہوئے پڑھے ہوئے علم کا وارث ہوتا ہے اور عارف دونوں طرف کے وجودی اور غیر وجودی علوم کا حامل ہوتا ہے اسی لئے اجتہاد کا رتبہ اُسی کو پہنچتا ہے مگر سارے عارفین کو نہیں، یہ ضروری نہیں کہ تمام عارفین کو اللہ کلام بھی عطا کرے، اُن کو گرفت بھی عطا کرے اس لئے بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ عالم مجتہد بھی ہو۔ تصوف میں اُسے ''قطبِ ارشاد'' کہتے ہیں۔ قطبِ ارشاد، مجدد، عارف اور مجتہد ایک ہی چیز کے علیحدہ علیحدہ نام ہیں۔

سوال: فسق کیا ہے؟ کیا داڑھی منڈوانا فسق ہے؟ پتلون پہننے، ٹائی لگانے اور شیو کرنے میں مصلحتِ عصر کا کونسا راز ہے؟

جواب: خواتین و حضرات! کتنا مزیدار سوال ہے......! داڑھی منڈانا فسق نہیں ہے، رجز، فسق اور فجور ان تینوں کا تعلق داڑھی منڈانے پر نہیں ہے۔ داڑھی منڈانے پر صرف ایک فتویٰ اصحاب کے زمانے میں لگا اور وہ ''مکروہ'' کا فتویٰ ہے۔ نہ اس پر فسق کا فتویٰ لگا، نہ فجور کا لگا بلکہ تمام اصحابِ فقہ نے یہ کہا کہ بلا ضرورت داڑھی منڈانا مکروہ ہے۔ داڑھی نہ رکھنے پر میری اپنی اور بھی (وجوہات) reasons ہیں، وہ میں آپ کو explain (واضح) نہیں کروں گا۔ سوال چونکہ براہِ راست ہے۔ اس کا مخاطب میں بھی ہوں، آپ بھی ہو تو اس دور میں جب میں پیچھے جا کر دیکھتا ہوں کہ جب ابتدائے زمانہء صلی اللہ وسلم میں داڑھی کا رواج نہ تھا، کوئی بھی نہیں رکھتا تھا۔ اشراف قریش داڑھی منڈاتے تھے، اصحابِ رسول ﷺ بھی داڑھی منڈاتے تھے تو حضور ﷺ نے پوچھا کہ بالوں کے بارے میں اہلِ کتاب کا رویہ کیا ہے اور یہ یاد رکھیں کہ بہت ساری ابتدائی احادیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی کوشش یہ رہی کہ ہم اہلِ کتاب کی طرح رہیں کیونکہ اُس وقت ابھی پورا قرآن نہیں اترا تھا، وضاحتیں مکمل نہیں ہوئی تھیں تو حضور ﷺ کی زیادہ خواہش یہ

تھی کہ سچے اہلِ کتاب کی طرح جیسے پہلے اہلِ کتاب ہیں اور ہم جو نئے آئے ہیں ہم بھی اسی religious order میں رہیں، قومِ موسیٰؑ کے بہترین لوگوں کی طرح اور قومِ عیسیٰؑ کے بہترین لوگوں کی طرح رہیں تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ داڑھی کے بارے میں اہلِ کتاب کا رویّہ کیا ہے؟ حضور کو بتایا گیا کہ خدا پرست عیسائی راہب اور یہودی ربی داڑھی رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہمیں اہلِ کتاب سے مشابہت پسند ہے۔ پھر آگے جا کر ایک religio political سوسائٹی میں یہ مزید پختہ صورت اختیار کر گئی جہاں یہ شناخت کا باعث نہیں تھی۔ غور کیجئے کہ یہ مذہبی ہونے کی شناخت نہیں تھی۔ رفتہ رفتہ عالمِ اسلام میں داڑھی منڈائی بھی گئی اور رکھی بھی گئی...... حتیٰ کہ ایک ایسا وقت بھی آ گیا جس میں بہت سے لوگ داڑھی منڈاتے بھی ہیں اور بہت کم لوگ داڑھی رکھتے ہیں۔ ایک شخصیت کہ برصغیر کے لوگ ان کے ممنون ہیں اور برصغیر میں اسلام کی ابتدا انہی کے ہاتھوں سے ہوئی۔ اللہ کے بہت بڑے ولی ہیں۔ وقت کے قطبِ عالم ہیں، کوئی شخص بھی اُن کی عظمت و عرفان کا انکار نہیں کر سکتا، ''سیدنا علی بن عثمان ہجویریؒ'' جو اسلامی تصوف میں مشرق و مغرب میں اتھارٹی ہیں۔ ستائیس زبانوں میں ان کی کشف المحجوب کا ترجمہ موجود ہے اور بقول سیدنا خواجہ فرید گنج شکرؒ اور خواجہ نظام الدین اولیاؒ کہ ''جس کا کوئی مرشد نہیں وہ کشف المحجوب سے ارادت وارشاد طلب کر سکتا ہے'' سید ہجویریؒ نے ایک بڑی خوبصورت بات کہی جو آپ کو مزہ دے گی کہ:

> ''جس سنت پر فسق و فجور کا گمان ہونا شروع ہو جائے، اُس کا ترک اُس کے اختیار سے بہتر ہے''۔

اس سے زیادہ میں داڑھی پر کچھ نہیں کہہ سکتا کہ جس سنت پر فسق و فجور کا گمان شروع ہو جائے اور لوگوں کی رائے اُس کے بارے میں یہ ہو کہ یہ سنت نہیں ہے بلکہ فسق و فجور کی علامت بن چکی ہے اور ایسا کثرت سے سمجھا جائے تو پھر وہ لوگ بڑی ہمت والے ہیں جو اس زمانے میں بھی داڑھی رکھتے ہیں کیونکہ میں اس سے گریزاں ہوں...... چونکہ میں سلسلۂ جنیدیہ سے تعلق رکھتا ہوں اور چونکہ مجھے خلق کی approach (رسائی) چاہیے اور اگر داڑھی میرے اور خلق کی ملاقات میں، اُن کی رسائی میں، اُن کے تعلق میں، اُن کی تعلیم میں حارج ہو اور اگر میں branded (نشان زدہ) ہو جاؤں تو میرے اور خلق کے درمیان دوری ہو جائے گی:

بہ ہر رنگ کہ خواہی جامہ بر پوش

من اندازِ کدنت رامی شناسم

اگر میں اس کو negative (منفی) لے جاؤں تو داڑھی کے سٹائل سے لوگ اُس کے گروہِ فکر کو پہچان جاتے ہیں اور اللہ کے رسول ﷺ نے اور خدا نے قرآن میں کہا کہ جب کوئی چیز کسی گروہ کی پہچان بن جائے تو اے پیغمبرؐ تُو ان میں سے نہیں ہے: "اِنَّ الَّذِینَ فَرَّقُوا دِینَھُم" جن لوگوں نے اپنے اپنے دین میں فرق کیا "وَ کَانوا شِیَعًا" اور وہ گروہ بن گئے "لَستَ مِنھُم فِی شَیءٍ" اے پیغمبرؐ تُو ان میں سے نہیں ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ کسی زمانے میں ہم مرزائی کو ان کی داڑھی سے پہچانتے تھے۔ کوئی زمانہ آیا کہ ہم نے جماعتِ اسلامی کو اُس کی داڑھی سے پہچانا، ایک تبلیغی کو اُس کی داڑھی سے پہچانا اور اب داڑھی کی بجائے پگڑی سے بھی پہچانتے ہیں۔ "اے پیغمبر تو ان میں نہیں ہے" ایک مسلمان کی پہچان یہ نہیں ہے، یہ مختلف گروہوں کی پہچان ضرور ہے۔

ابھی ایک سوال اور ہے: پتلون پہننا، ٹائی لگانا، shave کرنا...... خواتین وحضرات! آج تک مجھے یہ بات نہیں سمجھ میں آئی کہ پتلون انگریز کا پہناوا کیسے ہوگیا؟ آج تک میرا جو تاریخ کے بارے میں علم ہے وہ مجھے یہ بتاتا ہے کہ "ٹائی" مسلمان کی ایجاد اور دریافت ہے اور "ٹائی" مسلمانوں سے انگریزوں نے لی اور اُس کو پہننا شروع کیا اور اُس کے سٹائل تھوڑے تبدیل کئے۔ اسی طرح پتلون مسلمانوں کی دریافت ہے مسلمانوں نے ہی اسے قائم کیا بلکہ مسلمانوں نے بھی نہیں بنیادی طور پر یہ Persia (ایران) سے آئی، دورِ حضور ﷺ میں ایران سے جو پاجامہ آیا آجکل کی "بیگی پینٹوں" جیسا تھا، اوپر سے بھی بند اور نیچے سے بھی بند...... جب وہ حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: "کیا خوب پردے کی چیز ہے" ......مگر اتفاق سے آپ ﷺ نے اسے پہنا نہیں۔ پھر یہ پہناوا ملک شام میں گیا، پھر وہ ریشم کا کپڑا بدلتا گیا اور اب زین کی پینٹس ہیں۔ اب اوپر بیلٹ آ گئی ہے مگر کسی بھی کلچر میں کسی خاص قوم کا اکلوتا حصہ نہیں ہوتا۔ Dark Ages میں، یورپ کے تاریک دنوں میں قرطبہ سے، بغداد سے، قسطنطنیہ سے مسلمانوں کا علم یورپ گیا، رسم ورواج گئے، عادات گئیں، شعور گیا، ...... آپ نے دیکھا ہوگا کہ انگریز آتے جاتے اپنی بیویوں کو kiss کرتے ہیں۔ آیئے ذرا "علامہ طنطاوی" کی کتاب اُٹھا کر دیکھئے۔ "فاروقِ اعظمؓ" میں وہ لکھتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کی ایک بیوی کو اُن سے بڑی محبت تھی۔ وہ دروازے تک اُن کو چھوڑنے آتیں اور بوسہ دے کر رخصت کرتیں اور یہ تو عادات ہی انہوں نے عربوں سے لی ہیں۔ عرب کلچر میں ملاقات کے وقت مردوں میں بھی منہ

کواچھی طرح بوسوں سے صاف کیا جاتا ہے۔ظاہر ہے کہ باقی حجاب تو شرعی ہیں......تو ان چیزوں کو آپ یورپی یا Western کیسے کہہ سکتے ہیں۔آج آپ کے کلچر کی کوئی بھی چیز کسی بھی یورپی کو پسند آ جائے تو وہ بجلی کی سی تیزی سے یورپ میں پہنچتی ہے اور وہاں popular (مشہور) ہوتی ہے، کلچر کسی کی جائیداد نہیں ہے۔ابھی آپ دیکھئے کہ اہلِ حدیث کا پہناوا عورتوں نے پہن لیا...... ایک دور ہی گزرا کہ پائنچے اونچے ہو گئے۔اہل حدیث کو تو بہت خوش ہونا چاہیے تھا کہ مرد تو ہماری بات نہیں مانتے مگر تمام عورتوں نے مان لی ہے۔ٹخنوں سے اونچا پاجامہ چل رہا ہے۔مسئلہ یہ ہے کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ چیزیں جتنی بھی آپ نے ذکر کی ہیں اس دل ودماغ کا حصہ نہیں بنتیں، اس سوچ کا حصہ نہیں بنتیں۔تمام عمر ہم نے انہیں لباسوں میں تعلیم حاصل کی ہے۔ہمارے دل ودماغ کو نہ یہ لباس متاثر کر سکے، نہ انگریز متاثر کر سکا، نہ امریکی متاثر کر سکا۔جب میرے مخالف کمیونسٹ یا سیکولر مجھ سے جنگ لڑتے تھے تو میں اُن سے طنزاً کہا کرتا تھا: یار مجھ سے بحث کرنے سے کیوں شرماتے ہو، میری تو داڑھی نہیں ہے تو وہ کہا کرتے تھے کہ تمہاری داڑھی تمہارے پیٹ کے اندر ہے۔ہم تم سے زیادہ ڈرتے ہیں بہ نسبت اُن لوگوں کے...... ہمارے پاس تمہاری باتوں کا جواب نہیں ہوتا تو strategy of demands مختلف ہیں۔

ابھی میں آپ کو ٹائی کا بتا رہا تھا کہ ٹائی Moorish تہذیب (ہسپانیہ میں مسلمان تہذیب) کا حصہ تھی۔قرطبہ، اشبیلیہ، سیول اور المیریا کے مسلمان knights (شہسوار) جب جنگوں کیلئے جاتے تو بالکنیوں میں اُن کی بیگمات کھڑی ہوتی تھیں۔وہ اعلیٰ درجے کی بیگمات جو مجاہدوں کو رخصت کرنے کیلئے آتی تھیں، وہ اوپر سے شناخت کے طور پر......کہ یہ میرا شہسوار اچھی جنگ کرے گا......اوپر سے اُن کو رومال پھینکتی تھیں اور وہ شہسوار اس رومال کو گلے میں knot (گرہ) دے کر tight کر لیتے تھے......''اب جان جائے تو جائے مگر وہ رومال نہ جائے''...... اور یہ روایت ایسی پختہ ہوئی کہ جب یورپ میں صلیبی جنگیں شروع ہوئیں تو Knights of Templars اور Knights of Hospitalars نے جہاں مسلمانوں سے باقی civilary (اخلاق) کی traditions (تہذیبیں) لیں وہاں یہ رومال بھی لے لیا اور وہ بھی گلے میں باندھنا شروع ہو گئے چونکہ knights اعلیٰ درجے کے شجاع لوگ ہوتے ہیں اس لئے رفتہ رفتہ یہ رومال یا ٹائی اعلیٰ طبقے کا symbol (نشان) بن گئی۔اب دیکھئے! وہی رومال ہے، کھول دو تو رومال بن جائے گا۔اب اس کی بڑی آسانیاں ہیں۔سخت نزلہ لگا ہوا ہو تو پیچھے سے

پونچھ لو، رومال نہیں ہے تو ہاتھ صاف کرلو۔ multi-purpose (کثیر المقاصد) ہے۔ مجھے نہیں سمجھ آتی کہ اس پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔

سوال: ایک غیر مسلم نے یہ سوال پوچھا تھا کہ قرآن میں کلمہ ایک جگہ اکٹھا نہیں آیا......

جواب: بات یہ ہے کہ قرآنِ حکیم میں اگر کلمہ آتا تو اس طرح کہ کہو شہادت دو کہ اللہ ایک ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

" اَشھدان لا الہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ "

☆......☆......☆

پروفیسر احمد رفیق اختر

چراغِ سرِ راہ